بعون چمن پیرائی باغ کن فکان و تازگی بخش گلشن جنان

گلدستۂ ازہار نظم ارجمند و ستنبوی ریاحین معانی دلپسند مخزن فصاحت گستری معدن بلاغت پروری

اعنی

کلام الملوک ملوک الکلام

موسوم بہ

دفتر حسرت

المعروف بہ

دیوان اختر

من تصنیف منیف شاعر ہمہ دان دبیر رنگین بیان واقف مو زخفی و جلی فرمانروائے اقلیم سخندانی تاجدار مملکت خوش بیانی حضور فیض گنجور سکندر صولت دارا سطوت قمر قدر صاحب عالم شہزادہ مرزا آسمانجاہ بہادر دام اقبالہم المتخلص اختر خلف سلطان ابن السلطان حضرت سلطان عالم و عالمیان قیصر زمان محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

مرحوم و مغفور خلد آشیان

حسب فرمایش پرنس محمد نوشیرواںجاہ مرزا بہادر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۰۵ء

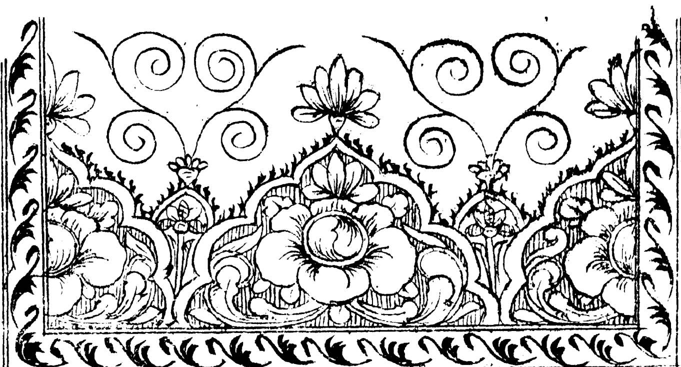


بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مصنف

عبد پر گناہ آسمان جاہ بخدمت نکتہ سنجان و سخن فہم عرض پرداز ہے کہ اگر کوئی اس دیوان مین غلطی ملاحظہ فرمائین تو عیب جوئی سے ہاتھ اُٹھائین اصلاح فرمائین

نہین ہے مجکو سلیقہ سخن طرازی مین	امیدوار معافی ہون نکتہ چینون سے



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدور کیا (ہو) وصف خدائے علیم کا
یارا نہین جو شرحِ الف لام میم کا

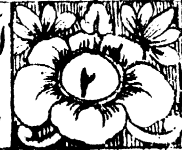
ہم کرتے ہین گناہ وہ دیتا ہے ہمکو رزق
ادنیٰ یہ اک کرم ہے ہمارے کریم کا

تم ہو جہان وہی باغ بہشت ہے
خواہان نہین ہے بندہ تمھارا نعیم کا

بندہ نوازیون مین تری کب کلام ہے
اک بات مین بڑھا دیا رتبہ کلیم کا

کیونکر نہ اپنی خلق پہ یکسان ہو تیرا لطف
رحمت احاطہ ہے ترے فیض عمیم کا

سجدے نکیون کرون تجھے اٹھ اٹھ کے بار بار
خط ہے جبین پہ نقش سے علیٰ العظیم کا



انجم ہماری آنکھین کھلی ہین جو بعد مرگ
ہے رحم دیکھنا ہمین اپنے رحیم کا

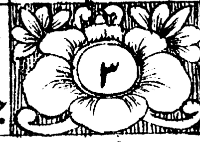


گھر ہے مرے دل مین اُس بشر کا
مختار ہے جو خدا کے گھر کا

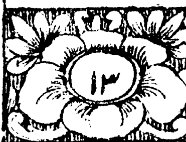
کیا حسن تھا جسکے دیکھنے سے
دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن تسبیح الرعد
ڈنکا جو بجا تری ظفر کا

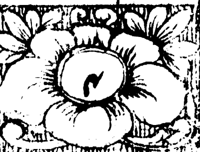
یون مدح نبیؐ علیؑ سے ہے جیسے | کوزے مین سمانا بحر و بر کا



ہے فخر غلامی اُس کی انجم
جو فخر ہوا زمانے بھر کا



جو گدا ہو صنم ترے در کا | اُسکو رتبہ ملے سکندر کا
پھیر ہے کیا مرے مقدر کا | نہین ملتا پتہ ترے گھر کا
ایک قطرہ تھا دیدۂ تر کا | جسکو دھوکا ہوا سمندر کا
خط کو اُسنے پڑھا رقیبون مین | یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
دم نکل جائے گا ابھی میرا | پھیرے پہلو سے تو اگر سر کا
آبرو ہو گئی دو چند مری | ہے یہ احسان دیدۂ تر کا
جو تصور کیا وہی دیکھا | دل بھی آئینہ ہے سکندر کا
لاکھون ظلم و ستم اُٹھاتا ہے | دل جو مفتون ہے اک ستمگر کا
جا کے غیرون کے گھر مکر جانا | چوسیئے پانون اُس ستمگر کا
حشر کہتی ہے جسکو خلق خدا | فتنہ ہے ایک تیری ٹھوکر کا
خضر جو بہکے بہکے پھرتے ہین | بھولے ہین راستہ ترے گھر کا
لاکھ نالے کرو نہین تاثیر | دل بنا ہے بتون کا پتھر کا



ہم غلام علیؑ ہین اے انجم
خوف کیا آفتاب محشر کا



افسوس وقت ذبح بھی دامن کشان رہا
قاتل مری طرف سے سدا بدگمان رہا

تم تو چڑھے ہوئے ہو ہماری نگاہ پر
آنکھوں مین جب سمائے تو پردہ کہان رہا

ہمنے تو چپے چپے پہ سجدے کیے تجھے
کیونکر کہین کہ دیر و حرم مین نہان رہا

پایا قرار وصل مین مین بقرار کیا
وہ بات بات پر تو بدلتا زبان رہا

جب سے دل مین گھر کیا تونے تو میری جان
پھر کیا سبب کہ میری نظر سے نہان رہا

تیر نگاہ دل مین نہ بیٹھے تو کیا کرے
چھانا کرو جسے وہ کلیجہ کہان رہا

جلوے دکھائے پردۂ قدرت کی آڑ مین
پھولون کی اوٹ سے صفت بو عیان رہا

اتنا تو اپنے چاہنے والے کا ہو خیال
بے خانمان کیا تو وہ خود لامکان رہا

بت منھ کے بھل گرے ہین تری آستان پر
کیونکر کہون کہ سجدہ گہ انس و جان رہا

اللہ ری ٹھنڈی ٹھنڈی تری پارسائیان
زاہد اذان کے پردے مین گرم فغان رہا

عاشق کا دل تو بڑھ کے نہ تھا کوہ طور سے
موسیٰ کہو وہ برق تجلی کہان رہا

بیت العتیق کعبہ ہے بیت الشرف ہے دل
اسمین خیال ماہ وش و مہ رخان رہا

اسپر بھی حشر ہو تو اسے کیا کرے کوئی
دل تھام تھام کر تو ترا ناتوان رہا

ہون مَیں بے نیاز آیۂ نعم المصیر سے
ممنون دستگیری پیر مغان رہا

دل رہنمائے مسلک راز و نیاز ہے
یہ خانقاہ رسم و رہ سالکان رہا

دل اور کعبہ رتبے مین یکسان ہے آسمان
بت اسمین اور اسمین خیال بتان رہا

دیوانہ دل تو کہنے کو ہے آسمان ولے
وارستۂ فریب الف قامتان رہا

سینے مین یان تو دم ہے ہمارا اُڑ کا ہوا — وہ آئے یا نہ آئے اجل تجھکو کیا ہوا

دل کی مرے مراد ملی تیرے ہاتھ سے — دستِ کرم ترا مرا دست دعا ہوا

یون اُٹھتی ہے ہمارے دلِ ناتوان سے آہ — جسطرح سے چراغ دھُوان دے بجھا ہوا

دلبر سوا تمھارے نہین دوسرا کوئی — تمنے نہین لیا جو مرا دل تو کیا ہوا

اچھی نہین یہ گرمیان عاشق سے اے فلک — فریاد کرنہ بیٹھے کوئی دل جلا ہوا

ہر ایک آپکی تہ شمشیر آئے کیون — عاشق نہ ٹھہرا آپ کا سیر اگلا ہوا

آئینے کو جو کہتی ہے حیران تمام خلق — دیدہ ہے یہ کسی کا پہ حسرت بھرا ہوا

در سے تمھارے دیکھ کے تکو ہٹینگے ہم — سب سے ہمارا طور کا قصہ سُنا ہوا

تجھسا حسین کسینے جو دیکھا ہو تو کہے — یوسف کی طرح سے کہنے کو کوئی ہوا ہوا

کسکے خرام ناز نے بیچین کر دیا — یارب یہ آج کون سا محشر بپا ہوا

پیغام وصل کہتے زبانی رسول کی — پر ہونٹھ سے نہ ہونٹھ ہمارا جدا ہوا

میدان حشر مین ارے دل تو تو پہلے چل — مین بھی پہونچ رہون گا تجھے ڈھونڈھتا ہوا

اُس بت کی چال دیکھو خدا کے لیے کوئی — قرآن گلے مین ڈال کے کیا با خدا ہوا

آیا خیال کون سے پردہ نشین کا آج — آنکھون پہ اپنے ہے جو یہ پردا پڑا ہوا

جس دل مین دیکھو پینے کی ہے آرزو بھری — پانی تمھاری تیغ کا آبِ بقا ہوا

روزن سے بھی وہ عربدہ جو جھانکتا نہین — ڈرتا ہے دل نہ ہوئے کسی کا لگا ہوا

کیون چاند نے چھپا لیا مُنھ آج ابر مین — چہرے سے کس کے دیکھا دوپٹہ ہٹا ہوا

بیت الصنم کو چھوڑ کے کعبے کو جائین کیون
زاہد تو ہی بتا ہے وہان کیا دھرا ہوا

ابرو کو دل پہ پہلے ہی وہ آزما چکا
خنجر گلے پہ پھیرا تو پھر چڑھا ہوا

کیا جانے آج آتا ہے قاتل ہمارا کیون
سر کو جھکائے تیغ بکف سوچتا ہوا

خون ہو کے دل ہمارا جو آنکھون سے بہ گیا
شاید نظر سے تھا یہ تمھاری گرا ہوا

فریاد جب کسی کی سنی تھرتھرا گیا
دل کا ہے کو مرا ہوا عرش خدا ہوا

٦ پوچھا وہی نکیر نے جو چاہتا تھا دل
انجم سوال قبر مرا مدعا ہوا ١٩

اگر بے گنہ خون دل ہے کسی کا
تو حاضر ہے سر ہمین کیا ہے کسی کا

جو عاشق یہ سمجھو تو اتنا ہی سمجھو
کہ پامال جور و جفا ہے کسی کا

اگر خلق طوفان باندھے تو باندھے
یہان تو تصور بندھا ہے کسی کا

کہے کون ترک جفا و ستم کو
کبھی اسنے مانا کہا ہے کسی کا

سمجھ لو اجل اسکی بے موت آگئی
کسی پر جو دل آگیا ہے کسی کا

امید ترحم ہو اور آسمان سے
یہ نا آشنا آشنا ہے کسی کا

عجائب روابط زمانے کے دیکھے
کسی کا ہے خنجر گلا ہے کسی کا

یہ حسن دو روزہ پہ کیون کبر و نخوت
صنم کیا ہے گویا خدا ہے کسی کا

نہین لٹ پٹا سرخ چیرا بندھا ہے
یہ جلاد خون سر چڑھا ہے کسی کا

نہین بے سبب نوح کا آیا طوفان
زمانے ہی سے دل بھرا ہے کسی کا

خفا گر نہو تم تو ہم نے سنا ہے
کہ عیّار و پُرفن تپا ہے کسی کا

ارے آسمان تیرا بیجا ہے شکوہ
زمانے مین کوئی ہوا ہے کسی کا

کہا مان اچھا نہین ظلم بیجا
ارے دل دُکھانا بُرا ہے کسی کا

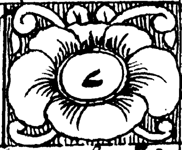
تمھین دیکے دل پھیرے یہ کیا گمان ہے
اجی توبہ کیا سر پھرا ہے کسی کا

یہ مطلب نہین ہم ہین عاشق تمھارے
مگر ذکر ہم نے سُنا ہے کسی کا

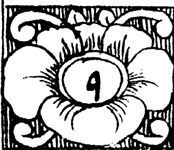
عجب خواب دیکھا ہے سرِ خالق
مرے سینے پر سر دھرا ہے کسی کا

مجھے اپنا عاشق نہ کہیے نہ کہیے
یہ کہدیجیئے مبتلا ہے کسی کا

اُلجھنے سے دم کے یہ ثابت ہوا دل
گرفتار زلف رسا ہے کسی کا



کشاکش مین جو اپنے کام آوے انجم
سمجھ لو وہ مشکل کشا ہے کسی کا



انجم تمھین اُلفت ابھی کرنا نہین آتا
ہر ایک پہ مرتے ہو پہ مرنا نہین آتا

عالم کے حسین بھرتے ہین آنکھون مین تمھاری
دم عشق کا بھرتے ہو پہ بھرنا نہین آتا

ہم جان ہی سے اپنی گذر جائین تو بہتر
ہٹ دھرمی سے اُنکو جو گذرنا نہین آتا

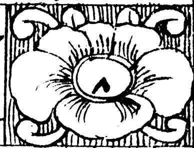
لو نام خدا ہمسے بناتے ہین وہ باتین
جنکو کہ ابھی بات بھی کرنا نہین آتا

کہتے ہو مری لاش پہ مارا ہے یہ کسکا
کیون جی یہی کہتے تھے مکرنا نہین آتا

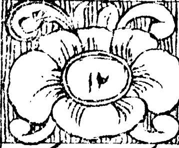
بکھرے ہوے بالون مین بھی ہین لاکھ ادائین
الھڑ کو ابھی میرے سنورنا نہین آتا

کیا وصل کی شب کاٹی ہے فقرے ہی تیا کر
سچ ہے کہ تمھین بات کترنا نہین آتا

ایسا تو ہمین ہیں کہ ہون آنکھون کا سرمہ
اے چرخ تجھے جور بھی کرنا نہیں آتا



حق یہ ہے کہ انجم ترا دل ٹھہرے تو کیونکر
سینے پہ انھین ہاتھ بھی دھرنا نہین آتا



چارہ گر زخم جگر کا مرے ٹیسا کیسا
اُف ترا لطف یہ ناوک نظری سا کیسا

تجکو جب پایا تو بس اپنے ہی دل مین پایا
کعبہ کیسا بُتِ بیباک کلیسا کیسا

ہمتو بے موت مرین آپ خبر تک بھی نہ لین
عجز اعجاز مین اے غیرت عیسیٰ کیسا

نام کو میرا نشان تک بھی نہ باقی رکھا
مجکو اس چرخ ستمگار نے پیسا کیسا

صورت وہ اور ہی تھی جس سے تم آئے دل مین
یار بد کیسا مری جان نکیسا کیسا

خواب مین رات کو او سروِ گل اندام آکر
پھر گیا آنکھون مین تو کبک دری سا کیسا

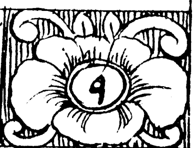
تیرے آنے کا گمان تیرے تغافل کا خیال
ساتھ ہے قبر مین نیکی و بدی سا کیسا

ہے قسم تمکو سلیمان کی جو پردہ رکھو
آدمی ہو تو یہ انداز پری سا کیسا

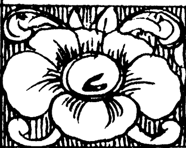
میری حالت پہ تمھین گر نہین افسوس آتا
دھبہ آنچل مین یہ آنسو کی تری سا کیسا

آپکا رحم بھی ہے جور کا پہلو رکھتا
دل کو سمجھانا مگر فتنہ گری سا کیسا

بوسہ تو دیتے نہین دل ہی مرا مانگتے ہو
کیون جی یہ حسن طلب مفت بری سا کیسا



نجم طالع ترا پر ضو تو ہے لیکن انجم
جھلملاتا ہے چراغ سحری سا کیسا



نہ تڑپا مین فلک زیر و زبر ہوتا تو کیون ہوتا
اثر نالون مین او بیدادگر ہوتا تو کیون ہوتا

مین سودائی مین دیوانہ مین سرگردان مین آوارہ
اگر اُس سنگدل کے دل مین گھر ہوتا تو کیون ہوتا

جگر میرا سا دل میرا سا الفت میری سی کسی مین
کوئی میری طرح سینہ سپر ہوتا تو کیون ہوتا

خدائی بھر پڑی ہے سر جہان چاہا وہان پھوڑا
ترے کوچے مین او بت شمع رو شر ہوتا تو کیون ہوتا

یہان سر تھا ہتھیلی پر وہان خنجر بکف وہ تھے
ہمارے امتحان سے درگذر ہوتا تو کیون ہوتا

نہ قابل امتحان کے یہ نہ دلداری کے لائق
ہمارا دل جو منظور نظر ہوتا تو کیون ہوتا



تجھے اے آسمان خود ہی خبر اپنی نہین ابتک
خبرگیر اثر او بیخبر ہوتا تو کیون ہوتا



شب کو میرا ساقی مہ رو جو میخوارون مین تھا
شمع پروانون مین روشن تھی قمر تارون مین تھا

سونگھتے ہی مثل غنچہ ہو گیا دل باغ باغ
کیا اثر او گل ترے اُترے ہوئے ہارون مین تھا

کشتۂ تیغ تغافل کے لیے مجھکو کیا
مین بھی تو ای جان تیرے ناز بردارون مین تھا

جرم الفت کی سزا شاید انھین پھر دیگئی
آج کیون غل توبہ توبہ کا گنہگارون مین تھا

کر دیا آزاد کیون تو نے مجھے اِن سب کے ساتھ
مین بھی او صیاد کیا تازہ گرفتارون مین تھا

مجھکو بھی اک جام بھر کر دیدیا ہوتا کبھی
ساقیا مین بھی تو آخر تیرے میخوارون مین تھا

ہجر عیسی مین خبر اگر کسی نے بھی نہ لی
اے خیال یار اک تو ہی پرستارون مین تھا

مجھکو کیا گر یوسف مصری بکے بازار مین
تو اگر بکتا تو بندہ بھی خریدارون مین تھا



میری قسمت مین لکھی گردش بھلا کسواسطے
مین تو اے انجم ثوابت مین نہ سیارون مین تھا



رات بھر اُس ماہ پیکر کا خیال آتا رہا
داغ دل انجم ضیائے ماہ دکھلاتا رہا

وائے قسمت صورت غنچہ رہی دل بستگی
وصل کی شب بھی وہ گلرو مجھسے شرماتا رہا

انگی دزدیدہ نگاہون نے ستم برپا کیا
دیکھتے ہی دیکھتے دل ہاتھ سے جاتا رہا

پوچھتے کیا ہو ہوئی فرقت مین کیونکر زندگی
خون دل پیتا رہا لخت جگر کھاتا رہا

۱۲ ۹

کس بت بیدین کو انجم آپنے دل دیدیا
کیون زبان سے آپکی ذکر خدا جاتا رہا

جو تیرے کوچے مین اُسکا مزار بن جاتا
ترے کرم سے ترا خاکسار بن جاتا

رقیب اپنا اگر دوستدار بن جاتا
تو پھر وہ یار بھی دو دن مین یار بن جاتا

جو اسکو عشق کسی کج کلاہ کا ہوتا
تو سیدھا یہ فلک کج مدار بن جاتا

جو تیرے دانتونکی رو نمین یاد آجاتی
ہر ایک اشک دُرِ شاہوار بن جاتا

جو پاس یار کے چہرے کے آئنہ جاتا
تو میرے دل کی طرح بیقرار بن جاتا

ترا خیال جو ہمدم نہوتا الفت مین
تو گھر مرا مجھے کنج مزار بن جاتا

وہ بے نصیب ہون وحشی کہ میری بابت ئے
جو پھول بھی کوئی ہوتا تو خار بن جاتا

جو کشتہ کرتی نہ سیماب کو ہماری آہ
کسی کا یہ بھی دل بیقرار بن جاتا

۱۳ ۵

مئے وصال پلا آج یار اے انجم
یقین جانو کہ مین بادہ خوار بن جاتا

کسی پہلو دلکو قرار نہین مرے یار سے کوئی جا کہنا
کیا خوب نشانہ تاکا ہے او تیر فگن ترا کیا کہنا

نہ وہ بت ہی ملا نہ خدا ہی ملا نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
او زاہد تجھسے خدا سمجھے ترا ناحق ہمنے سنا کہنا

اسے دیر سے کیا کعبہ کیسا جدھر آپ ہوئے یہ ادھر ہی پھرا
اے قبلۂ عالم چاہیے ہے مرے دلکو قبلہ نما کہنا

دل تیرا جو انپر آجائے تو یہ پھر ہم پوچھین تجھسے
کیون زاہد کوئی گنہ تو نہین بھولے سے بتونکو خدا کہنا

۱۴ — ۵

دن رات بہا ہی کرتے ہین یہ فراق مین یار کے اے انجم
گر سچ پوچھو تو زیبا ہے ان دیدون کو دریا کہنا

شہید ناز کو مٹی جو قاتلا دینا
تو حسرتین نہ کہین خاک مین ملا دینا

طریق اسکو نہین یاد جان لینے کا
ذرا اجل کو تم اپنی ادا سکھا دینا

بچین اسی کے تصدق مین یہان سیری
ہمارے بخت سگ یار کو دعا دینا

جو تمکو ہمسے کنارہ ہی کرنا ہو منظور
تو پہلے گور کنارے ہمین لگا دینا

۱۵ — ۷

ہزار نوح کے طوفان تمھین دکھاتے ہم
کہا تو ہوتا کہ انجم پلک دبا، یا

جو دھونا تیرا دامن کا نہو کچھ کار گر تو کیا
گواہی دین ہمارے خون کی دیوار و در تو کیا

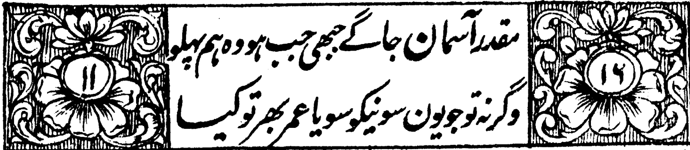
فقط ہو دور سے باتین بنانیکے مسیحا تم
لبون پہ آگیا جب دم اگر پھر لی خبر تو کیا

خدا کیواسطے ڈرا و نڈر دیوانے سے اپنے
اُٹھا لے آسمان سر پر جو یہ شوریدہ سر تو کیا

ہماری آہ نے دنیا جلا کر خاک کر ڈالی
اگر اے طور سینا تجھسے نکلا اک شرر تو کیا

عیادت کو جو تو آیا گیا مین جان سے اپنی
اگر مثل قضا عیسیٰ ہوا تیرا گذر تو کیا

اثر اُس سنگدل کے دلپہ ہو اے آہ تو جانین
اگر ساتون فلک تو نے کیے زیر و زبر تو کیا



رنگ بدلا ہے کئی دن سے مزاج یار کا
جوڑ شاید چل گیا پھر آج کل اغیار کا

کسقدر پایا سویداے دل عاشق نے اوج
رفتہ رفتہ تل بنا آخر ترے رخسار کا

ابتو آکر دیکھ جانا چاہیے تجھکو ضرور
حال ہے نوع دگر عیسیٰ ترے بیمار کا

بیخودی مین زخم دل پر جبکہ پڑتی ہے نظر
ہوتا ہے دھوکا تمھارے روزن دیوار کا

حال درد دل بیان کس سے کرون مین بدنصیب
تو ہی جب تک سان نہ ہوئے میرے حال زار کا

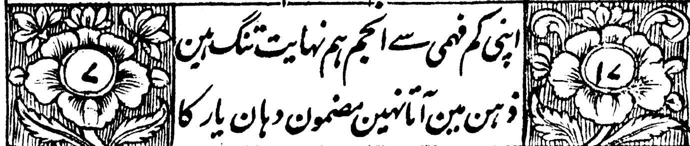
بات کرنا ہو گیا مشکل تبونکے سامنے
پڑ گیا پھندا گلے مین رشتۂ زنار کا

ہو گیا ہون ناتوان ایسا تمھارے ہجر مین
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کے تار کا

اک فقط تیرے کشیدہ ہونے سے یہ حال ہے
بھاگتا ہے سایہ تک مجھسے تری دیوار کا

ناتوان ایسا ہون پسکر خاک ہو جاؤن ابھی
سایہ پڑ جاے اگر مجھپر تری دیوار کا

ابتو صورت اپنی دکھلاؤ خدا کیواسطے
دم نکلتا ہے تمھارے طالب دیدار کا



ہٹا دو چہرے سے گر دوپٹہ تم اپنے اے لالہ فام آدھا
تو ہو یہ ثابت کہ نکلا ابر سیہ سے ماہ تمام آدھا
ہوا تو ہے تیرے ہجر مین دل ہمارا جلکر کباب ساقی

کسر اگر ہے تو اتنی ہی ہے کہ پختہ آدھا ہے خام آدھا

یہان تو دل کو مرے جلایا وہان جلا ئینگے جسم میرا
یہ حشر پر کیون اُٹھا رکھا ہے حضور نے انتقام آدھا

ہماری الفت کا ذکر سنکر عدو نکالے بھی شق تو کیونکر
کہ لفظ شق مین بھی تو یہ شق ہے کہ ہے یہ عاشق کا نام آدھا

یہ چرکے دیدے کے تو نے مجھکو جو نیم جان کر رکھا ہے ناحق
حلال کر ڈال اب تو ظالم ہوا ہے جینا حرام آدھا

یہ کیسی دریا دلی ہے ساقی ہوس بھی دلکی ہوئی نہ پوری
جو کی عنایت بھی تو ادھوری اگر دیا بھی تو جام آدھا

۱۵ نظر جو پڑ جائے اُسکے قامت پہ بس قیامت ہی آئے انجم
زمین مین گڑ جائے سرو خجلت سے اُسکی وقتِ خرام آدھا ۱۶

حرفِ مطلب زبان پہ لا نہ سکا
حال دل یار کو سُنا نہ سکا

وار خنجر کا مجھپہ کیون نہ کیا
دل نہ تھا یہ جو تو لگا نہ سکا

خود بخود دیکھ بیک چلے آئے
مین تو آنکھین تلک بچھا نہ سکا

تیری آنکھون نے وہ فریب دیا
آسمان گردشین دکھا نہ سکا

مار ڈالا ہمین تری چپ نے
تو ذرا ہونٹ تک ہلا نہ سکا

رُک رہا دم جو آ کے آنکھون مین
خواب کیسا خیال آ نہ سکا

چلی ایسی نسیم حسرت دید
وہ دوپٹے سے منھ چھپا نہ سکا

نہ رسائی ہوئی ترے در تک
اپنی تقدیر آزما نہ سکا

حشر مین تیرے ظلم یاد آئے
وان بھی دلسے تجھے بھلا نہ سکا

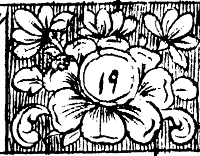
تھی گنا ہونکی یہ گران باری
لاش میری کوئی اٹھا نہ سکا

اسقدر بڑھگیا تصور یار
کہ مری آنکھونمین سما نہ سکا

ناتوانی نے آبرو رکھ لی
تیرے کوچے سے اٹھکے جا نہ سکا

جھک گیا کسکے بار احسان سے
آج تک چرخ سر اٹھا نہ سکا

نظر بد کا ڈر رہا مجھکو
اپنا زخم جگر دکھا نہ سکا



لگ گئی آنکھ موت سے انجم
ایسا سویا کوئی جگا نہ سکا



جور مین نام نکلتا ہی رہا
ظلم قاتل تجھے پھلتا ہی رہا

حلق پر یان تو چھری چل ہی چکی
پر اشارہ ترا چلتا ہی رہا

ڈھل گئی دوپہر آیا نہ وہ یار
نیل یان آنکھون سے ڈھلتا ہی رہا

کرتے رو رو کے کلیجہ ٹھنڈا
دل مگر ہجر مین جلتا ہی رہا

اٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار
پر کلیجہ کوئی ملتا ہی رہا

چارہ سازی نہ چلی تیری مسیح
دم مرا تجھپہ نکلتا ہی رہا

لے تو آئے اسے ہم ہاتھون ہاتھ
دل مگر ہاتھون اچھلتا ہی رہا

چل گیا وار وہان نظر ونکا	دل سنبھلتے کا سنبھلتا ہی رہا

۲۰ نہ پھری تیری طبیعت انجم
وہ زبان تجھسے بدلتا ہی رہا ۹

سر بالین جو وہ کھولے ہوئے گیسو ہوتا	میری الجھن مین نہ کچھ فرق سر مو ہوتا
باندھتا مین جو ترے تیر نظر کے مضمون	شعر بھی میرا بدلتا ہوا پہلو ہوتا
بس نہین چلتا جو اپنا ستم ایجادون سے	کاش اے بار خدا دل ہی یہ قابو ہوتا
تجھکو اے سرو سہی ہم چمن آرا کہتے	غنچۂ دل مین نہان گر صفت بو ہوتا
دیکھ لیتا تجھے یوسف بھی تو سجدے کرتا	خم محراب عبادت خم ابرو ہوتا
مجھکو جی بھر کے مزا عشق کا ملتا اوبت	دل کے بدلے مرے پہلو مین اگر تو ہوتا
دل بھی جلتا شب فرقت مین اگر شمع صفت	بن ترے گرم کسی طرح نہ پہلو ہوتا
اوج پر ہوتا جو اے ماہ ستارہ میرا	میرے سینے پہ گلے کا ترے جگنو ہوتا

۲۱ مے کا کیا ذکر کہ انجم ترے غم مین ساقی
جام کوثر بھی جو پیتا اُسے اُچھو ہوتا ۹

منتشر گر اپنی آہون کا دھوان ہو جائیگا	آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا
نقش ہوتی جاتی ہین لاکھون بتونکی صورتین	کیا یہ دل بھی خطۂ ہندوستان ہو جائیگا
دل کو اس ناز و نعم سے پالتا کسواسطے	مین اگر یہ جانتا خواہان جان ہو جائیگا
قبر مین رکھتے ہو یار و قبلہ رو تم کیون ہمین	منھ ہمارا پھر سوے کوے بتان ہو جائیگا

جا لگیگی کشتی دل ساحل امید پر
دیدۂ تر سے اگر دریا رواں ہو جائیگا

لیچلا تھا دل انھین مین نذر دینے کیلیے
یہ نتھا معلوم وقف امتحان ہو جائیگا

وہ نچھوٹیگا کبھی دام بلا سے زیست بھر
جسپہ ا یدل سایۂ زلف بتان ہو جائیگا

وہ ادھر دیکھین تو پھر حاجت بیانکی کچھ نہین
حال میرا خود بخود اُنپر عیان ہو جائیگا

سب نکل جائینگی انجم تیرے دل کی حسرتین
جبکہ فضل خالق کون و مکان ہو جائیگا

۸ ۲۲

آہ و زاری مین مری پیدا اثر ہونے لگا
اِن بتان سنگدل کے دلمین گھر ہونے لگا

جب فراق یار مین مین نوحہ گر ہونے لگا
دامن صحرا مرے اشکونسے تر ہونے لگا

طرز اُنکے پھر بدلتے جاتے ہین اے دوستو
پھر وہان شائد رقیبون کا گذر ہونے لگا

آسمان کو لائی چکر مین مری آشفتگی
سایۂ خورشید بھی اب دربدر ہونے لگا

آسمان پر چاند خجلت سے نہ نکلے گا کبھی
بام پر اپنے اگر تو جلوہ گر ہونے لگا

پھر بہار آئی ہمارے گلشن امید مین
رفتہ رفتہ نخل اُلفت بارور ہونے لگا

سر مرا زانو پہ اپنے رکھکے وہ رونے لگا
حال میرا جسگھڑی نوع دگر ہونے لگا

فرقت دلدار مین کب چین آیا آسمان
گر ذرا آنسو تھمے درد جگر ہونے لگا

۱۳ ۲۳

مجھکو بسمل نہ چھوڑ جانا تھا
ایک ہاتھ اور بھی لگانا تھا

خواب مین بھی کبھی نہین آتے
یون نہ ایجان منھ چھپانا تھا

وعدۂ حشر پر عبث ٹالا — تم کو صورت اگر دکھانا تھا
تم نہ آتے تو جان دے دیتے — آج ہمنے یہ دل مین ٹھانا تھا
مر مٹے ہم خبر نہ لی تونے — یون نہ عاشق کو بھول جانا تھا
خاک ہی مین ہمین ملا ڈالا — کسطرحکا یہ آزمانا تھا
دل نہین ملتا آپ کا نہ سہی — آنکھ تو میری جان ملانا تھا
دل نگاہون سے اُنکی کیون بچتا — یہ تو تاکا ہوا نشانہ تھا
جور سے ہاتھ کیون اُٹھاتے وہ — پھول میرے اُنھین اُٹھانا تھا
جو کہ جھوٹون نہ پوچھے بات کبھی — دلکو ایسے سے کیا لگانا تھا
شمع رکھنی نہ تھی جو تربت پر — دل ہی آکر مرا جلانا تھا
بیوفا جسکو سمجھے تھے انجم — اُس سے بیکار دل لگانا تھا



در جانان پہ کیون نہ سر پھوڑا
آسمان قسمت آزمانا تھا



تیری فرقت مین ترے وحشی نے گر نالہ کیا — یا در کھنا دونون عالم کو تہ و بالا کیا
ایک دن بھی وصل سے تونے کیا ہمکو نہ شاد — وعدۂ امروز فردا پر سدا ٹالا کیا
باغبان گلشن قدرت کا تو نیرنگ دیکھ — داغ دل مجکو دیا تجھکو اگر لالہ کیا
کوئی بھی نکلا نہ اس سے کام خود حیران ہون — کس توقع پر دل نادان کو مین پالا کیا
کوکب قسمت سے انجم کو نہین اصلا گلا — میرے دود آہ نے گیسو ترا کالا کیا

۲۵

دل دلدار مین گھر کچھ نہ کیا
آہ و نالے نے اثر کچھ نہ کیا

غرق کر دینے تھے دونون عالم
تونے اے دیدۂ تر کچھ نہ کیا

تم تو کہتے تھے مسیحا ہین ہم
چارۂ دردِ جگر کچھ نہ کیا

تیغ مین دل تھا جگر خنجر مین
آپ نے زیب کمر کچھ نہ کیا

ہمنے دل بھی دیا اور جان بھی دی
اُسنے منظورِ نظر کچھ نہ کیا

مار ڈالا ہمین دھڑکے دیکر
یہ تو اے مرغ سحر کچھ نہ کیا

ایسے جلاد کو دل دے بیٹھے
آسمان جان کا ڈر کچھ نہ کیا

۲۶

اگر دم بھر کو آجاتا تو کیا تھا
مرا شانہ ہلا جاتا تو کیا تھا

موے ہم حسرت دیدار ہی مین
جو تو صورت دکھا جاتا تو کیا تھا

خیال یار نے دل مین جگہ کی
جو آنکھو مین سما جاتا تو کیا تھا

نہ کرتا شمع روشن قبر پر تو
مرا دل ہی جلا جاتا تو کیا تھا

نہ جانا تھا تجھے گھر اُسکے انجم
جو دل تیرا بھی آجاتا تو کیا تھا

۲۷

ہے طرز جفا مین دلبری کا
قائل ہون تری ستمگری کا

کیا جانیے ہوش اُڑ گئے کیون
سایہ تو نہین کسی پری کا

بندہ ہے تری ادا کا بندہ
احسان ہے سر پہ کنگری کا

ہے ایک بلا ے بدوہ کاکل
دعویٰ کرے کون ہمسری کا

آنکھون نے تری خدائی بھر کو
سکھلا دیا طرز کافری کا

قاصد کا دماغ عرش پہ ہے
رتبہ جو ملا پیمبری کا

غم مول لیا ہے بیچکر جان
دل دیکھو تم اپنے مشتری کا

اے خضر کٹھن ہے منزل عشق
بیڑا نہ اٹھاؤ رہبری کا



انجم ترے دل سے برق و سیماب
سیکھے ہین طریق مضطری کا



راز الفت کا جتا کیون ندیا
حال دل انکو سنا کیون ندیا

حشر مین حشر بپا ہو جاتا
تمنے دیدار دکھا کیون ندیا

آپنے خط کو عبث چاک کیا
نام ہی میرا مٹا کیون ندیا

بیوفائی ہی اگر تھی منظور
تمنے پہلے سے جتا کیون ندیا

کیون کمی کی مرے نالو تمنے
عرش و کرسی کو ہلا کیون ندیا

مار ڈالا ہمین ای رشک مسیح
اپنا اعجاز دکھا کیون ندیا

کیون نہ مجرم کیا محشر مین مجھے
جرم الفت کا لگا کیون ندیا

اے خدا اسکو بنایا جو پری
مجکو دیوانہ بنا کیون ندیا



کیون نکیرین سے چھپے انجم
نام اُس بت کا بتا کیون ندیا



درد دل بار بار کیا کہنا
آپ سے حال زار کیا کہنا

خوب گریے کو تو نے ضبط کیا
دیدۂ پردہ دار کیا کہنا

کھینچ لایا اُسے بھی تربت پر
نقش سنگ مزار کیا کہنا

تا دم مرگ انتظار کیا
چشم امیدوار کیا کہنا

کیا ہی نکلا ہے اُسکے قابو سے
دل بے اختیار کیا کہنا

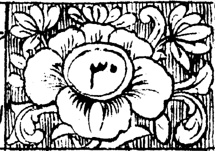
نقد دل لے لیا تو چھوڑی جان
خوب کھایا اُدھار کیا کہنا

باز رکھا ہمین گناہون سے
خوف روز شمار کیا کہنا

اتنی قدرت پہ ایسا صبر کیا
صاحب ذو الفقار کیا کہنا

ایک عالم کو کر دیا بیخود
میرے مست خمار کیا کہنا

او خزان تو بھی ہے غضب چالاک
کیا ہی لوٹی بہار کیا کہنا



عشق مین نام کر دیا انجم
ارے رسوا و خوار کیا کہنا



عہد و پیمان کو نہ یون دلسے بُھلایا ہوتا
کبھی بھولے سے ادھر بھی نکل آیا ہوتا

حیف زخمون پہ نمک میرے نچھڑکا قاتل
دل لگانیکا مزا کچھ تو چکھایا ہوتا

کب سے ہم منتظر دیدہ ہین بیٹھے در پر
اپنا جلوہ کبھی ہمکو بھی دکھایا ہوتا

اے خدا مجھکو محبت جو بتونکی دی تھی
تو نے دل بھی مرا پتھر کا بنایا ہوتا

دوستی اُنسے نکرتا اگر اے انجم تو
دشمن جان ترا کیون اپنا پرایا ہوتا

۳۱ / ٦

مجھکو دل نے ڈبو دیا ہوتا
دین و دنیا سے کھو دیا ہوتا

دل مین سو چٹکیان نہ لیتی تھین
ایک نشتر چبھو دیا ہوتا

تھا اگر دعوی مسیحائی
درد دل میرا کھو دیا ہوتا

تیرے عاشق کی لاش پر ظالم
ملک الموت رو دیا ہوتا

کوسنا بوسہ گالی یا کہ جواب
کچھ تو ہمکو تبون دیا ہوتا

۳۲ / ۷

وہ جو تھا بیوفا تو اے انجم
دل کسی اور کو دیا ہوتا

اے دل ناداں یہ تونے کیا کیا
کس ستمگر پہ مجھے شیدا کیا

غیر سے الفت جو تھی مدنظر
پھر ہمین کیون آپنے رسوا کیا

جو کیا مین نے وہ سب کچھ تھا برا
آپنے جو کچھ کیا اچھا کیا

گر میان کین غیر سے اُسنے وہان
مین یہان انگارون پر لوٹا کیا

جان لے لیتے ہو تم وقت خرام
یہ نیا تمنے چلن پیدا کیا

ہمنے مانا تم مسیحا ہو مگر
کس مریض ہجر کو اچھا کیا

۳۳ / ۷

آپ اپنے دل مین منصف ہون ذرا
قول کیا انجم سے تھا اور کیا کیا

سینے سے اُس پری کے دوپٹہ جو ہٹ گیا
بیتاب ہو کے مین بھی گلے سے لپٹ گیا

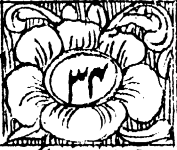
دیدار یار کا نہوا نا کبھی نصیب
پردہ اُٹھا نہ تھا کہ مرا دل الٹ گیا

تو ایک بار کوٹھے پہ آیا نہ اور مین | سو بار تیرے کوچے مین آکر پلٹ گیا

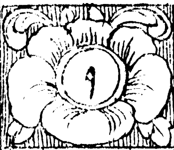
اللہ رے شوق وصل کہ مرنیکے بعد بھی | مین خاک بنکے پاؤن سے اسکے لپٹ گیا

دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | اپنی نظر مین موتیون کا مول گھٹ گیا

ممکن نہین مزاج رہے ایک حال پر | یہ طرز ہے کہ بات کہی اور پلٹ گیا



یان ٹکٹکی لگی رہی در ہی سے آسمان
روزن سے جھانک کے وہ یار ہٹ گیا



خط نکل آیا ہے گردِ رخِ انور کیسا | کلکِ تقدیر نے لکھا ہے یہ دفتر کیسا

تم تو کہتے ہو نہین بولتے ہم جھوٹ کبھی | لیکے دل پھر یہ مکرنا مرے دلبر کیسا

جبکہ ملنا ہی نہین یار سے منظور تجھے | پھر یہ رہ رہ کے تڑپنا دلِ مضطر کیسا

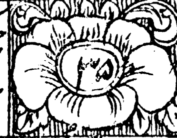
طوق گردن مین پڑا پاؤن مین زنجیر گران | میری وحشت نے پنہایا مجھے زیور کیسا

ہے اگر شکل دکھانا تمھین منظور نظر | اے مری جان یہ پھر وعدۂ محشر کیسا

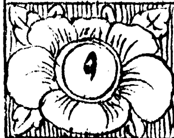
مین تو کشتہ ہون تری ناز و ادا کا قاتل | تیغ کہتے ہین کسے ہوتا ہے خنجر کیسا

خونِ دل فرقتِ ساقی مین پیا مین نے مدام | مے کہان جام کہان شیشہ و ساغر کیسا

شوق نظارہ لیے پھرتا ہے کوچے مین ترے | مل گیا اس دلِ گم گشتہ کو رہبر کیسا



جبکہ امید ہے بخشش کی خدا سے انجم
پھر تجھے دغدغۂ پرسشِ محشر کیسا



انکھ اٹھا کر جدھر جدھر دیکھا | تجھکو اے یار جلوہ گر دیکھا

اپنے بسمل کو تو نے اے قاتل
مرتے دم بھی نہ اک نظر دیکھا

سجدۂ شکر حق بجا لائے
جبکہ اُس بت کا سنگِ در دیکھا

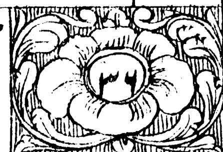
نہ پسیجا کبھی بتوں کا دل
تجکو اے آہ بے اثر دیکھا

وہ نہ راضی ہوے کسی صورت
جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر دیکھا

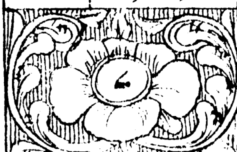
داغ دل کے سوا نہ کچھ پایا
نخلِ اُلفت میں یہ ثمر دیکھا

دل پہ برچھی سی لگ گئی آکر
کسنے روزن سے جھانک کر دیکھا

دل صد چاک اپنا یاد آیا
چاک جیب و دامنِ سحر دیکھا



تیری فرقت میں ہمنے انجم کو
صورتِ سایہ دربدر دیکھا



ہوا ہے ہمکو تو اے جان اب یہ ڈر پیدا
کہ دل کے دینے میں ہوئے نہ کچھ ضرر پیدا

اگر فراق کا یارا نہ تھا تو اے اللہ
نہوتے سینے میں میرے دل و جگر پیدا

وہ دل کو ہاتھوں سے تھامے ہوے چلے آئیں
الٰہی آہ میں اتنا تو ہو اثر پیدا

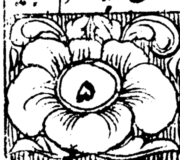
عدم کو جائینگے گھُل گھُل کے سوچنے والے
نہو گی حشر تلک بندشِ کمر پیدا

ریاضِ دہر میں نکلی نہ آرزو دل کی
ہوا نہ نخلِ تمنا میں کچھ ثمر پیدا

بہایا کرتی ہے ناحق بھی رات دن آنسو
یہ روگ کیسا ہوا تجھمیں چشمِ تر پیدا



تڑپ تڑپ ہی کے تم جان دوگے اے انجم
اثر نہ آہ میں کچھ ہو گا عمر بھر پیدا

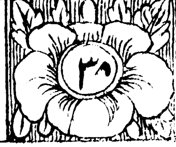


گر گھڑی بھر کو کبھی درد جگر کم ہو گیا — غم یہ غم یہ ہے کہ جاری دیدۂ نم ہو گیا

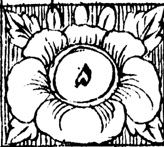
رات دن رہتا ہے یہ نالۂ کنان شیون میں — اس دل وحشی کے ہاتھون ناک مین دم ہو گیا

کھتے جاتے ہین دل وحشی برا ہے اضطراب — قہر ہو گا گر مزاج یار برہم ہو گیا

موت سے بدتر ہے جینا فرقت دلدار مین — حق مین گویا خضر کے آب بقا سم ہو گیا



جان و دل دینے مین اے انجم نہین تجھکو دریغ — تو بھی اپنے وقت کا گویا کہ حاتم ہو گیا

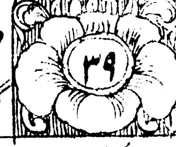


الفت کا نہین دل کو کنارا ملتا — ڈوبتے کو نہین تنکے کا سہارا ملتا

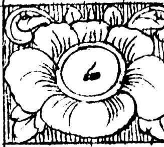
گلشن دل کو مرے وقف خزان کسنے کیا — کوئی کانٹا بھی نہین او چمن آرا ملتا

پوچھ لیتا سبب قتل مین اُس قاتل سے — بات کرنے کا دم ذبح جو یارا ملتا

دیکھے انداز تو ملنے کا کوئی قاتل کے — کبھی ملتا بھی نہ ظالم تو قضا را ملتا



دل تو کیا جان بھی دیدیتے ہم اُسکو انجم — گر ذرا بھی ہمین اُس بت کا اشارا ملتا



کیا چمن چنکے ٹکڑے ٹکڑے اک اک استخوان میرا — نہ رکھا نام کو باقی ستمگر نے نشان میرا

خزان رخصت ہوئی پھر آمد فصل بہاری ہے — گریبان خود بخود ہونے لگا ہے دھجیان میرا

سوال وصل اُس جلاد سے کرتا تو ہا مینے — گلا کٹوائیگی اک روز یہ میری زبان میرا

جہنم اور بھی دو تین ہین صاحب خلق کرتے — اگر تھا آپ کو منظور لینا امتحان میرا

زمانہ نہین ہر اک شب جلکے ہو جاتی ہے خاکستر — یہان بالکل کلیجہ ہو گیا جلکر دھوان میرا

پس دیوار اُسکی جا کے نالے کر نہین سکتا
گلا گھونٹا کریگی کب تک او ضبط فغان میرا

۴۰
کرو شکر خدا ہونے لگی مشق ستم انجم
کہ پھر ہوتا چلا ہے مہربان نامہربان میرا

جو نہ آتا وہ یار کیا ہوتا
او دل بیقرار کیا ہوتا

چلو اچھا ہوا کیا برباد
میرا مشت غبار کیا ہوتا

تیرے وعدے پہ مین جو مرمٹتا
ارے غفلت شعار کیا ہوتا

ہاتھ دھو بیٹھتے آنکھون سے
اور اے انتظار کیا ہوتا

۴۱
دل پہ قابو نہین جب اے انجم
یار پر اختیار کیا ہوتا

دوست اپنا نہ یار ہے اپنا
وہی پروردگار ہے اپنا

نہین تیری خطا ستم ایجاد
دل ہی کچھ بیقرار ہے اپنا

ناامیدی امید ہے اپنی
بیدیاری دیار ہے اپنا

پھونکے دیتی ہے سوزش غم عشق
گھر بھی دار البوار ہے اپنا

۴۲
ہم غلام علی ہین اے انجم
بس یہی افتخار ہے اپنا

سولی پہ خیال قد دلدار نے کھینچا
کانٹون پہ ہمین سبزۂ رخسار نے کھینچا

ہوتی ہی نہین صبح کسی طور الٰہی
کیا طول قیامت کا شب تار نے کھینچا

تھا مین تو رضامند گنا ہون کی سزا پر
کیا تھا قلم عفو جو سرکار نے کھینچا

دل بھی مرے پہلو سے تڑپ کر نکل آیا
سینے سے جو ہین تیر ستمگار نے کھینچا

موجود تھے وہ سامنے میرے دم آخر
آنکھون ہی سے دم لذت دیدار نے کھینچا

پھندا وہ گلے کا ہوا صیاد کے ڈر سے
نالہ جو کوئی مرغ گرفتار نے کھینچا

۴۳ اسد رجہ مرے نام سے نفرت ہوئی انجم
اب ہاتھ عداوت سے بھی اغیار نے کھینچا ۷

اٹھ کے پہلو سے مرے آپکو جانا کیا تھا
میرے اس دُکھتے ہوئے دلکو دُکھانا کیا تھا

ابھی آئے ابھی کہنے لگے لو جاتے ہین
آگ لینے کو جو آئے تھے تو آنا کیا تھا

سچ کہو یاد بھی ہین کچھ تمھین اگلی باتین
کیون جی کیسے تھے وہ دن اور وہ زمانا کیا تھا

اے جنون تھی مری ایذا نہ اگر تجھکو پسند
پھر مری راہ مین کانٹونکا بچھانا کیا تھا

کہہ تو او شوخ جفا جو تجھے ڈر تھا کسکا
دل چُرایا تھا تو پھر آنکھ چُرانا کیا تھا

مجھسے کاوش جو نہ تھی اے نگہ یار تجھے
دردبن بن کے مرے دلمین سمانا کیا تھا

۴۴ یہ تو ہے آپ ہی کی عقل کی خوبی انجم
جس سے واقف نہ تھے دل اُس سے لگانا کیا تھا ۷

عرش اعلیٰ پہ ہے دماغ اپنا
کیون نہو خلد خانہ باغ اپنا

اشک حسرت شراب گلگون ہے
چشم خون بار ہے ایاغ اپنا

کون دلسوز کون ہے غمخوار
کسکو دکھلائین دل کا داغ اپنا

اُف نگر عشق شمع رویان مین
کیون بجھاتا ہے خود چراغ اپنا

عشق کی بحث دور کر ناصح
کون خالی کرے دماغ اپنا

گر نہین عظمتِ شہی نہ سہی
جدّا سے علیٰ تو ہے بداغ اپنا

شمع رویون پہ مرتے انجم
گل کیا ہمنے خود چراغ اپنا

(۴۵) (۶)

سینے سے لپٹے مرے وہ دیکھکر کالی گھٹا
یا خدا برسون رہے ساونکی رت والی گھٹا

اسقدر کیون روز محشر کو کیا تو نے دراز
یا الٰہی کیون شب فرقت مری ڈالی گھٹا

دیکھکر دیوانے تیرے آنہ جائین جوش مین
مستیان کرتی ہوئی اُٹھی ہے متوالی گھٹا

خاک مین ملجائیگا حسن دوبالا چاندکا
قدر دیوگی تمھارے کانکی بالی گھٹا

سبزۂ صحرا ہے خط اور حسن ہے دریا ترا
پان کی لالی شفق ہے اور مسی کالی گھٹا

منھ برستے مین بھلا کیا آئیگا انجم وہ یار
حسرتون کی کیون مری کرتی ہے پامالی گھٹا

(۴۶) (۹)

کبھی آکے میرے مزار پر کوئی پھول بھی نہ چڑھا دیا
تری اس حیا نے تو غنچہ لب مجھے خاک ہی مین ملا دیا

کبھی آہ سرد بھی دم بہ دم کبھی آنکھوں مین کاٹے دم
ترے انتظار نے اے صنم یہ کرشمہ مجکو دکھا دیا

یہی میرے دل مین ہے آرزو یہی داغ ہے بت ماہرو
کبھی قبر پر بھی نہ آیا تو مجھے ایسا دل سے بھلا دیا

کبھی آگے تھا نہ یہ بانکپن کبھی ایسے تھے نہ ترے چلن
بھلا کچھ تو کہ یہ فریب و فن تجھے یار کسنے سکھا دیا

ترے انتظار مین اے پری دم مرگ آنکھین رہین کھلی
مجھے کشتہ حسرت دید کا مری آرزو نے بنا دیا

جو بروز حشر وہ پوچھیگا تو مین یہ کہونگا کہ ای خدا
مرے دل کی ساری یہ ہے خطا کہ تون کا بندہ بنا دیا

مین بھٹکتا پھرتا ہون جا بجا نہین آہ ملتا ہے کچھ پتا
مجھے اپنے گھر کا بھی راستہ مری جان تو نے بتا دیا

کبھی صاف آیا نہ وہ نظر مری آنکھون ہی مین لگی مگر
مرے یار نے اسی طور پر مجھے جلوہ اپنا دکھا دیا

۴۷ ۵

جو نکلتا ہے دھوان دل سے اب تو ہے انجم اسکا یہی سبب
کہ فراق یار کی آگ نے ہر اک استخوان کو جلا دیا

یہ نہین وصل کی تدبیر نے پلٹا کھایا
ہمنشینون مری تقدیر نے پلٹا کھایا

دوست کیسا کہ ہوا دشمن جانی وہ یار
ہاے کیا آہ کی تاثیر نے پلٹا کھایا

کیا کہون سانپ سا اک لوٹ گیا دل پہ مرے
جب تری زلف گرہ گیر نے پلٹا کھایا

صید کرنیکا مرے قصد تھا خود صید ہوا
کیا ہی اے ترک ترے تیر نے پلٹا کھایا

۴۸ ۱۱

بزم اغیار سے وہ اٹھ کے مرے پاس آئے
آسمان خواب کی تعبیر نے پلٹا کھایا

صبر کو ہاتھون سے بسمل کیون دیا
دم تہ شمشیر قاتل کیون دیا

دل پہ قابو ہی نہ دینا تھا اگر
تو نے اے خالق مجھے دل کیون دیا

تم ستم کرتے نہین گر قتل کی اوٹ
زیر ابرو تم نے پھر تل کیون دیا

چاہنے والا اگر سمجھا مجھے
رنج تو نے راحت دل کیون دیا

موت لکھ دی تھی جو قسمت مین مری
تو نے وقفہ تا بمنزل کیون دیا

خار گندا خار گل کے پاس کیون
دم تڑپ کر اے عنادل کیون دیا

تجکو پروا ہی نہین پہ چڑانے کی
تو نے آنسو شمع محفل کیون دیا

اے جنون دیوانہ رہا ہوے بست
مجکو یہ شوق سلاسل کیون دیا

پھول کسکے ہین چمن مین باغبان
تو نے آنکھونسے بہا دل کیون دیا

یار را بایار دلداری خوش ست
رنج اے زہرہ شمائل کیون دیا

۴۹ ۱۱

دیدیا جب دل تو انجم کیا ملال
اور اگر دینا تھا مشکل کیون دیا

نہین اچھا دُکھانا دل کسی کا
کہا بھی مان او قاتل کسیکا

تڑپتا ہے جو سینے مین دل زار
ہوا ثابت کہ ہے بسمل کسیکا

رلائے گا تجھے او شمع محفل
جلانا یون سرِ محفل کسیکا

تجھے نکو بھی ہے دعوائے خدائی
ترا بندہ نہین قائل کسیکا

سرک جاتے ہین اک جھلکی دکھا کر
کہ رہ جائے پھڑک کر دل کسیکا

جو دل اٹھا تو سارا کھل گیا حال
یہی تھا پردۂ محمل کسیکا

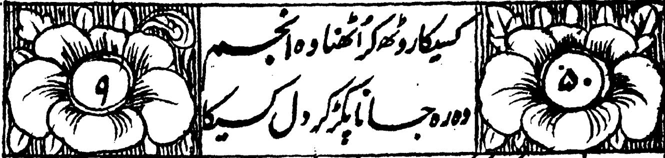
لگا کر تیغ اب کیا سوچتا ہے
لگا دے نام او قاتل کسیکا

سواد دلپہ ہے دھبہ لگاتا
وہ کاجل سے بنانا تل کسیکا

قطعہ

الٰہی خیر ہو پھر یاد آیا
وہ آجانا کسی پر دل کسیکا

وہ رو دینا کسی کا سر جھکا کر
وہ جھنجھلانا سرِ محفل کسیکا



یون تو کہنے کو کیا نہین ہوتا — پر کبھی بت خدا نہین ہوتا

ہجر مین جو کہ ملتی ہے لذت — وصل مین وہ مزا نہین ہوتا

چاہتے ہین کہ دل کا حال کہین — پر زبان سے ادا نہین ہوتا

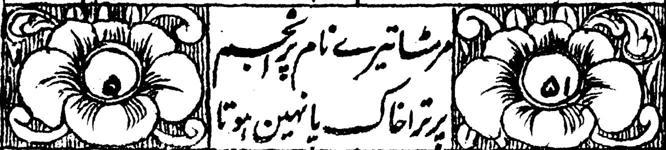
حال فرقت بیان کرون کیونکر — لب سے لب آشنا نہین ہوتا

کب قیامت یہان نہین آتی — کب ترا تذکرا نہین ہوتا

کالے کوسون ہے کوچۂ دلدار — خضر بھی رہنما نہین ہوتا

باوفا کسطرح کہین تمکو — کوئی وعدہ وفا نہین ہوتا

یہ بھی اپنا نصیب ہے ورنہ — درد تو لادوا نہین ہوتا



دسترس نالۂ پر شور جو پایا کرتا — آسمان پھاڑ کے تھگلی یہ لگایا کرتا

عشق کی راہ سے افسوس کہ واقف ہی نہین — ورنہ مین خضر کو بھی راہ بتایا کرتا

سرد کردیتی جو انکو نہ اشکون کی جھڑی — دونون عالم مین یہ اک آگ لگایا کرتا

سیر گلزار کو وہ گل اگر آیا کرتا — بوی گل سنکے پئے دید مین جایا کرتا

کسطرح اُس سے بھلا بار وفا کا اٹھتا — آسمان ناز جو تیرے نہ اٹھایا کرتا

خون مرا قاتل کا دامنگیر ہو کر رہ گیا | خود بخود محضر مرا تحریر ہو کر رہ گیا

وہ گل خوبی جو آیا سیر گلشن کے لیے | یک بیک مین بلبل تصویر ہو کر رہ گیا

مجھسے وہ تیوری چڑھا کر بولے دشمن خوش ہوے | وہ ہنسے غیر و نسے مین دلگیر ہو کر رہ گیا

اُنکے دلسے اپنی گستاخی مٹا سکتا نہین | ہاتھ کا لکھا خط تقدیر ہو کر رہ گیا

۵۳

خود چلا جاتا ترے کوچے سے انجم کیا کرے | عشق گیسو پاؤن کی زنجیر ہو کر رہ گیا

۵

دفور الفت مین ان تونکو بیان کرین کیا کہ کیا نہ جانا | مگر بڑی خیر کی خدا نے کہ ہمنے اپنا خدا نہ جانا

ستم کو تیرے ستم نہ سمجھے جفا کو تیری جفا نہ جانا | مگر یہ افسوس ہے کہ تو نے کبھی ہمین باوفا نہ جانا

تمھاری بے اعتنائیونکا گلہ نہین ہے نہ کوئی شکوہ | تمھاری صاحب خطا نہین کچھ ہمین نے دل خود لگا نہ جانا

تڑپ کے دیجان اُسنے آخر یہ تو نے اُسکی نہ لی خبر کچھ | مریض فرقت کو مار ڈالا مگر مسیحا جلا نہ جانا

۵۴

تجھے بھی لازم ہے کچھ ترحم کہ دلسے عاشق ہے تیرا انجم | ستم ہزارون سہے ہمیشہ مگر تجھے بیوفا نہ جانا

۶

پھیرا اسکے گلے پر بار ہا لیکن نہ اسپر بھی کٹا | خنجر کو اپنے سنگدل تو سان پا پھر چٹا

بوسہ تو لینے کو لیا پر خوف رنجش ہی رہا | خون عاشق ناشاد کا تل تل بڑھا تل تل گھٹا

آزردہ کیون ہے تو بھلا بتلا تو کچھ بہر خدا | کی مین نے تیری کیا خطا کیون مجھسے تیرا دل ہٹا

وحشت کا میری بخیہ گر تجھسے نہو گا چارہ کچھ | تو نے گریبان کل سیا یان آج پھر دامن پھٹا

فکر کمر کو چھوڑ کر فکر دہن کرنے لگا | انجم مرا ذہن رسا اب دوسری جانب ہٹا

دیکھا نقاب ابر کو جھٹ پٹ ہٹا کر ماہ نے ۔ سر سے جو کل اُس شوخ نے اوڑھا دوپٹا الٹ پٹا

۵۵

روئے صبیحِ یار پر بکھری ہے یون زلف سیہ
جسطرح انجم چاند پر چھا جاتی ہے کالی گھٹا

۵

اگر بالفرض برسا ابر تر دو تین دن برسا ۔ مگر کیا جوش ہوئیگا ہمارے دیدۂ تر سا

اگر فرقت مین تیری اے پری دل کھولکر رویا ۔ روان ہو جائیگا آنکھون سے میری اک سمندر سا

نہین کچھ بات کرنیکا تجھے ناصح وقوف اصلا ۔ یہ کی ہے بات گویا کھینچ مارا تو نے پتھر سا

نہ آوارہ پھرو تم کو بسکو دل مین رہو اگر ۔ نہ ممکن ہو گا دنیا مین کوئی گھر تمکو اس گھر سا

۵۶

خوشی سے وامق و فرہاد آنکھون پر قدم لیوین
اگر ملجائے کوئی آسمان سا بادیہ فرسا

۵

فریب مین ان بتون کے اگر رہا نہ دنیا کا مین دین کا ۔ برا ہو اس عشق کا الٰہی رکھا نہ اسنے مجھے کہین کا

جو امتحان تو نے دلمین ٹھانا کہان ہے دنیا کا پھر ٹھکانا ۔ الٹ پلٹ کر دے زمانہ الٹنا تیرا یہ آستین کا

ہے جان بر تجھ سی سخت مشکل چڑھائیگا سولی تجھکو دل ۔ چھپیگا زلفون مین کیونکر اے دل کہ شانہ جاسوس ہے کمین کا

ستانہ بیکار ہمکو ہمدم نہ چھوڑینگے مرتے دم تلک ہم ۔ عزیز جان کیون نہو ترا غم کہ ہمنشین ہے دل حزین کا

۵۷

چھڑایا اس بت کے آستان کو مٹایا کیا مرے نشان کو
حسد ہے انجم یہ آسمان کو ہوا مین پیوند کیون زمین کا

۲۵

نہین بھاتا اسے کوئی ہزارون پر جو مائل تھا ۔ یہی تھین آرزوئین کیا خدایا کیا یہی دل تھا

تری قدرت کے صدقے تو نے کیا پوری تمنا کی ۔ ہوا ہے زیب اب وہ جو لگے زیب محفل تھا

نہ پوچھو حال کچھ آوارہ و سرگشتہ کا اپنے
قیامت کا سفر بھی اُسکے آگے پہلی منزل تھا

نہیں گر بیقراری دلکی صاحب نے گذری کبھی
تو کیون تسکین کی تمنے اگر تسکین کے قابل تھا

وہ اگلی صحبتین یادش بخیر اب یاد آتی ہین
کوئی زہرہ جبین تھا اور کوئی زہرہ شمائل تھا

گئے مقتل کو کیون تم اور گر دیکھا تو کیا دیکھا
بھلا اتنا تو بتلاؤ کوئی ہم سا بھی بسمل تھا

سمندر کو جو شہرت دی نہین معلوم کیا باعث
مرے اشکون کا دریا بھی تو بے پایان ساحل تھا

تصور نے ترے لاکھون نکالین حسرتین دلکی
تری فرقت مین بھی ہمکو مزا وصلت کا حاصل تھا

نہین کچھ موسی عمران سے کم عاشق ترا لیکن
کہ بن دیکھے تری صورت ترا تو یون ہی مائل تھا

رہا نظرون مین تیری گر کے یہ نظرون سے بھی تیری
سویدائے دل عاشق ترے رخسار کا تل تھا

خطا میری نہین کچھ کفر کا اطلاق کیون مجھپر
دکھا دیتے اگر قامت قیامت کا بھی قائل تھا

سنایا تھا تمھین منصف سمجھکر حال دل اپنا
مذمت تمنے کی ہوتی نہ گر تحسین کے قابل تھا

نہ چھوڑا مر کے بھی دامن اگر ویدہ نے تیرے
غبار آسا ترے ہمراہ یہ منزل بہ منزل تھا

مجھے تو ناز ہے جلاد عالم بیقراری پر
شکیبائی کا مین دعوی اگر کرتا تو باطل تھا

یکایک آ گیا کیون بن بلائے وہ مرے گھر مین
مرا آرام جان بھی یا الہی کیا مراد دل تھا

ہوا ثابت کہ ہمین دونون تجھی پر جان دیتے ہین
یہان نالہ کنان ہم تھے وہین شور عنادل تھا

نہ دیکھا موت کا مارا ہوا محشر مین بھی ہمنے
کوئی تھا کشتہ ابرو کوئی مژگان کا گھائل تھا

کیا کیون ذبح بسم اللہ کہکر تمنے او قاتل
کہ مشتق لفظ بسم اللہ سے خود تیرا بسمل تھا

تری رحمت کے بارے مین تجاہل عارفانہ ہے
کیا جہل مرکب جب تو مین کسطرح جاہل تھا

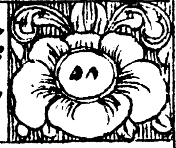
خداوندا اسکو کردیا خود رفتہ کیون تونے / بتونکی نذر کے قابل اگر تھا تو یہی دل تھا

نہ مرتے دم بھی صاحب میرا حال دل سنا تمنے / زبان کیون بند کی پیری مین کیا کچھ تمسے سائل تھا

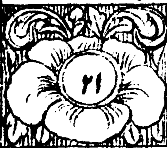
اُٹھائین سختیان سی سختیان کیون جان دیکر / ترے سینے مین انجم دوسرا دل کیا نہ دل تھا

نہ کیونکر رحم آتا تجکو انجم پر کہ اے داور / گنہگارو نمین تھا لیکن تری رحمت کا قائل تھا

ہمارا دل تو ہے وابستہ گیسوے محبوبان / وہ دیوانہ تھا انجم جو کہ پابند سلاسل تھا



چھپایا مدعاے دل جو تم نے کیا ہوا انجم
زبان کا کھولنا آگے بتونکے کوئی مشکل تھا



ہے زیر ابر حسن عجب ماہتاب کا / گوشہ اُلٹ کے دیکھ لو تم بھی نقاب کا

بیجرم و بیقصور یہ باعث عتاب کا / آخر حضور مجھسے سبب اجتناب کا

بے خان و مان ہوا تو ہوئی اُنکے دلمین جا / ممنون مین تو ہون دل خانہ خراب کا

سینے کو چاک کرکے مرے دلکو دیکھلے / مجھسے سبب نہ پوچھ مرے اضطراب کا

مُنھ دھوکے رات بھر کا تو غصہ اُتار لیجے / حاضر فلک ہے طشت لیے آفتاب کا

پردہ اُلٹ کے تونے تو دل ہی اُلٹ دیا / قائل ہے آسمان بھی ترے انقلاب کا

کیا کوئی نازکی ترے لب کی بیان کرے / ہم نے تو عطر کھینچ لیا ہے گلاب کا

رندونکو کچھ فضیلت عشق بتان سنا / زاہد کوئی تو کام کیا کر ثواب کا

اُس ماہ وش سے میرے مقابل نہو سکا / دو روز مین اُتر گیا مُنھ ماہتاب کا

او بت عبث تو کرتا ہے یہ لن ترانیان / کیا مُنھ جواب دے جو مرے لاجواب کا

واعظ سمجھ کے نوح کا قصہ بیان کر
افسانہ یہ بھی ہے کسی چشم پر آب کا

تم تو ہو پاس پھر ہے یہ دل بیقرار کیون
کھلتا نہین ہے مجھپہ سبب اضطراب کا

ساقی وہان تو ہے در توبہ کھلا ہوا
تو نے ابھی سے حکم دیا سدّ باب کا

کیون مجھسے پوچھتے ہو کٹی زیست کسطرح
پابند مین نہین ہون حساب و کتاب کا

کیونکر جمال رخ سے ہم آغوش ہو نگاہ
تم تو اُلٹتے ہی نہین پردہ حجاب کا

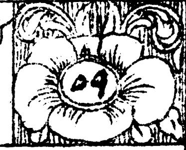
آفت نہ ڈھاے خندۂ دندان نما ترا
کھلتا چلا ہے پھول چمن مین گلاب کا

یوسف کا قصہ کہتی ہے جسکو تمام خلق
چھوٹا سا تذکرہ ہے تمھارے شباب کا

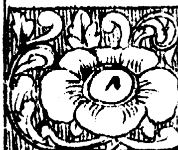
سلجھا کے اپنی اُلجھی ہوئی کاکلونکو دیکھ
کھلجاے تجھپہ حال مرے اضطراب کا

قرآن تلک مین قصہ یوسف نے پائی جا
قائل ہون مین تو عشق فضیلت مآب کا

پابوسیونکی باد صبا کو ہے آرزو
او شہسوار کھولدے تسمہ رکاب کا



کیونکر نہو وے بڑھ کے سلیمان سے مرتبہ
انجم گدا ہون مین تو در بوتراب کا



تری فرقت مین ان دیدون نے وہ طوفان کیا برپا
جگر اور دل کا اے پیارے نہین لگتا ہے تھل بیڑا

نہ ہنسکر غیر سے دلکو ہمارے گدگدانا تھا
غضب ہے جائیگا ظالم یہ کیون دیوانیکو چھیڑا

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر جیتے جی دام محبت سے
ترے گیسو نہین کافر قیامت کا ہے بکھیڑا

غضب ڈھایا یہ گھونگروالی لٹیان کیون بنا آئے
پھنسانیکو مرے ناحق نکالا اور اُلجھیڑا

چلا تھا کشتہ تیری سردمہری کا کہ گھبرا کر
وہین دروازہ مالک نے جہنم کا ہر اک بھیڑا

سمجھے دل کسطرح تیری نگاہ و چشم و ابرو سے
کہین جورونگی ہے بستی سپاہی کا کہین بیڑا
بیان احوال اُلفت کردیا تونے تو قلیون سے
ارے او آسمان یہ بحر کا چھتہ تونے کیون چھیڑا

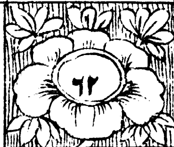
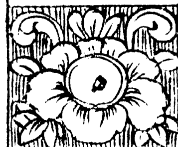
(۶۰) (۹)
بہاتے انسوؤن سے ہین دل سوزان جوانپاہم
مراد آئی تھی اے انجم جو چھوڑا نخضر کا بیڑا

تمھین مطلوب ہمسکو طالب دیدار ہونا تھا
بس اتنی بات پر اس حشر کا طومار ہونا تھا
الٰہی کچھ تو ہوتی پردہ داری جوش وحشت کی
ہر اک زخم جگر کو میرے دامن دار ہونا تھا
مری قسمت مین لکھدی تھی اگر سرگشتگی تونے
تو اے خالق مقدر بھی نگاہ یار ہونا تھا
محبت تجھسے او ظالم نکرتا مین تو کیا کرتا
مقدر مین تو رسوا و ذلیل و خوار ہونا تھا
جفا مین جو مزا پایا وفا مین وہ کہان لذت
مری قسمت سے دلبر تجکو دل آزار ہونا تھا
نہ سہتے ناز مین گر تم اُٹھاتے ناز ہم کیونکر
تمھارے عشق مین ہمکو نحیف و زار ہونا تھا
وہی تو خون ہے جو اپنی آنکھون سے بہا برسون
ہمارے قتل سے اُنکو خجل بیکار ہونا تھا
وہ منظور نظر ہر وقت ہے تا اپنی آنکھون مین
بجاے روزن در دیدۂ بیدار ہونا تھا

(۶۱) (۵)
مین اب سمجھا بکھیڑا حشر کا تھا اس لیے انجم
کہ طشت از بام تیرے عشق کا اظہار ہونا تھا

غم ہجر تیرا ایجان جو نہ غمگسار ہوتا
تو عجب طرح کا صدمہ پئے جان زار ہوتا
مین ہزار بار جا کر اُسے درد دل سُناتا
مرے یار بدگمان کو اگر اعتبار ہوتا
کہون کس سے حال کیلئے کہون کیا ملال کیا ہے
نہ وہ دل مراد کھاتے نہ مین اشکبار ہوتا

مین وہ رہرو وفا ہون جو نہ میرے پاؤن پڑتا | تو کبھی نہ خار صحرا تجھے افتخار ہوتا

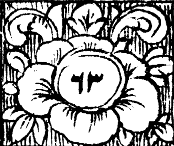
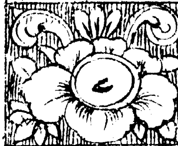
نہین کچھ خطا کسیکی ہے قصور تیرا انجم
نہ تو چاہتا کسیکو نہ ذلیل و خوار ہوتا

خدا حافظ ہے تیرے ان لگاوٹ کے اشارونکا | ہوے دو ایک جانبر اور دم نکلا ہزارون کا

ذرا تربہ کوئی دیکھے شہیدون کے مزارونکا | چڑھاتے ہین وہ ایک اک پھول اپنے باسی ہارونکا

لب جان بخش سے اپنے ذرا ہان کہکے دیکھو تو | اگر ہو امتحان منظور اپنے جان نثارون کا

دماغ عیسی دوران چہارم آسمان پر ہے | لبو پہ دیکھ کر دم وصل کے امیدوارون کا

پکارین الامان دلکو فرشتے تھام کر انجم
پہونچ جائے اگر نالہ فلک تک بیقرارون کا

کیا حسد دل آماج گاہ کا کیا | ہدف بنا ہے فلک تیر آہ کا کیسا

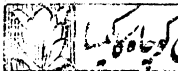
بڑھی ہوئی ہے غضب سے کہین تری رحمت | معاوضہ مرے جرم و گناہ کا کیسا

جب اک جہان سے در گذرین تب وہان پہونچین | یہ پھیر پھار ترے گھر کی راہ کا کیسا

ترے لیے جو نہین ہے وفا کی پابندی | مرے لیے یہ بکھیڑا نباہ کا کیسا

لڑائی کی جو نہین تمنے ٹھان لی دل پر | تو پھر ہر اک سے لڑانا نگاہ کا کیسا

جو آپکو نہین منظور دل وہی صاحب | تو پوچھنا مرے حال تباہ کا کیسا


ڈبو نہ دے کہین انجم یہ آبرو تیری | مزا پڑا ہے ترے دل کو چاہ کا کیسا


نہ کسی کے عشق مین مرتے ہم نہ کسی کے سر پر خون ہوتا | نہ کسی پہ اپنا دل آتا نہ بہار آتی نہ جنون ہوتا

تسلی دلکو دین کیونکر ستمگر کچھ تو کہتا جا
دیا سینے پہ اپنے رکھ لین پتھر کچھ تو کہتا جا

یہ دل سہتے سہتے سبھی کچھ سہے گا
زمانہ مگر تجھکو کیا کچھ کہے گا

پہلو سے مرے اُٹھ کے جو تو میری جان گیا
یہ جان لے کہ جان سے مین نیم جان گیا

گیسوے یار ترا زور گھٹا
دیکھ وہ اُٹھی ہے گھنگھور گھٹا

یہ کس مو کمر کا خیال آگیا
جو اس شیشۂ دل مین بال آگیا

ابھی ہو پاس تم اور دل ہے بیتاب
خدا جانے کہ ہو وقت سحر کیا

کیا سیدھی نگاہون نے تو بسمل
کریگی دیکھیے ترچھی نظر کیا

گر خدا پوچھیگا کیون انجم کیے تو نے گناہ
صاف کہدونگا کہ رحمت پر تری نازان رہا

۶۴ دیدۂ نرگس نے اُس گل کے سوا
اور کیا دیکھا جو حیران رہ گیا ۱۴

نگہ یاس سے جسنے تجھے دیکھا ہوگا
اے صنم اُسکو خدا ہی نظر آیا ہوگا

تھام کر جسنے کلیجہ تمھین دیکھا ہوگا
دلمین کیا جانیے کیا اپنے وہ سمجھا ہوگا

بعد مردن جو مری آنکھون پہ باندھی پٹی
رشک یہ آیا کہ دیدار خدا کا ہوگا

وہ تو دنیا ہی مین کرتا ہے قیامت برپا
کوئی پوچھو تو سہی حشر مین پھر کیا ہوگا

عطر فتنے کا لگاتا ہے وہ مہندی ملکر
آج پھر فتنۂ تازہ کوئی برپا ہوگا

تیرا گھائل نہین جلاد فلک کا قائل
تجھسے بڑھکر کوئی سفاک بھلا کیا ہوگا

نیچی نظرون مین بتاؤ نہ یہ آلے بالے
دل تو کیا ایک زمانہ تہ و بالا ہوگا

جو سر آنکھو پہ اُٹھ آتے ہین وہ ہین ناز ترے
جو کہ اُٹھتا ہی نہین سر وہ ہمارا ہوگا

بے سبب تو نہین یہ نوح کا طوفان آیا
چشم بد دور ستم جو نظر انداز ہوا
مجھسے اب پوچھتے ہین آپ کہ اب کیا ہوگا
تیرے چھلّے کا ہتھیلی پہ جو گل کھایا ہے
آسمان غرق ہے دریاے محبت مین تو

دل کسی تیر سے دل افگار کا اُمڈا ہوگا
تیر ن کروہ کلیجے ہی مین بیٹھا ہوگا
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکھا ہوگا
حشر کے روز یہ رشک ید بیضا ہوگا
شعر جو ہوگا ترا عشق مین ڈوبا ہوگا

۶۵

بے سبب تو نہین انجم یہ تمھاری اُلجھن
دل کسی گیسوے پر پیچ مین اُلجھا ہوگا

۱۴

جاتے جاتے لاش کو ٹھکرا گیا
ہاے رے الھڑ پنا اُس شوخ کا
بے سبب یہ کرب و بیتابی نہین
سر نہین اُٹھتا اُٹھا مین ناز کیا
اپنے جینے سے تنفر کیون ہوا
جاتے جاتے لوٹ آئے آپ کیون
دلکو کیون اتنا اُلٹا ملتا ہے مرے
دل نہین پھولون سماتا ہے مرا
آج کیون وہ دلکی بیتابی نہین
دل ہمارا عرش سے کچھ کم نہین

اُٹھتے اُٹھتے اک قیامت ڈھا گیا
مجھکو روتے دیکھکر گھبرا گیا
پھر کسی پر دل ہمارا آ گیا
ناتوانی اب تو جی اُکتا گیا
کس کا انداز تلون بھا گیا
لیجیے یان دم مین دم پھر آ گیا
مفت کا کیا مال ظالم پا گیا
کون سا گل پیرہن یاد آ گیا
کچھ تو او جلاد تو سمجھا گیا
آہ جب کی ہمنے یہ تھرا گیا

گالیون کی گر گیا بوچھار وہ — اک جھڑی سا ونگی سی برسا گیا
مجھکو نقرے باز فرماتے ہین آپ — یہ تو فقرہ آپ ہی پر چھا گیا
آپ اُٹھے مین نے دیدی اپنی جان — یعنے مطلب آپکا مین پا گیا

٦٦ — ٥

اُڑ چلا دل خود بخود کیون آسمان
کس پری رو کا تصور آگیا

وہ نظر سے گو کہ نہان رہا وے اُسکا دل مین خیال تھا
کیا غور ہمنے جو آسمان یہ فراق عین وصال تھا
ہوا مر کے ہمکو یہ تجربہ کہ یہ زندگی کا مآل تھا
جسے عمر خضر ہوئی عطا اُسے اک نفس بھی وبال تھا
نہ ثواب ہی کے لیے جزا نہ پئے گناہ کوئی سزا
تری غفلتون سے یہ کھل گیا کہ تجھے ہمارا خیال تھا
نہ وفا پہ تمسے بجد ہوئے گئے اپنی جان سے اسلیے
ہمین جان دینا تو سہل تھا تمھین قول دینا محال تھا

٦٧ — ١١

اگر آگے داور حشر کے وہ مکر بھی جاتے تو ہوتا کیا
ترا درد دل ہی خود آسمان ترے دلکے دُکھنے پہ دال تھا

مجھے محشر مین ہونا ہے گریبان گیر قاتل کا — مرے بازو پہ کوئی باندھ دو ٹکڑہ مرے دل کا
ہوائے حسرت دیدار نے کیسا غضب ڈھایا — کیا برباد مجنون کو اُڑا کر پردہ محمل کا

ذرا تو چین سے لینے دو عزیزون کیون ستاتے ہو
پڑا رہنے دو دم مارے تھکا ماندہ ہون منزل کا

وہ کھینچے تیغ مجھ پر یہ سب اسر ہے غلط فہمی
کہان سر مجھ سیہ رو کا کہان احسان قاتل کا

نہ موت آئی نہ عزرائیل پھر قبض روح آئے
الٰہی کسکے قبضے مین ہے قبضہ تیغ قاتل کا

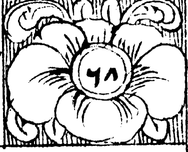
کسی پہلو نکلتا ہی نہین سینے سے یہ ظالم
ترا تیر نظر ارمان بن بیٹھا مرے دل کا

نہ کھینچی تیغ او ظالم مگر دل ٹکڑے کر ڈالا
کیا ارمان کیون پورا نہ اپنے نیم بسمل کا

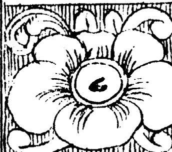
جبھی جانین نمونہ حشر کا خلقت کو دکھلا دو
اُٹھا دو پردہ ایصاحب گرا دو میم مشکل کا

الٰہی شکر اتنی تو جگہ اُس بت کے دلمین ہے
نکالا مجکو محفل سے بنا کر حوصلہ دل کا

دکھائی دے رہی ہے کیا ہی نیرنگی زمانہ کی
یہ کس کا رنگ اُلفت بن گیا ہے رنگ محفل کا



بپا اندھیر ہے دنکو نظر آنے لگے تارے
تصور بندھ گیا انجم یہ کس زہرہ شمائل کا



جان دینا بھی محبت مین نہ کچھ کام آیا
اُلٹے ملزم ہوے الزام یہ الزام آیا

ڈھونڈتا تھا تری گلیون کو کلیجہ پکڑے
وہ پر ارمان ہون ارم مین بھی نہ آرام آیا

بت پرستی مین بھی اللہ نے حسرت رکھی
مین سوے دیر بھی باندھے ہوے احرام آیا

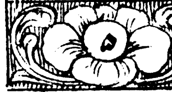
چاندنی کیون نظر آنے لگی دھندلی دھندلی
کون سا ماہ لقا آج لب بام آیا

تو ہی کہہ حشر مین دامن ترا کیونکر تھامون
ہون وہ خود رفتہ کہ دل بھی نہ مجھے تھام آیا

نہ کرم کا ہے سلیقہ نہ ستم کا ہے وقوف
آج تک چرخ کہن کو نہ کوئی کام آیا



ہائے ری تفرقہ پردازی قسمت انجم
ہو گئے ہونٹ جدا وصل کا جب نام آیا



ہاتھ سینے سے جدا ہجر مین اک دم نہوا | رات آخر ہوئی پر درد جگر کم نہوا
نہ بندھا دل مین تصور ترے آنیکا کبھی | میرا پہلو افق نیر اعظم نہوا
آہ سوزان نے سکھاے مرے آنسو ایسے | حیف صد حیف کہ دامان نظر نم نہوا
بات مین یار مسیحائی دکھائی تونے | زخم دل کا مرے منت کش مرہم نہوا

(۷) اُس دل آزار کے جانے پہ تو دے بیٹھا جان
جان کے جانے کا انجم تجھے کچھ غم نہوا (۸)

سارے عالم مین نور ہے تیرا | ہر جگہ پر ظہور ہے تیرا
شرق سے غرب قاف سے تا قاف | تذکرہ دور دور ہے تیرا
دل عاشق کو کیون جلاتا ہے | یہ بھی کیا کوہ طور ہے تیرا
مین کہان اور تیرا نام کہان | سب کرم کا وفور ہے تیرا
شب فرقت کو کیون دراز کیا | کیا یہ روز نشور ہے تیرا
اُس ستمگر کا کیا کرین شکوہ | او رے دل سب قصور ہے تیرا
رحم کر آسمان پہ اے باری | بندۂ پر قصور ہے تیرا

(۱۱) اُسکو کہتے ہین انجم عاصی
نام رب غفور ہے تیرا (۱۲)

جو دیکھا شمع کو دل سوز میرا | جلا ہے رشک سے پروانہ کیا کیا
سوال وصل پر محجوب ہو کر | وہ اُنکا ناز سے فرمانا کیا کیا

ابھی تو خیر سے ہے پر آگے آگے
دکھائے گا دل دیوانہ کیا کیا

زبان کے بند ہونے نے بچایا
نہین معلوم مین کہتا نہ کیا کیا

ہوا باندھی سے ہے نالون نے ہمارے
صبا پھرتی ہے بیتابانہ کیا کیا

تصدق تیرے او بیتابیِ دل
سنا اُسنے مرا افسانہ کیا کیا

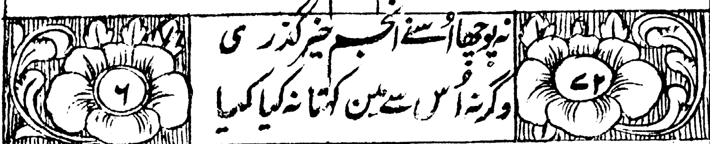
کشش اُلٹی دکھائی آہ تو نے
کھنچا مجھ سے مرا جانانہ کیا کیا

نکل کر دل سے پکڑی اوٹ تل کی
تصور سے کیا پردانہ کیا کیا

نہ نکلی جان لاکھون ظلم جھیلے
دکھائی ہمت مردانہ کیا کیا

نہین موقوف کچھ محشر پہ صاحب
کروگے تم ابھی رسوا نہ کیا کیا

نہ نکلا دم جو فرقت مین تمھاری
مرے دل مین خیال آیا نہ کیا کیا



۷۲ نہ پوچھا اُسنے انجم خیر گذری
وگرنہ اُس سے مین کہتا نہ کیا کیا ۶

ہمکو تو ہی یہ بتلا دے ہمنے کب اصرار ہی کیا
اچھا یہ بھی سہی ہمنے مانا تجکو پیار ہی کیا

تجکو ظالم آنا تھا تو پھر یہ شرط فرصت کیا
تو نے پردے پردے مین تو یہ انکار ہی کیا

میری چاہت جھوٹی تھی تو پھر یہ شہرت کسنے کی
تمنے اپنے مُنھ سے دیکھو خود اظہار ہی کیا

تم تو میری آنکھونمین ہو تم تو میرے دلمین ہو
تمنے ظاہر کا یہ پردہ تو بیکار ہی کیا

مجھسے چارہ سازی اپنی درد فرقت کی کیا ہو
میرے دل نے تو خود مجھکو ناچار ہی کیا

انجم میرے جذب الفت نے ایسا کھینچا ناچار
آخر اُسنے میری چاہت کا اقرار ہی کیا

۷۳ — ۹

وہ دل آرام کیون نہین آتا
دل کو آرام کیون نہین آتا

واسطے جسکے مین ہوا بدنام
لب پہ وہ نام کیون نہین آتا

یا الٰہی وہ ترک مے آشام
ہوگئی شام کیون نہین آتا

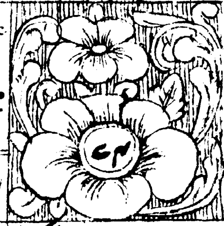
جور کیسا یہ چرخ نیلی فام
سیر گلفام کیون نہین آتا

مین نے مانا کہ دل نہین ناکام
پھر مرے کام کیون نہین آتا

بک گئے جسکے ہاتھ ہم بے دام
وہ گل اندام کیون نہین آتا

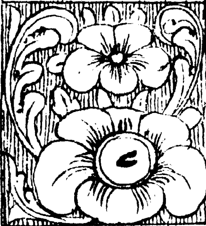
ساقیا سوچتا ہے کیا انجام
شیشہ و جام کیون نہین آتا

ہم لب گور ہوگئے ظالم
تو لب بام کیون نہین آتا



عشق کے باندھتا ہے انجم لام
خوف آلام کیون نہین آتا

ردیف بای



کیون خود بخود دھری نگہ یار کیا سبب
کیون سرنگون ہے ابروے خمدار کیا سبب

قسمت پلٹ گئی کہ نصیبا الٹ گیا
کیون خود بخود دھری نگہ یار کیا سبب

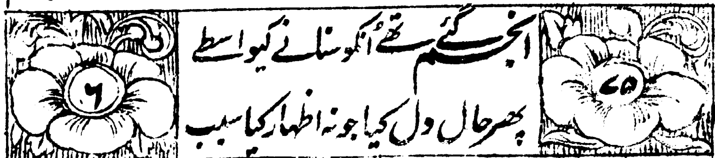
کیا آگیا قریب زمانہ وصال کا
کیون بیقرار ہے یہ دل زار کیا سبب

طاقت کہان سے آگئی اس ناتوان مین آج
دم توڑتا جو ہے دل بیمار کیا سبب

کس سے لڑی نگاہ یہ کیسی عتاب ہے
ہوتے ہین بند روزن دیوار کیا سبب

فرقت کی رات روز قیامت کہین نہو
ہوتی نہین جو صبح شب تار کیا سبب

۱۹۰



۷۵ ۶

انجم گئے تھے اُنکو سنانے کیواسطے
پھر حال دل کیا جو نہ اظہار کیا سبب

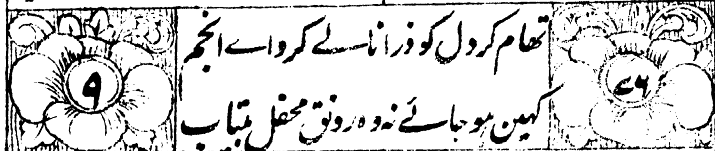
تھا دم ذبح جو سینے مین مرا دل بیتاب
ہاتھ رُک رُک گیا ایسا ہوا قاتل بیتاب

ہاتھ سے چھوٹ گیا دامن تسلیم و رضا
حیف صد حیف ہوا کیون دل بسمل بیتاب

تاب و طاقت جو نہ دیکھی ترے دیوانے مین
نالہ کرنے لگی ہو ہو کے سلاسل بیتاب

ایک سان قاتل و مقتول کو پایا ہمنے
آپ بیفکر ہین اور آپ کا بسمل بیتاب

باغبان کا نہین کھٹکا تجھے کچھ او صیاد
چیخ اُٹھینگے اگر ہونگے عنادل بیتاب



۷۶ ۹

تھام کر دل کو ذرا نالے کرو اے انجم
کہین ہو جائے نہ وہ رونق محفل بیتاب

چین فرقت مین تری ہمکو بھلا آیا کب
تونے آکر دل بیتاب کو سمجھایا کب

ایک بوسہ جو دیا بھی تو خفا ہو ہو کر
آٹھ آٹھ آنسو نہ تونے ہمین رُلوایا کب

تونے بے صبر جو سمجھا مجھے باعث کیا
تو ہی بتلا مین تری چاہ سے پچتایا کب

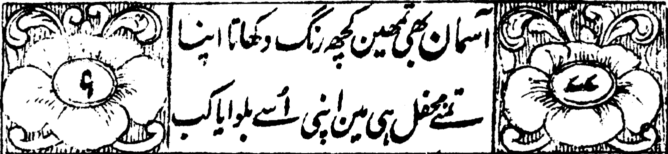
کوئی پابند وفا مجھ سا بھلا ہوئیگا
سیکڑون ظلم اُٹھایا کیا گھبرایا کب

لاش پر آیا اگر میری تو حاصل آئے
تونے کب آنیکا وعدہ کیا اور آیا کب

کب تمنا مرے دل کی ہوئی پوری کوئی
تجکو تنہا ارے او عربدہ جو پایا کب

چاہ مین اپنی کنوین ہمکو جھکائے کیا کیا
اپنا دیدار ہمین آپ نے دکھلایا کب

دن جو آہون مین گذارا تو کٹی زاری مین
مجھسے نالان نہین رہتا مرا ہمسایہ کب



کیون مری بات مین ناحق کوئی بولے کیا خوب
سامنے آپکے مُنھ کیون کوئی کھولے کیا خوب

گر میان غیر سے کر کر کے ستمگر تو نے
ڈالے عشاق کے سینے مین پھپھولے کیا خوب

زندگی بھر تری فرقت مین کہانتک روئے
اپنی آنکھون سے کوئی ہاتھ ہی دھولے کیا خوب

ہمسے تو کرتے ہو عیاری کی کیا کیا گھاتین
اور سے بنتے ہو رقیبون کے مولے کیا خوب

مجھ سے کرتے ہو ہنسی پاس بٹھا کر اُسکو
غیر پہلے ہی مری جان کو رولے کیا خوب

تم ستاؤ کوئی اُف تک نہ نکالے مُنھ سے
مُنھ مین رکھتا ہو زبان اور نہ بولے کیا خوب

ہمسے کہتے ہو کہ تمکو نہین پہچانتے ہم
ایسے ننھے مرے ایسے مرے بھولے کیا خوب

ہمسے اور آپ نباہین اجی توبہ توبہ

آپ اوروں سے ہمیں بناتے ہیں تو بولے کیا خوب

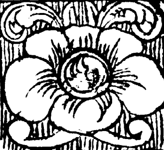


منع کرتا ہے ہمیں عشق بتان سے انجم
دل میں واعظ کے بھی اُٹھتے ہیں ہلولے کیا خوب

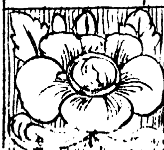


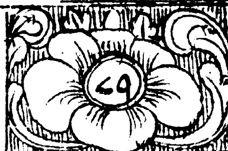
ہمسے نہوگی ترک وفا یہ اور کسیکو سنائیں آپ
شرم وحیا کے پردمیں کرتے تھے ہمپہ جفائیں آپ
زلف کا تیرے انسے کوئی مضمون جو رقم ہوجاتا ہے
واہ جی واس دیکھ لیا کیا وضع کی ہے یہی پابندی

ہم سنینگے حضرت ناصح لاکھ ہمیں سمجھائیں آپ
آپ کو ہم پہچان گئے منھ آنچل سے نہ چھپائیں آپ
فرط خوشی سے لے لیتا ہون ہاتھ وہ کلی اپنے بائیں آپ
کہتے اسکو ہیں شرم وحیا ہم جان جائیں آئیں آپ

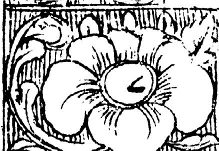


سن چکے حال پرسش محشر وعظ کی انجم حد بھی ہے
یہ تو نہیں ہے حکم خدا روز ایک قیامت ڈھائیں آپ





ردیف تاے فوقانیہ



نقد جان دینے کو ہیں جمع خریدار بہت
چاند سورج کی جو شہرت ہے تو اپنے در سے
خود ہمیں دل نہیں دیتے ہیں کسیکو ورنہ
کون سی بات سے دین دلکو تسلی اپنے
اپنے بیمار کی للہ خبر لے جلدی
سچ ہے تم سا ہمیں کاہے کو ملیگا کوئی

آج کل آپکی ہے گرمی بازار بہت
پڑے رہتے ہیں تمھارے پس دیوار بہت
دل تو کیا جان بھی لینے کو ہیں تیار بہت
ایک دن بھی نہ تم آئے کیے اقرار بہت
بڑھتا جاتا ہے ترے ہجر میں آزار بہت
ہم سے مل جائینگے لیکن تمھیں اے یار بہت

کسقدر عشق جتایا ہے غزل مین انجم
بات تھوڑی سی ہے اور باندھا ہے طومار بہت

دلا تو چاہے اُس بت سے مدارات
ارے کم بخت چھوٹا مُنھ بڑی بات

۸۰

لیتے ہین عبث مجسے وہ اقرار محبت
چہرے سے عیان ہوتے ہین آثار محبت

کہنے ہی کو ہین آپ مسیحاے زمانہ
کچھ بھی نہ کیا چارۂ آزار محبت

کیون کہتے تھے ہم کہ یہ شہرہ ہے ہمین تک
اب کیا ہوئی وہ گرمی بازار محبت

اک حشر بپا ہے نہین معلوم خدایا
آثار قیامت ہین کہ آثار محبت

اے رشک مسیحا اگر آنا ہے تو بس آ
دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت

اے دل تجھے امید رہائی کی ہے ناحق
چھوٹا ہے کبھی کوئی گرفتار محبت

وہ اور سنا ئینگے زیادہ تمھین انجم
گر کچھ بھی زبان سے کیا اظہار محبت

۸۱

دل لبھا لیتی ہے عاشق کا تمھاری بات چیت
بھولی بھولی گفتگو ہے پیاری پیاری بات چیت

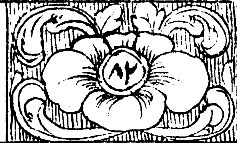
اب یہ سب ہیٹے حوالے وصل کے بیکار ہین
کھا ئین قسمین ہو چکی بس ختم ساری بات چیت

کیون دم گلگشت تم ساکت ہو کچھ منھ سے کہو
کیا اُڑا لیجائیگی بلبل تمھاری بات چیت

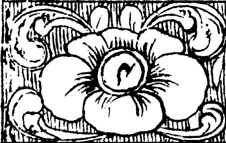
تیر ہین پلکین بھوین خنجر نگاہین برچھیان
مسکرا دینا چھری ہے اور کٹاری بات چیت

ہو چکین غزلین مری جان ٹھہر جاؤ دو چار گھڑی
تیرے مُنھ سے پیاری لگتی ہے گنواری بات چیت

باتون ہی باتون مین دل انجم کا تمنے لے لیا
سارے عالم سے انوکھی ہے تمھاری بات چیت



ردیف تاے ہندی

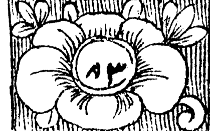


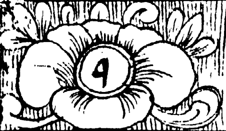
بیمار سے تیرے نہین لیجاتی ہے کروٹ
آ آ کے صبا اُسکو بدلواتی ہے کروٹ

تو آکے بدلوا دے ذرا پیار سے کروٹ
بدلی نہین جاتی ترے بیمار سے کروٹ

گستاخ اگر مین ہون تو جو چاہو سزا دو
پر چھپکے سوؤ نہ گنہگار سے کروٹ

انجم کو جو کوچے مین ترے آتی نہین نیند
سوتا ہے لگا کر تری دیوار سے کروٹ





دے ندیتے رقیب دم جھٹ پٹ
کھا گئے آپ کیون قسم جھٹ پٹ

یہی عاشق کے حق مین خیر ہوئی
کھل گئے آپ کے ستم جھٹ پٹ

کہین مضمون وصل بھول نجاؤن
اُسکو نامہ کرون رقم جھٹ پٹ

ابھی وہ اُٹھنے بھی نہین پاتے
یان بھر آتی ہے چشم نم جھٹ پٹ

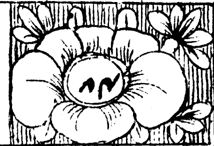
گر کسی اور کو بلاتے ہین وہ
دوڑے جاتے ہین ننگے ہم جھٹ پٹ

کوئی کرلو گواہ وعدۂ وصل
بھول جاتے ہو تم صنم جھٹ پٹ

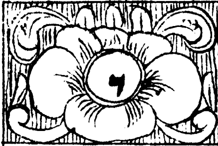
کیا دھرا ہے ترا دہان زاہد
تو جو دوڑا سوے حرم جھٹ پٹ

مل گئی بندش دہان و کمر
لکھدے اے آسمان عدم جھٹ پٹ

بس تھا انجم کو خنجر ابرو
تیغ کیون تمنے کی علم جھٹ پٹ



ردیف ثائے مثلثہ



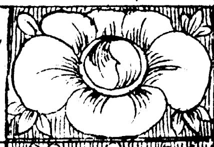
آفت اپنے سر پہ لاتے ہو عبث
اُنسے انجم دل لگاتے ہو عبث

ٹھیرو ٹھیرو دم نکلتے دیکھ لو
پھر ابھی آؤ گے جاتے ہو عبث

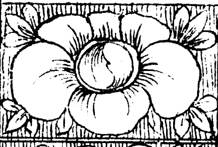
ہم تو یوہین کہتے ہین قاتل نہین
زیر ابرو تل بناتے ہو عبث

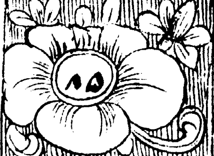
مر رہا ہون اے خیال یار مین
میری آنکھو نمین سماتے ہو عبث

جب نہین اُنسے امید دل رہی
انکو درد دل سناتے ہو عبث

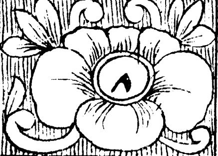


رحم کب آتا ہے اُس بے رحم کو
اشک اے انجم بہاتے ہو عبث





ردیف جیم



ہے التجا جو وصل بتان کی خدا سے آج
شرمندہ ہے اثر بھی ہماری دعا سے آج

حسرت نکل گئی جو دل مبتلا سے آج
مہمان اُٹھ گیا مری مہمان سرا سے آج

جلدی اُسے ہے اور مجھے انتظار یار
بے طرح کا پڑا ہے یہ جھگڑا قضا سے آج

یارب بچائیو دل پُر آرزو مرا
بن ٹھن کے وہ نکلتے ہین دولت سرا سے آج

کس بے گنہ کا خون بہانے چلا ہے تو
پیدا جو شوخیان ہین ترے نقش پا سے آج

ٹکر لگا کے سر کو پھوڑا ہے دیوار کعبہ سے
فریاد کر رہے ہین بتو نکی خدا سے آج

نازان عبث ہے دل مراد عدے پہ یار کے
پھر ٹال دیگا دے کے وہ کچھ دم دلاسے آج

۸۶ — ۶

کچھ اپنے سر کا ہوش ہے تمکو نہ پانون کا
انجم بگاڑ ہو گیا کس دلربا سے آج

بدلی نظر آتی ہے اُنکی نظر آج
کل سے زیادہ ہے یان درد جگر آج

جی مین ہے دل تھام کر بیٹھیے آہین
ہو نگے فلک آسمان زیر و زبر آج

پہونچی شب ہجر مین جان پہ نوبت
مر گئے تقدیر سے مرغ سحر آج

اوج پہ ہے آج تو اپنا ستارہ
بام پہ بیٹھا ہے وہ رشک قمر آج

مین تری فرقت مین ہون کب سے تڑپتا
تجکو ہوئی بیخبر مری خبر آج

پہلے اُسے آسمان دے چکے تم دل
سوچنے بیٹھے ہو کیا نفع و ضرر آج

۸۷ — ۵

ردیف جیم فارسی

طوفان سر پہ روز اُٹھاتے ہین جھوٹ سچ
جا جا کے لوگ اُنسے لگاتے ہین جھوٹ سچ

نوبت یہان تو جان پہ آئی فراق مین
وہ گھر مین بیٹھے باتین بناتے ہین جھوٹ سچ

معلوم ہو گیا کہ اُنھین مین نہین عزیز
قسمین جو میرے سر کی وہ کھاتے ہین جھوٹ سچ

سوز فراق کی تو شکایت نہین ہمین
دل مین ہمارے آگ لگاتے ہین جھوٹ سچ

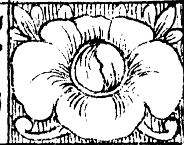
شاعر ہے کون عشق کہان وصل و ہجر کیا
انجم یہ ساری آپکی باتین ہین جھوٹ سچ

انجم اگر نہین درِ دلدار تک پہونچ
ہو جائیے کاش روزنِ دیوار تک پہونچ

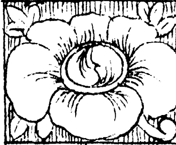
جاتا ہے کوئی کعبے کو اور کوئی سوے دیر
مجھ رند کی ہے خانۂ خمار تک پہونچ

نالے کی نارسائی نے عاجز کیا ہمین
ہو جاتی ورنہ آپکی سرکار تک پہونچ

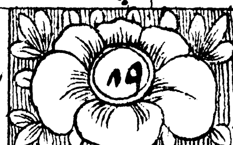
یہ کیا ہے میٹھا باتین بناتا ہے دور سے
عیسےٰ اگر بنا ہے تو بیمار تک پہونچ



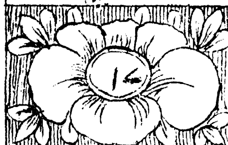
لیجائیگی بہا کے کبھی سیلِ چشمِ تر
انجم کبھی تو ہوگی دریار تک پہونچ



پیچ کی باتین یار کرتا ہے
فرد
کسطرح دل مرا نکھاسے پیچ



ردیف حاے مہملہ



داغ ہین دل مین گلستان کی طرح
خار حسرت ہین بیابان کی طرح

ذبح کرتے ہین وہ کس نخرے کے ساتھ
ظلم بھی کرتے ہین احسان کی طرح

دفعتہً سامان بربادی ہوا
آگیا دل کسپہ طوفان کی طرح

ہے تمنا دل کو تیغِ ناز کی
درد کی حسرت ہے درمان کی طرح

دم مرا نکلا ترے وعدے کے ساتھ
تیری شرمائی ہوئی ہان کی طرح

سادہ پن نے تیرے کی آفت بپا
کیا قیامت ڈھائیگی بانکی طرح

مین بیان کرتا ہون اپنا دردِ دل
چپکے سنتے ہین وہ نادان کی طرح

خاکِ مجنون ناقۂ لیلےٰ کے ساتھ
آگے آگے ہے حدی خوان کی طرح

باتون باتون مین مری اُلفت کا حال
اُنسے کہدے کوئی بہتان کیطرح

ہے گلے مین آنکے خالی ڈھولنا
پر اُٹھا لیتے ہین قرآن کی طرح

دیکھ کر شمشاد قد یار کو
جل گیا سروِ چراغان کی طرح

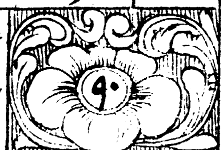
قتل کی سہرے مبارکباد دین
لوگ اُنکو عیدِ قربان کی طرح

مٹ گئے سب لوٹے سب حوصلے
وصل کی راتون کے ارمانکی طرح

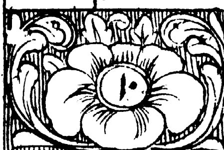
چارہ سازی کیا کریگا چارہ گر
چاک ہے سینہ بھی دامانکی طرح

آرزو تیرِ نگاہ یار کی
رہ گئی سینے مین پیکانکی طرح

حشر مین ہے ہمنے خیالِ یار کو
ساتھ رکھا دین و ایمانکی طرح



عشق مین بدنام و رسوا ہو گئے
آسمان تم آہ سوزان کی طرح



بپا ہے خلق مین اندھیر میرے گھر کی طرح
دکھاوے جلوہ خدارا کبھی قمر کی طرح

لے اب خفا نہو آؤ گلے لپٹ جاؤ
تمام دن بھی گذاروگے رات بھر کیطرح

جو تو نہ پوچھے تو پھر کون لے خبر اپنی
قضا بھی پھر گئی ہم سے تری نظر کیطرح

یہ کس نگاہ نے بجلی گرائی بجلی پہ
تڑپ رہی ہے یہ کم بخت کیون جگر کیطرح

اگر مین قتل نہوتا تو وصل ہی ہوتا
ارادہ باندھا تو ہوتا کبھی کمر کی طرح

نہ بھیجا ہمنے کبوتر تو کیا ہوا ضد سے
وہ باتین کترینگے قاصد کی بال و پر کیطرح

تو ہی بتا کہ ہے کعبہ مین کیا دھرا ہمدم
جو سجدہ گاہ خلائق ہے اُسکے گھر کی طرح

یہ آج کسنے خبر اُسکے آنے کی کہدی
نکل گیا مرا دم نالۂ سحر کی طرح

بھلا میں دیکھوں تو کیونکر ہٹاتا ہے رضوان
وہاں بھی جا کے دھنی دونگا اُسکے گھر کیطرح

پھرا جو کرتا ہے انجم یہ گنبد گردان
بھرا ہے اسمیں بھی سودا تمھارے سر کیطرح

ردیف خای معجمہ

۹۱ — ۵

وصل کی کوئی بتاتا نہیں کاہن تاریخ
حشر ٹھہرا کہ نہیں جسکا کوئی دن تاریخ

گویا مرنا مرا ہے اصل تھا اُنکے آگے
سنگ تربت جو مرا چھوڑ دیا بن تاریخ

سال دو سال کا کیا ذکر مسیحا زمان
عمر کاٹی ترے بیمار نے گن گن تاریخ

سنگِ در جن کا رہا سجدہ گہ اہل سخن
نہ ہوئی سنگ لحد کے لیئے ممکن تاریخ

امتحان لینا جو انجم کا تھا منظور نظر
کیون نہ ٹھہرا دی کوئی اوبت کم سن تاریخ

ہر ایک بات پہ یہ گفتگو تمھاری تلخ
یہ جان لو کہ ہوئی زندگی ہماری تلخ

ردیف دال مہملہ

۹۲ — ۷

پہونچ گئی جو مری تا بہ آسمان فریاد
فرشتے چیخ اُٹھے کہکے الامان فریاد

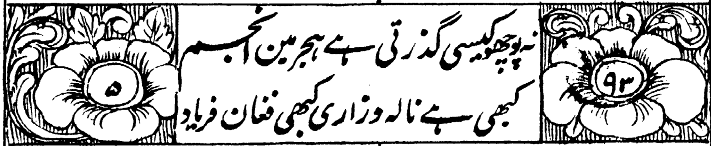
کیا کریگی جو بلبل یونہیں فغان فریاد
لگین گی کرنے قفس کی بھی تیلیان فریاد

چلا ہون چھوڑنے جب سر کو جوشِ وحشت مین
لگا ہے کرنے ترا سنگِ آستان فریاد

بتا تو کسنے ستایا ہے اِسکو اے گلچین
جو کرتی پھرتی ہے بلبل جہان تہان فریاد

لبون پہ رہ گئی ہے بنکے مُہر خاموشی
کبھی جو آئی ہے فرقت مین تا زبان فریاد

برا ہے گُل کے لیے تیرا رونا اے بلبل
خدا کرے نہ سُنے تیری باغبان فریاد



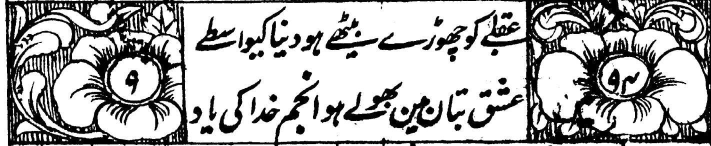
نہ پوچھ کیسی گذرتی ہے ہجر مین انجم
کبھی ہے نالہ و زاری کبھی فغان فریاد

دل بھولتا نہین تری زلفِ رسا کی یاد
دیوانہ کہنے کو ہے پہ ہے کس بلا کی یاد

پھرنے لگی ہے نظر مین گردش زمانے کی
آئی ہے جب تری نگہِ فتنہ زا کی یاد

آنا ہنساتا ہے ترا جانا رُلاتا ہے
وہ ابتدا کی یاد ہے یہ انتہا کی یاد

دل ہوگیا ہے کیسا ہمارا جفا پسند
جب سے ہوئی ہے ایک ستم آشنا کی یاد



عقبےٰ کو چھوڑ بیٹھے ہو دنیا کیواسطے
عشقِ بتان مین بھولے ہو انجم خدا کی یاد

چو آن قاتل برای امتحان شد
ز ہر نقشِ قدم محشر عیان شد

دلِ وحشی سرگرم فغان شد
تہ و بالا زمین و آسمان شد

اجل یا ابروے وہم رکاب ست
بلا یا گیسوی او ہم عنان شد

دلم از آرزو ہا گشت خالی
جرس نالان باند و کاروان شد

کنی رنگین لب بعجز بیان را
بس مدت خیالِ کشتگان شد

چنان فریاد کردم در تلاشت
که هر ناله محیطِ آسمان شد

شدم ممنون تائیدِ الٰهی
که آن نامهربان هم مهربان شد

چو از پهلوی من آن یار بر خاست
دلم آنًا فآنًا نیم جان شد

۹۵

چو در ہجر تو نالان گشت انجم
ز ہر اشکے دو صد دریا روان شد

۵

گر شبِ وصل ولا ناله گلو گیر شود
مُہرِ خاموشیِ لب حاصلِ تقریر شود

خط محبوب تقاضای تمنا گشته
اے خوشا وقت که حرفِ دم تحریر شود

خط شوقیه خود را چو بهبالش بندم
از قلق نغمه سرا بلبل تصویر شود

پیچ و تابِ دلِ بیتاب چو آید به رقم
قلم از جوش جنون زلفِ گره گیر شود

۹۶

انجم شیفته این درجه فغان لازم نیست
باز آ باز که آن یار نه دل گیر شود

۹

ردیف دال ہندی

گر اُنھین ہے اپنی صورت پر گھمنڈ
ہمکو ہے اپنی محبت پر گھمنڈ

میرے اُنکے پھر بھلا کیونکر بنے
ختم ہے دونون کی خصلت پر گھمنڈ

کیا نہین دیکھی بلندی آہ کی
کیون فلک کرتا ہے رفعت پر گھمنڈ

کام قارون کے نہ آیا مال و زر
سنمو بیجا ہے دولت پر گھمنڈ

بادشاہِ ہفت کشور ہے تو کیا
کرنہ دو دن کی حکومت پر گھمنڈ

دیکھکر آئینہ مجکو دنگ ہے
مجکو بھی ہے اپنی حیرت پر گھمنڈ

انکو اپنی صبح محشر پر ہے ناز
ہمکو اپنی شامِ فرقت پر گھمنڈ

چھپ چھپا کر دیکھ بھی لینگے تمھین
ہمکو بھی ہے اپنی جرأت پر گھمنڈ

۹۷ — ۵

کچھ نہین کر سکتا انجم آپکا
آسمان کو ہے جو حسرت پر گھمنڈ

آپ ہم سے جو کیا کرتے ہین بیکار گھمنڈ
چاہنے والے سے لازم نہین اے یار گھمنڈ

وعدۂ وصل پہ بھی کہتا ہے انشاء اللہ
تیری ہر بات مین ہے ادب عیار گھمنڈ

آج مین تمکو کسی طرح نہ جانے دونگا
تم کیا کرتے ہو جسے یہ مین ہر بار گھمنڈ

میرے دروازے سے کترا کے چلا جاتا ہے
تجکو سکھلاتی ہے ظالم تری رفتار گھمنڈ

جس سے مطلب ہے ہمین وہ رہے سیدھا ہمسے
آسمان کرنے دو کرتے ہین اغیار گھمنڈ

سیکھلے تیری کمین وہ ستم ایجاد نہ اینڈ
باغ مین دیکھکے تو سرو کو شمشاد نہ اینڈ

۹۸ — ۵

ردیف ذال معجمہ

ہاتھ لگ جائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ
میرے سینے پہ رہے یار کے سر کا تعویذ

تھک گئے ہم تو فسون ساز بان کرتے کرتے
اُسپہ چلتا نہین مطلق کوئی گنڈا تعویذ

گشتۂ عشق و محبت ہون لحد پر میری
ہوا عامل بھی تری سنگ دلی کا قائل

بدلے تاریخ کے لکھدو کوئی حب کا تعویذ
لکھ کے پتھر کے تلے اُسنے دبایا تعویذ

۹۹

کیون نہ تاثیر ہو تعویذ کی اُلٹی انجم
باندھا بازو پہ ہے اُس شوخ نے اُلٹا تعویذ

۸

ردیف رائے

شبیہہ خنجر قاتل بناکر
رکھی سینے مین ہمنے دل بناکر

جنون دلکو نہ میرے بیٹھنے دے
اُٹھا دے ست لایعقل بناکر

نگاہ بد کا اندیشہ ہے مجکو
وہ بیٹھے ہین جبین پر تل بناکر

جو قابو تجھپہ ہوتا میرا ایجان
تجھے پہلو مین رکھتا دل بناکر

ڈرایا پرسشِ محشر سے ناحق
پشیمان ہون تجھے قاتل بناکر

اُٹھایا حشر مین بھی مجکو اُسنے
سوال دید کا سائل بناکر

اُڑا لیچل ہوائے شوق مجکو
غبار رہرو منزل بناکر

۱۰۰

نکالا آرزوے دل کو انجم
تمناے دلِ بسمل بناکر

۸

لطف تو کرتا ہے مجھپر تو صنم اتنا تو کر
حال کھلجائے زمانے مین محبت کا مری

سیر ہو جائے مرا دل بھی ستم اتنا تو کر
قاتلا تجکو مرے سر کی قسم اتنا تو کر

خط کو پڑھتے ہی مرے آنکھوں مین وہ بھر لائے اشک
اے قلم حال دل اس بت کو رقم اتنا تو کر

(١٠) اے جنون جوش محبت کا تقاضا یہ نہین
سر مرا زانو پہ رکھلے وہ صنم اتنا تو کر (٩)

دل جو دکھتے تو نکل جائین نہ آہین کیونکر
بیوفا عہد وفا تجھسے نباہین کیونکر

مرتے دم ہی سر بالین مرے آجا ظالم
دیکھ تو پڑتی ہین حسرت کی نگاہین کیونکر

یک بیک آگئی آفت یہ خدایا کیسی
خود بخود لڑگئین اس بت سے نگاہین کیونکر

جان ہی تن مین نہین دیوین تو کیا دیوین ہم
دل ہی سینے مین نہین رکھتے کراہین کیونکر

دل گیا جان گئی آنکھ ہوئی بند اپنی
آہ مسدود ہوئین ملنے کی راہین کیونکر

کچھ یہان بن نہین پڑتی تو ہی بتلا للہ
چاہین کسطرح تجھے اور نہ چاہین کیونکر

یہ فریبی تری چتون یہ سہانی صورت
تو ہی بتلادے کہ ہم تجھکو نہ چاہین کیونکر

چار ہوتے ہی نگاہون کے قیامت آئی
حشر ہونیکی نکل آئین یہ راہین کیونکر

(١٠٢) چاہنے والونکی کچھ قدر نہین ہے انجم
تم جنھین چاہو بھلا وہ تمھین چاہین کیونکر (٧)

تم ہی بتلاؤ کوئی دلکو سنبھالے کیونکر
جو نہ روئے تو پھر ارمان نکالے کیونکر

نہ تسلی نہ تشفی نہ دلاسا نہ وفا
عمر کو کاٹین ترے چاہنے والے کیونکر

یان تو افشائے محبت نہین کرنا منظور
توڑ کر سینہ نکل جاتے ہین نالے کیونکر

کچھ نہ کچھ چاہیے ہے تجکو بھی امداد ضرور
بے ترے بار وفا کوئی اٹھالے کیونکر

نہ توکی آہ نہ تڑپے تری فرقت مین ہم
زخم دل ہو گئے کیا جانیے آلے کیونکر

گرمیِ جوشِ محبت تو نہ تھی او قاتل
پڑ گئے پھر تری تلوار مین چھالے کیونکر

(۱۰۳) جو نہ پابندِ وفا تھا تو بتا اے انجم
بند ہوگئے جو ان جگر سے ترے بھالے کیونکر (۵)

ہوئی وصلت مین لڑائی کیونکر
بگڑی کس طرح بنائی کیونکر

ان بتون کا نہین بندہ کوئی
پھر یہ کرتے ہین خدائی کیونکر

ایک بوسے پہ یہ حجت صاحب
اور ہوتی ہے رکھائی کیونکر

مجکو نظرون سے گرا کر مارا
لاش پھر تو نے اٹھائی کیونکر

(۱۰۴) تو تو مرتا ہی تھا اُس بت پر
موت انجم تجھے آئی کیونکر (۸)

آسمان چاہ جتائی کیونکر
اُنکو مطلب کی سنائی کیونکر

ہاتھ ٹوٹین جو چھوا بھی ہو ہاتھ
دُکھ گئی اُنکی کلائی کیونکر

پردۂ دل مین نہان تھا وہ یار
دیا آنکھون کو دکھائی کیونکر

عقل حیران ہے کہ اُس خالق نے
میری تقدیر بنائی کیونکر

تیغ کھینچے ہوئے آیا قاتل
دلکی اُمید بر آئی کیونکر

دل تو نکلا نہ کسی تیر کے ساتھ
حسرت دل نکل آئی کیونکر

اُنکے دلکی نہین کھل سکتی گرہ
ہو مری عقدہ کشائی کیونکر

دل نہین صاف تو پھر اے انجم
ہو ترے آنکے صفائی کیونکر

غش آگیا ہے یار کی تنویر دیکھکر
کہدو کہ راستہ چلین رہگیر دیکھکر

دوحصے اور ہوگئی وحشت مری سوا
گردن مین طوق پانون مین زنجیر دیکھکر

وہ شمع رو جلاتا ہے مجھکو تو اسکو کیا
پروانہ کیون جلا مری توقیر دیکھکر

اے جذب عشق ایسا تو نقشہ مرا بنا
ہنس ہنس پڑے وہ شوخ بھی تصویر دیکھکر

مچھر نہ میری آہ کا اُلٹا اثر پڑے
گرنا اگر تو اے فلک پیر دیکھکر

آنکھونکی راہ نکلا ہے دم انتظار مین
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

کی میری آرزو پہ نکیرین نے فغان
خاک لحد سے مجھکو بغلگیر دیکھکر

حسرت بھری نگہ جو نظر آگئی انھین
آنسو ٹپک پڑے مری تصویر دیکھکر

۱۰۶ ۵

انجم ہماری آہ نے اتنا کیا اثر
رونے لگے وہ خود ہمین دلگیر دیکھکر

کرین بدنام کیون ناحق ستم کا حال کہہ کہہ کر
اُسے ظالم بنایا آپ ہمنے ظلم سہہ سہہ کر

جنون عشق اے انجم لگا ہے اپنے قدمو سے
مثال آبلہ پڑتا ہے اپنے پانون رہ رہ کر

مجھے وہ گالیان دیکر کرے کیونکر نہ دل خالی
بھرے ہین کان اُنکے کچھ نہ کچھ لوگون نے کہہ کہہ کر

کسی دن او ستمگر تو نہ بیٹھا آکے پہلو مین
بلا کا درد اُٹھتا ہے ہمارے دلمین رہ رہ کر

شکایت آسمان سے تجھکو ہے بیکار اے انجم
ڈبوئی آبرو تیری ترے اشکون نے بہہ بہہ کر

غزل در صنعت ذو بحرین کہ ہر مصرعش دو وزن میدارد

۱۰۷ ۵

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل — فاعلاتن فعلاتن فعلن

کبھی انجم اُسے ہشیار تو کر — کوئی نالہ پس دیوار تو کر
دل بیتاب کو تسکین تو ہو — نہ دے بوسہ مگر اقرار تو کر
کہیں معشوق تو مشہور تو ہو — ہمیں رسوا سر بازار تو کر
تجھے معلوم تو ہو حال میرا — ذرا آنے کا تو انکار تو کر

اُنھیں انجم کبھی تو دیکھ تو لے
کسی عنوان حال دل اظہار تو کر

مربع

ذرا سی بات پر بیکار بیکار — انجم پڑتے ہو ناحق ہمسے ہر بار
یہ ثابت ہو گیا ہے ہمکو اے یار — دل برخاستہ را عذر بسیار

مطلع

او ستمگر بس خدا کو مان کر — قتل کر سر پر مرے احسان کر

مطلع

مرضی ہے تری میرے تڑپنے میں اگر اور — خالق مرے دیدے مجھے دل اور جگر اور

ردیف رائے ہندی

۱۰۸ ۷

دیتا ہے کوئی چاہنے والا بھی غمکو چھوڑ — ہم اُسکو چھوڑ نیکے نہیں دے وہ ہمکو چھوڑ

مرتے ہین سیکڑون تری وعدہ وفائی پر
ظالم خدا کو مان کے قول و قسم کو چھوڑ

ہے آپسا کوئی تو بتا دیجیے ہمین
جائین کہان ہم آپکے صاحب قدم کو چھوڑ

ہو جاتا سارا آپکا بیکار حشر نشر
دیتا جو میرا یار جفا و ستم کو چھوڑ

منظور ہے وہی ہمین جو کچھ خدا کرے
اب سوے کعبہ جاتے ہین بیت الصنم کو چھوڑ

لکھواتے نام آپ جو مجھ بیقرار کا
دیتے فرشتے ہاتھ سے لوح و قلم کو چھوڑ

پڑتے ہین دل پہ سیکڑون بل اور ہزار پیچ
انجم خیال کاکل پُرپیچ و خم کو چھوڑ

۱۰۹ ردیف زاے معجمہ ۵

مین تو آتا نہین خطا سے باز
آپ کیون آئیے جفا سے باز

یار پر کوئی بات بار نہو
رکھ زبان حرف مدعا سے باز

کام دیوانگی مرے آئی
رکھ لیا پرسش خدا سے باز

پردے ہی پردے مین تمام کیا
آیا صاحب کی مین حیا سے باز

۱۱۰ دیکھ کہتے ہین رہ ارے انجم
الفت غفلت آشنا سے باز ۱

پردہ دار دروے نورانی ہنوز
ماہ کنعانست زندانی ہنوز

چارہ گر چاک گریبان را مدوز
ہست در دل شوق عریانی ہنوز

ای دلم بر دی بصد ناز و ادا
واے مغروری بنادانی ہنوز

دل بتو دادم کہ جانِ من شوی / وائے ہستی دشمن جانی ہنوز

زیرِ دیوار صنم افتادہ ام / ہست بر من ظل سبحانی ہنوز

غرق کردی کشتی دل سیل اشک / پس چرا این جوش و طغیانی ہنوز

نقش گشتہ صورتِ تو بر دلم / لیک حسن تست لاثانی ہنوز

بارہا شد امتحان عاشقی / وائے نادانی کہ تو دانی ہنوز

نقد جان در رونمائی دادہ / اے دلم در فکر مہمانی ہنوز

چاک کردی سینہ و دل بارہا / دست انجم در گریبانی ہنوز

مطلع

ہم جو عاشق نہین برائے ناز / کیا کوئی بار کش اُٹھائے ناز

ردیف سین مہملہ

١١١ — ٨

ہو نہ میری چشم تر سے شرمسار ابکے برس / پھر برس جا ابر تر دو ایک بار ابکے برس

تا بہ دامن کر گریبان تار تار ابکے برس / جوش پر ہے اے جنون فصل بہار ابکے برس

تیرے سر سے اُترے سارا بوجھ بھار ابکے برس / اپنے اوپر سے مجھے صدقے اُتار ابکے برس

سال بھر جب ایڑیان رگڑین تو آتے دن پھرے / اضطرار اگلے برس تھا انتظار ابکے برس

تلوے کھجلاتے ہین میرے اے جنون چل مجھے / خار صحرا کو نہ رکھ امیدوار ابکے برس

تیرے چھلّون کے جو ہمنے کھائے ہین گل جسم پر / پھیکے پھیکے ہو رہے ہین لالہ زار ابکے برس

سنتے ہین پھر دلبری کا شوق ہے انکو ہوا
ہم بھی لے لین دل کسی سے مستعار اکبے برس




کیا نہین باقی رہا انجم سا کوئی سرفروش
باندھے پھرتا ہے جو وہ قاتل کٹار ابکے برس

۱۱۲ — ۹

بنگئی ہے درد درمان کی ہوس
بڑھگئی ہے صبح ہجران کی ہوس

پھر بہار آئی بڑھے پھر ولولے
ق
پھر ہوئی چاک گریبان کی ہوس

پھر نکالا گھر سے وحشت نے ہمین
پھر ہوئی کوہ و بیابان کی ہوس

تیغ ابرو کا چلا ہمپر نہ وار
تھی جو دلکو تیر مژگان کی ہوس

کیون نہ کھٹکے دلمین کانٹے کیطرح
گل کی بلبل کی گلستان کی ہوس

ہمنشینون کیون نہ روؤن ہجر مین
کچھ تو نکلے چشم گریان کی ہوس

حال جنت سنکے واعظ کیا کرین
ہے ہمین تو کوئے جانان کی ہوس

مرمٹا ہون تیرا جلوہ دیکھکر
گور پر بھی ہے چراغان کی ہوس




کھینچتی پھرتی ہے کانٹو پر ہمین
آسمان فصل بہاران کی ہوس

۱۱۳ — ۷

گر نہ ہوتا ہمین وفا کا پاس
دیکھ لیتے تری حیا کا پاس

دل نہ توڑو یہ ہے خدا کا گھر
کیا نہین ہے تو خدا کا پاس

ذبح کیجیے دم لبون پر ہے
آپ کیون کرتے ہین قضا کا پاس

کبھی بھولے سے پوچھ لے ظالم
چاہیئے کچھ تو آشنا کا پاس

نام رکھتے ہو قاضی الحاجات — تو کرو میری التجا کا پاس

پانون دھو دھو کے پیتے قاتل کے — گر نہوتا اُسے حنا کا پاس

کیون نہین گھر مین آتے انجم کے — کیا نہین اپنے مبتلا کا پاس

ردیف شین معجمہ

نہین ہمکو انجم کسیکی تلاش — جو ہے بھی تو بس اُس پری کی تلاش

ترے واسطے ہم تو کھوئے گئے — ہماری نہ تو نے کبھی کی تلاش

سنا ہے وہ آتے ہین خنجر بکف — ہوئی ہے ہمین جان بری کی تلاش

انگوٹھی سلیمان کی در کار ہے — کہ ہے آدمی کو پری کی تلاش

جسے دوست سمجھے تھے دشمن ہے وہ — نہین اب ہمین دوستی کی تلاش

گھٹا اُٹھی ہے آج مستانہ خوب — کرو میکشو میکشی کی تلاش

بگڑتا ہے ناحق تو زہرہ جبین — ہے انجم کو تیری خوشی کی تلاش

ہے دلمین اُنکے وصل کی تکرار کی خلش — ہمسے نکالتے ہین وہ بیکار کی خلش

کیونکر رقیب کھٹکے نہ اپنی نگاہ مین — بلبل کے دل سے پوچھے کوئی خار کی خلش

مرقد مین بھی نہ آئی ہمین نیند چین سے — مرنے پہ بھی رہی مژہ یار کی خلش

آنے نہ پائے لاش پہ بھی وہ ہزار حیف — جاتی نہین کسیطرح اغیار کی خلش

سینے سے دلکو پھینک دے انجم نکال کے — جھگڑا چکے مٹے کہین ہر بار کی خلش

انکو بغل مین دیکھکر جاتا نہو تو جاے ہوش
زلف سنگھاتے ہین وہ یارب ابھی نہ آئے ہوش

سیر چمن کو گر کبھی آئے مرا وہ سرو قد
بلبل و گل کے باغبان ٹھٹکیو مین اڑاے ہوش

ہوش نہ جب رہے بجا آئے وہ ہمکو دیکھنے
غش نے تو یہ دکھا دیا اور نہ کچھ دکھائے ہوش

اپنا جنون منحصر فصل بہار پر نہین
یان تو خزان مین بھی کبھی ہمنے بجا نہ پاے ہوش

ایسا ہے بیحواس تو بھولگیا خود اپنا نام
یاد نے کسکی آسمان ایسے ترے اڑائے ہوش

مطلع

اب اور نہین کچھ دل بیمار کی خواہش
باقی ہے فقط اک ترے دیدار کی خواہش

۱۱۷ ردیف صاد مہملہ ۹

پئے گناہ ہے تیری پناہ کی تخصیص
کہ ہے تجھی پہ ہر اک دادخواہ کی تخصیص

جو آپ نے سمجھے ہین مجرم ہین تو کچھ نہین ڈر
کہ کی ہے آپ ہی نے دو گواہ کی تخصیص

فراق یار مین سب روئے بن نہین پڑتی
اثر کیو اسطے کردی ہے آہ کی تخصیص

نہ دل چراتے ہمارا نہ تم خجل ہوتے
پئے حجاب ہے نیچی نگاہ کی تخصیص

دکھادے اور کوئی اپنا یار زہرہ جبین
جو آسمان نہین اس رشک ماہ کی تخصیص

پہونچ ہی جاتے کبھی پھر پھرا کے در پہ ترے
یہ تونے کاہیکو کی ایک راہ کی تخصیص

تمام خلق خدا تجھکو چاہنے لگتی
لگا نہ دیتا اگر تو نباہ کی تخصیص

وہ مجھسے کہتے ہین تم چاہتے نہین مجکو
مرے ڈبونیکو کرتے ہین چاہ کی تخصیص

۵ ۱۱۸

ہے تیری ذرہ نوازی کی یہ دلیل ادنا
کہ آسمان کے ہے ہمراہ جاہ کی تخصیص

بدلا نہ مجھ فقیر کی تقدیر کا خواص
تھا خاک پائے یار مین اکسیر کا خواص

جاتی ہے جان سیکڑونکی اک اشارہ مین
ابروے یار رکھتے ہین شمشیر کا خواص

دل پیچ و تاب مین جو رہا کرتا ہے مدام
سیکھا ہے کسکی زلف گرہ گیر کا خواص

تیری وفا کا دل مرا پابند ہو گیا
رکھتی ہے تیری زلف بھی زنجیر کا خواص

سینہ کو توڑ کر نہ کرے دلمین تیرے گھر
انجم نگاہ یار مین ہے تیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ

۷ ۱۱۹

یان کفر سے غرض ہے نہ اسلام سے غرض
بس ہے اگر غرض تو ترے نام سے غرض

عیش و نشاط زیست ہے سب آپسے حصول
یان شیشے سے غرض ہے نہ ہے جام سے غرض

تم پاس ہو اگر تو برابر ہے رات دن
کچھ صبح سے غرض نہین شام سے غرض

دل پھیر دیجیے نہ بگڑیے حضور آپ
یان بوسے سے غرض ہے نہ دشنام سے غرض

پڑ رہنے بھر کو چاہیے در پر مین جگہ
راحت سے کچھ غرض ہے نہ آرام سے غرض

آنکھین دلا مین ہین رونے کیواسطے
ناکامیون سے کام نہ ہے کام سے غرض

۵ ۱۲۰

انجم کا شعر کہنے سے بکنا مراد ہے
تحسین سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض

چلے آؤ اگر دم بھر کو تم تو یہ جاتا رہے فی الفور مرض
کہ نہیں ہے بجز بیمارئ غم مرے جان سے مجھے کوئی اور مرض
نہیں کہتا میں تم سے کہ چارہ کرو مگر آکے کبھی کبھی دیکھ تو لو
کہ سمجھتا نہیں ہے طبیب کوئی ہے تمھارے ہی قابل غور مرض
مرے عیسی دم مرے بی پروا نہ علاج سے میرے ہاتھ اٹھا
نہیں بچنے کا یہ مریض ترا کہ ہے بڑھتا چلا بے طور مرض
نہیں اسکا تعجب یار و اگر مرے دلمیں ورد ہو رہ رہ کر
کرے غفلت عیسی دوران جب تو نہ باندھے کیونکر دور مرض
تجھے انجم درد فراق بھلا کیون چین سے اٹھنے بیٹھنے دے
وہ مسیح نہ جب کچھ رحم کرے کرے کیون نہ جفا و جور مرض

ردیف طاے مہملہ

۱۲۱ ۵

کبھی لکھتا ہون مین انکو اگر خط
نہین آزاد کر سکتے ہمین وہ
جو تم بے اعتنائی سے نہ لکھتے
مری قسمت سے بھولا نام قاصد

چلا جاتا ہے قاصد بھولکر خط
لکیرین اپنے ماتھے کی ہین سر خط
نہ دیتا ہمکو قاصد پھینک کر خط
نہ لکھتے تم تو ورنہ عمر بھر خط

۱۲۲ ۵

خوشی سے اٹھ کے انجم پاؤن چومے
کہ لایا یار کا ہے نامہ بر خط

ہمنے تو کی نہ تھی الم و غم سے احتیاط
پھر کیا سبب جو انکو ہوئی ہمسے احتیاط

دل پر بلا کے پیچ نہ پڑتے ہزار ہا
کرتی جو آنکھ گیسوئے پر خم سے احتیاط

دشمن تو اک طرف ہمین وقت ہین ہے تری
یار و رفیق و مونس و ہمدم سے احتیاط

ہاتھ آگیا ہے جب سے ترے پانکا اگال
زخم جگر کو ہو گئی مرہم سے احتیاط

انجم ڈبو نہ دے یہ کہین آبرو تری
لازم ہے تجکو دیدۂ پر نم سے احتیاط

۱۲۳ ردیف ظائے معجمہ ۷

کچھ ہمارا نہین کرتے کبھی اغیار لحاظ
پر تمھارا ہمین آجاتا ہے ہر بار لحاظ

گفتگو کرتے ہین بیباک جو ہمسے ہو کر
کیا کرین وہ کہ اٹھا دیتی ہے تکرار لحاظ

حیف جی بھر کے اُسے دیکھ نہین سکتے ہم
کرنے دیتا نہین آنکھین بھی ہین چار لحاظ

ساتھ اشکون کے بہائیگا کہانتک اسکو
کچھ لہو کا تو کرا و دیدۂ خونبار لحاظ

وصل پر روز کیا کرتا ہے ٹالے بالے
کب تلک کوئی کرے او بت عیار لحاظ

خواب ہی مین کہین سینے سے لپٹ جا آکر
اپنے عاشق سے ہے پیارے تجھے بیکار لحاظ

وصل کا یار جو وعدہ نہین کرتا انجم
ہونٹھ کھلنے نہین دیتا ہے اقرار لحاظ

۱۲۴ ۵

نہین ہمکو ساقی کسیکا لحاظ
اگر ہے تو کچھ بیخودی کا لحاظ

اٹھاتے ہین باتین جو غیر نکی ہم
ہے صاحب سب آپ ہی کا لحاظ

اور کسیکو کرین جی بھول سے دو دو باتین

دیوان

اُٹھا دون ابھی بزم سے غیر کو
مگر ہے تری برہمی کا لحاظ

نہین دشمنی سے اُٹھاتے وہ ہاتھ
کرون کب تلک دوستی کا لحاظ

۱۲۵ یون ہی رسم اُنسے جو انجم رہا
نکل جائیگا اُنکے جی کا لحاظ ۵

دم رخصت جو اُنسے کہکے مین اُٹھا خدا حافظ
لگے جھنجھلا کے وہ کہنے بہت اچھا خدا حافظ

جو مین جاتا ہون اُٹھکر فی امان اللہ کہتا ہون
ترے مُنھ سے نہ او کافر کبھی نکلا خدا حافظ

کہا ہے کسنے تمسے جو سوچا تو جا کے پتھر کو
تمھارے زاہدو اب دین و ایمان کا خدا حافظ

حفاظت مین وہ دیکھے غیر کی تجھکو قیامت ہے
کبھی جو بدگمانی سے نہو کہتا خدا حافظ

۱۲۶ سُنا ہے آج وہ بت خوب ہی بن ٹھن کے آتا ہے
ترے دل کا ارے او انجم شیدا خدا حافظ ۵

ایک دل ہی نہین اُلفت کے اثر سے محفوظ
کان تک تیرے ہین مرنے کی خبر سے محفوظ

اُسنے مفتون کیا چن چنکے خدائی بھر کو
نرہا کوئی تری شوخ نظر سے محفوظ

اک نہ اک عیب لگا ہی دیا تونے ای دل
وہ بشر کون ہے جو ہے تری شر سے محفوظ

کیون نہو نام خدا آپکا کورا پنڈا | کہ ہے دل داغ محبت کے اثر سے محفوظ

ہم بیان کس سے کرین دلکی خرابی انجم
آبرو تک نرہی دیدۂ تر سے محفوظ

۱۲۷ ردیف عین مہملہ ۷

گر جفا کی نہو وفا مانع | کوئی ظالم نہین ترا مانع
چارہ گر کے الٰہی ٹوٹین ہاتھ | ہو گئی درد کی دوا مانع
سامنے تیرے دم نہ نکلا ہائے | حسرتون کی ہوئی قضا مانع
کیون نہ اُلٹی نقاب چہرے سے | حشر کی کیون ہوئی حیا مانع
کیون نہ پھیری چھری رکا کیون ہاتھ | تیرا جلاد کون تھا مانع
چھوڑ کر پردہ ہٹ گیا وہ شوخ | نالہ دیدار کا ہوا مانع

۱۲۸ آسمان اُس قمر کے آنیکا
ہوا اظہار مدعا مانع ۹

ہو وفائی کے لیے گر نہین پیمان مانع | جو ستم چاہو کرو کون ہے ایجان مانع
ہوتے ہم دیکھکے پہلو مین اُنھین شادی مرگ | گر شب وصل نہوتا غم ہجران مانع
اپنے تلوون ہی کے نیچے اِنھین مل ڈال کبھی | تیرے نظارے کے ہین دیدۂ گریان مانع
غیر ممکن تھا ترے ہجر مین جینا لیکن | ایکدم دینے سے کے ہین سیکڑون ارمان مانع
ہے کیون چھوڑ دیا سینے مین تو نے قاتل | حسرت دل کے نکلنے کا ہے پیکان مانع

کیون نہ کی چارہ گری اپنے مریض غم کی
کہیے تو کون تھا اے عیسی دوران مانع

توڑکر ہمتو قفس تجھکو رہا کر دیتے
خوف صیاد سے ہے اے بلبل نالان مانع

چھپکے راتو کی اندھیرین نکلنا ہے عبث
کون ہے وہ نکو ترا اے مہ تابان مانع

کیا ہی دل کھول کے نالے کرون زیر دیوار
آسمان ہو نہ اگر یار کا دربان مانع

۱۲۹ ردیف غین معجمہ ۴

زخم ہوتے جاتے ہین چھل چھل کے داغ
کسکو دکھلاؤن الٰہی دل کے داغ

دیکھتے ہی چاند سا مکھڑا ترا
پڑگیا دل مین مہ کامل کے داغ

سامنے غیرون کے کیا کھولون زبان
کچھ کا کچھ دیوین نہ یہ سب مل کے داغ

داغ موسیٰ نے دکھایا ہاتھ کا
آسمان تو بھی دکھا دے دل کے داغ

۱۳۰ ۷

کسکی بلا کو ہے غرض سیر چمن کو جائے باغ
قطعہ
اپنے جگر کے سامنے آنکھون مین کیا سمائے باغ

چھلے کے تیرے ہمنے گل کھلائے جو ہین ہزار ہا
سینہ ہمارا آپ ہے سرو روان بجائے باغ

دیکھنے کے گلون سے ہین لالے پڑے ہوئے ہین
جائے خزان بہار آئے جلد خدا دکھائے باغ

نالون سے آنکے باغبان کیون نہ اُڑین گلونکے ہوش
بھر گئی ہے دماغ مین بلبلون کے ہوا ے باغ

کس مین ہین ایسی قدرتین صدقے مین تیرے باغبان
باغ کو تو بنا ے دشت دشت کو تو بنا ے باغ

خون سے ہمارے قاتلا جوہرون کا چمن کھلا
تیغ کی دھار پر ترے زخمی نے ہین لگا ے باغ

دلکو تمھارے آسمان لے گیا کون غنچہ لب
سینے پہ ہاتھ رکھکے کیون کہتے ہو تم کہ ہاے باغ

۱۳۱ ردیف فا ۷

لیچلی وحشت بیابان کیطرف
ہاتھ دوڑا جیب و دامان کیطرف

اے مسیحا آنکھ اُٹھا کر دیکھ لے
اک نظر بیمار ہجران کیطرف

دل نہین لیتے تو یہ تبلایئے
میل ہے ایجان کیا جان کیطرف

دیکھ لو میرے دل پر داغ کو
کیون چلے صاحب گلستان کیطرف

جذب مقناطیس ہے اُلفت مین بھی
دل کھنچا جاتا ہے پیکان کیطرف

رات گذری تارے ہی گنتے ہین
پڑ گئی تھی آنکھ افشان کیطرف

۱۳۲ ۷

آسمان آنسو تو تھمتے ہی نہین
دیکھون کیونکر روے جانان کیطرف

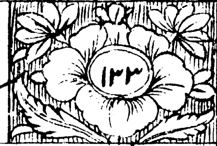
نہ تھا دل ہمارا کبھی غمسے واقف
مگر اب ہوا آپکے دم سے واقف

یہ تبلاؤ ہمکو بھی پہچانتے ہو
ہمین کیا جو ہو سارے عالم سے واقف

عبث آتی ہے روز گھر گھر کے بدلی
نہین کیا مرے دیدۂ نم سے واقف

انھین حال دل کسطرح لکھ کے بھیجین
نہ ہم اُنسے واقف نہ وہ ہمسے واقف





۱۲۳ دکھایا اثر آہ نے اپنی انجم
کہ ہوتے چلے ہین وہ اب ہمسے واقف ۵

کیا ہمنے نہ اپنی جان کا خوف
رہا لیکن تمھاری آن کا خوف

کیا کرتا ہے تو پامال دل کو
نہین کافر تجھے ایمان کا خوف

گلی مین تیری آسکتے نہین ہم
کہ ہے ظالم ترے دربان کا خوف

نہ گھٹتا ایک بوسے مین ترا کچھ
تجھے ناحق ہوا نقصان کا خوف

کبھی دل کھول کر رو لیتے انجم
نہ ہوتا گر ہمین طوفان کا خوف





۱۳۴ ردیف قاف ۱۱

ترے ناز تو ہین اُٹھانے کے لایق
مگر دل نہین تاب لانے کے لایق

نہ کہنے دیا جوش گریہ نے اُنسے
جو کچھ حال دل تھا سنانے کے لایق

اسی دل نے آفت مین ڈالا ہے مجکو
یہی ہے تمھارے نشانے کے لایق

رہا تیری فرقت مین اب دل ہمارا
نہ آنیکے لایق نہ جانے کے لایق

ترے ہجر مین دل نہ بیٹھے تو کیا ہو
کہ سر ہی نہین اب اُٹھانے کے لایق

ہمارا ابھی کچھ امتحان آپ کرتے
سمجھنے اگر آزمانے کے لایق

دیا ایک بوسہ نہ تمنے مریجان
نہ سمجھے ہمین منھ لگانے کے لایق

عوض سنگ کے نصب کر میری آنکھین
کہ ہین یہ ترے آستانے کے لایق

چہ میگوئیان کیون نہ ہمسے کرین وہ
ہوے ابتو باتین بنانے کے لایق

جو سرمہ نہ ہوتا تو یہ دل نہ ہوتا
نگاہون مین انکے سمانیکے لایق

۱۳۵

حسین تو بہت ہین زمانے مین انجم
مگر ہم نہین دل لگانے کے لایق

۱۰

او دل آزار مرے دلکو دکھایا ناحق
تجکو جانا ہی اگر تھا تو پھر آیا ناحق

ساتھ غیرونکو مری قبر پہ لایا ناحق
میرے مردے پہ ستم تونے بڑھایا ناحق

تمنے نظرون سے گرا کر جو مجھے مارا تھا
دھوم سے میرے جنازیکو اٹھایا ناحق

سارے عالم کی اگر آپکو کرنا تھی سیر
گھر مرے دلمین مریجان بنایا ناحق

ہمسے ملنے مین اگر خوف تھا رسوائی کا
اسقدر رسم مریجان بڑھایا ناحق

کیا خبر تھی کہ وہ اٹھتے ہی چلے جائینگے
نیند سے ہمنے انھین ہائے جگایا ناحق

تھا مٹانا ہی اگر نام و نشان کا میرے
میرے اللہ مجھے تو نے بنایا ناحق

چاہنے والا ترا تھا کوئی کافر تو نہ تھا
جیتے جی تو نے مجھے یار جلایا ناحق

لوگ ہنستے ہوئے روتے ہین بات پہ مری
اپنی محفل مین مجھے تمنے بلایا ناحق

۱۳۶

آسمان ظلم اٹھانیکی اگر تاب نہ تھی
ایسے بیرحم سے دل تمنے لگایا ناحق

۸

نالۂ دل کو وہ سنکر نکل آیا ناحق
اسکے آرام مین انجم خلل آیا ناحق

قتل کرنیکو مرے سیدھی نگہ کافی ہے
تیرے ابرو پہ ستمگار بل آیا ناحق

لوگ کہتے ہین وہ آتے ہین ترے دیکھنے کو
نیل اسوقت مین آنکھون سے ڈھل آیا ناحق

سخت جانی مری اسکو بھی کریگی ناقص
اپنی تلوار کو قاتل بدل آیا ناحق

تھا جو مشتاق تو آنکھو نسے تجھے آنا تھا
کوے جانان مین وہ لاسر کے بھل آیا ناحق

مین تو مرتا ہون اداؤن پہ تری او قاتل
کان تک پھر مرے نام اجل آیا ناحق

تھا مرے خون سے ہاتھ اسکو جو رنگین کرنا
منھدی پھر جاکے وہ جلاد مل آیا ناحق

۱۳۷ ۷
میری فریاد کی تاثیر کا قائل جو نہ تھا
گھر سے انجم وہ تڑپکر نکل آیا ناحق

میری جانب ترا تیرِ نظر آیا ناحق
توڑ کر سینہ مرے دلمین در آیا ناحق

باتین اغیار کی سن سنکے لگے رونے ہم
کان تو بھر چکے تھے دل بھی بھر آیا ناحق

تھا کہنچا رہنا ہی منظور اگر مجھسے تجھے
عرش سے دلمین مرے پھر اتر آیا ناحق

خود بخود ٹوٹ گئے ٹانکے مرے زخمونکے
دیکھنے کو مرے وہ بدنظر آیا ناحق

ہجرِ دلدار مین ہے جینے سے مرنا بہتر
چارہ سازی کے لئے چارہ گر آیا ناحق

جان تھوڑی سی ہے باقی ابھی میرے تنمین
تو خبر لینے کو او بے خبر آیا ناحق

۱۳۸ ۶
چاندنی رات مین آنا تھا اسے گھر میرے
آسمان دن کو وہ رشک قمر آیا ناحق

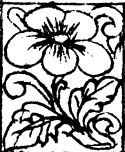
ترے وحشی کے دم تک تھی تری سرکار کی رونق
کہان باقی ہے وہ اب کوچہ و بازار کی رونق

اُڑی ہین شہر تین ہر سو مجھے چورنگ کرنے سے
نکیون دونی ہوا ے قاتل تری تلوار کی رونق

بچائے رکھ جہانتک ہو سکے گلچین کی نظرون سے
گلون کے دم سے ہے او باغبان گلزار کی رونق

مرے اشکون نے کی ہے میری پلکون کی وہ آرایش
جو تھی قطرۂ شبنم سے نوک خار کی رونق

تمھارے عکس رخ سے کیون نہو سینہ مرا روشن
کہ ہوتی چاندنی سے ہے در و دیوار کی رونق




ہماری حسرت دل نے ہمین بھی خاک کر ڈالا
جو انجم دیکھی سرمہ سے نگاہ یار کی رونق




ردیف کاف

مری کیون زبان کو کاٹا کہ نکر سکون بیان تک
ارے او ستم کے بانی یہ ترے ستم کہان تک

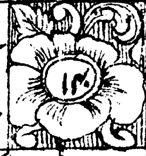
مری بیخودی نے مجکو کیا محو دید ایسا
کہ پئے ادائے مطلب نہ ہلا سکا زبان تک

ہیں کسطرح یقین ہو کہ ملے گا یار ہمسے
کہ اثر کا خاتمہ ہے فقط اپنی ہی فغان تک

کبھی ہمنے بت کو پوجا کبھی چوما سنگ اسود
نہ ہوئی مگر رسائی ترے سنگ آستان تک

کھو یار زن نے اپنے خونکا کردن کیا دکھا کے دعوی
کہ مٹا یا چارہ گر نے مرے زخم کا نشان تک

تجھے اپنا زور بازو بھلا کسطرح ہو ثابت
کہ نہ آیا پوچھنے کو کوئی تیرے نیمجان تک




تجھے دل کے جلنے کا کیون ہوا آسمان تعجب
جو یہی ہے سوز فرقت تو پھکینگی ہڈیان تک

بیٹھا کرینگے مجھسے ہٹکے حضور کب تک
معتوب ہی ہونگا میں بے قصور کب تک

بیتاب ہو کے دل کی تاب و توان کو کھویا
تڑپا کریگا ناحق یہ ناصبور کب تک

ہم آج چھوڑتے ہیں اس تکیہ پر یہ بتلا
زاہد ملینگے ہمکو حور و قصور کب تک

اس انتظار کی حد معلوم بھی تو ہو کچھ
بخشیگا تیرا جلوہ آنکھوں کو نور کب تک

حسن دو روزہ پر تو نازان عبث ہے اتنا
آخر غرور تیرا او پر غرور کب تک

تاکے رہینگے جاری آنکھوں سے اپنی آنسو
رحمت سے تیری ہوگا یہ رنج دور کب تک




جیتا تو دیکھ لیتا انجم وہ شان و شوکت
آخر تمہارا صاحب ہوگا ظہور کب تک

نہ کیا تونے کبھی وعدہ ملاقات کا ٹھیک
نہیں اے عہد شکن تیری کسی بات کا ٹھیک

کام رکھتے ہین ترے ہجر مین ہم رونے سے
نہ یہان درد کی تخصیص نہ دن رات کا ٹھیک

کب سزا دے کے لگانیکی ملیگی ہمکو
نہ کیا آپنے اظہار مکافات کا ٹھیک

جگر و دل ہی کے جھگڑے مین پڑا رہتا ہون
ملے کچھ ہوتا نہین آپکی سوغات کا ٹھیک

(۱۴۲) (ک)

وسوسے سیکڑون سے آئے جو نہ آیا وہ یار
آسمان کچھ نہ رہا اپنے خیالات کا ٹھیک

کل تلک جس ناتوان کا تھا گذر گلزار تک
آج جا سکتا نہین وہ سایہ دیوار تک

ضعف سے مجھ ناتوان کے پانون اُٹھ سکتے نہین
تو ہی لے چل جوش وحشت کوچہ دلدار تک

مر گئے ہم سر پٹک کر تیرے دروازے پہ حیف
تونے دکھلایا نہ ہمکو آخری دیدار تک

چپ ہی رہتا ہے سوال وصل پر وہ ہوشیار
ملے اقرار اک طرف کرتا نہین انکار تک

دامن و جیب و گریبان پھاڑنا تو اک طرف
توڑ ڈالے ہین جنون نے آنسوؤن کے تار تک

زخم خندان دیکھکر میرے دل رنجور کے
کھل کھلا کر ہنس پڑا وہ قاتل خونخوار تک

(۱۴۳) (ک)

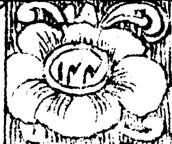
بھیڑ ہوگی عاشقون کی جبکہ نکلیگا وہ ماہ
بند ہو جاینگے انجم کوچہ و بازار تک

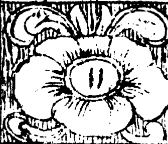
روز تو کرتا ہے ایجاد نیا ایک سے ایک
بڑھتے جاتے ہین ترے جور و جفا ایک سے ایک

وائے محرومی طالع جو لیا نام وصال
ہوگیا ہونٹھ تلک اپنا جدا ایک سے ایک

کس لقب سے مین تجھے یاد کرون بتلا تو
نام اعلیٰ ہے ترا نام خدا ایک سے ایک

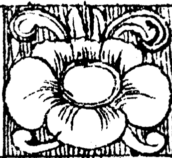
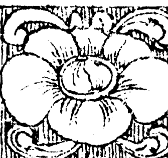
دل کو تھامون ارے ظالم کہ جگر کو روکون | کہ یہان تو ہین تڑپنے مین سبھی ایک سے ایک





کسطرح ہوش رہین اپنے بجا اے انجم
اُسکے ہین ناز و ادا ہوش رُبا ایک سے ایک

مجھسے رہیگا جدا یار مرا کب تلک | سینے مین تڑپیگا دل بار خدا کب تلک
پاس سے اُٹھ کر مرے جاتے تو ہین آپ آج | یہ تو بتا دیجیے آئیے گا کب تلک
مین بھی نہ بولونگا اب تمسے خدا کی قسم | دیکھون تو رہتے ہو تم مجھسے خفا کب تلک
اے صنم سیمبر بہر خدا غور کر | عاشق ناشاد پر جور و جفا کب تلک
آیا نہ وہ یار ادھر اور نہ بلایا مجھے | ہاتھ بھی دکھنے لگے مانگون دعا کب تلک
ایکدن اُکتا کے اب جان ہی دیدونگا مین | صدمۂ فرقت سہون روز بھلا کب تلک
دیکھ ہی لونگا تمھین ایک نہ اک دن ضرور | دیکھون تو کرتے ہو تم شرم و حیا کب تلک
کوئی ستارہ شناس آئے تو پوچھون مین | مجھسے رہیگا پھرا ماہ لقا کب تلک
ایک دن آنا انھین ہوگا مرے گھر ضرور | دیکھون تو کرتے ہین وہ عذر حنا کب تلک
میرے مسیحا سے یہ جا کے کوئی پوچھ آئے | ہجر کے بیمار کو ہوگی شفا کب تلک

انجم ناشاد کی حاجتین جو کچھ کہ ہین
اے مرے مشکلکشا ہون گی روا کب تلک

ہمین اور عشق سے تو روکے زاہد | یہی چرچا ہے ہر سو لامکان تک

دیکھا کرینگے تمکو ہم گھور گھور کب تک | بھاگا کروگے ہمسے تم دور دور کب تک



ردیف کاف فارسی

۱۴۵ — ۹

میری جانب سے اُسے جا جا کے سمجھاتے ہین لوگ
وہ نہین سننے کا ضد بیکار دلواتے ہین لوگ

شعلہ خو میرا سنے مجھ دل جلے کا حال کیون
آگ مین آگ اور بھی ناحق لگاتے ہین لوگ

میرے مرنے پر اُنھین کیون یہ شک ہے پوچھیو نہ
کیون سر بالین سے بیکار پچھتاتے ہین لوگ

کوئی کہتا ہے تجھے جلاد کوئی سنگدل
تیری جانب سے مجھے آ آ کے دھمکاتے ہین لوگ

مین تو جیتا ہون نہ مرتا ہون سکتا ہون بُرا
جھوٹ سچ قسمین تمھارے سامنے کھاتے ہین لوگ

دوستی کے پردے مین کرتے ہین مجھسے دشمنی
تمکو پھر اگلی جفائین یاد دلواتے ہین لوگ

تیری محفل مین مرا آنا جو انکو بار ہے
چھیڑ کر تجھکو مجھے باتین ہی سنواتے ہین لوگ

تم سے اور وعدہ وفا ہو یہ ہمین باور نہین
قسمین دیکر تمکو ناحق جھوٹھ بلواتے ہین لوگ

۱۴۶ — ۸

بار آیا آسمان آنکی ہوا خواہی سے مین
آگ دل کی اور بھی آ آ کے بھڑکاتے ہین لوگ

میرے آنے سے تمھارے پاس گھبراتے ہین لوگ
بیٹھتا ہون مین اگر دم بھر تو اُٹھ جاتے ہین لوگ

گر کبھی بھولے سے بھی آجاتا ہے میرا خیال
جھوٹ سچ باتین بنا کے اُنکو بہلاتے ہین لوگ

پانون مین مہندی دہان ملتا ہے جب وہ حیلہ جو
خون کے آنسو ہمین آ آ کے رلواتے ہین لوگ

یون تو اُسکے سامنے سب اپنی اپنی کہتے ہین

جب ہمارا ذکر آتا ہے تو اُکتاتے ہین لوگ

ایسے اُلجھیڑے ذہین سلجھے دل کی گتھی کسطرح

دیکھکر مجکو اُنھین باتون مین اُلجھاتے ہین لوگ

تم نہ مانو گر تو کیون عاشق کو پھر روکے کوئی

کھینچتے ہو ہاتھ تم تو پاؤن پھیلاتے ہین لوگ

کیا اُنھون نے کچھ بگاڑا ہے مرا تبلاؤ تو

سامنے آتے ہوے کیون میرے شرماتے ہین لوگ

کردیا مشہور ظالم اُس کو ناحق آسمان

وہ تو خود ایسا نہین پر اُسکو سکھلاتے ہین لوگ

۱۴۷ ردیف لام ۱۴۷

مرغوب ہے جو صحبت اغیار آجکل

جزین یہ ہے حضور کا دربار آجکل

ناحق خفا ہے مجھسے مرا یار آجکل

ہے اپنی زندگی سے مجھے دشوار آجکل

پہلو مین اپنے ہے جو وہ دلدار آجکل

پھولون نہین سماتا دل زار آجکل

ہے سرد حسن و عشق کا بازار آجکل

کوئی نہین ہے دل کا خریدار آجکل

اے شوخ تیری بات کا ہے اعتبار کیا

ہے وعدۂ وصال مین ہر بار آجکل

وہ قہقہے وہ صحبتین وہ دلگی کہان

اب بیٹھے روتے ہین پس دیوار آجکل

ٹھوکر لگا کے یار جگاتا نہین مجھے

سوتے ہین میرے طالع بیدار آجکل

آتا نہ تیرے کوچہ مین ایجان جان کبھی
پر دل نے کر دیا مجھے ناچار آجکل

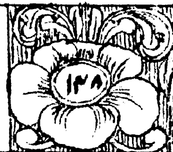
روتے ہین یاد مین دردندان یار کی
ہے چشم تر ہماری گہر بار آجکل

جب دیکھتے ہین مجھکو تو از راہ طعن وہ
کہتے ہین کیا ہوا تجھے آزار آجکل

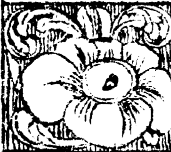
مجھ سخت جان کے قتل سے کیون ہاتھ اٹھا لیا
کیون باندھتے نہین ہین وہ تلوار آجکل

بوسہ جو لے لیا ہے تری چشم مست کا
دشمن ہوے ہین ابروے خمدار آجکل

سینا عبث ہے چاک گریبان کا دوستو
ممکن نہین رہے جو کوئی تار آجکل



یار و رفیق اپنا بجز نالہ و فغان
انجم ہوا نہ کوئی بھی زنہار آجکل



تری جدائی کی اے مسیحا نہین ہے اب دلکو تاب بالکل
شکیب و صبر و قرار نے تو دیا ہے ہمکو جواب بالکل

اٹھا کے بیٹھو تم اپنے رخسے اگر مری جان نقاب بالکل
ابھی تو ہو کر خجل سے چھپے گا یہ ماہ زیر سحاب بالکل

جو تیری الفت یونہین رہیگی نہ چین ہوگا مزار مین بھی
نہ آنے دیگا خیال تیرا ہماری آنکھون مین خواب بالکل

یہ آتش عشق شعلہ رویان جلائیگی آگے دیکھین کیا کیا
دل و جگر تو ابھی سے یارو ہوے ہین جلکر کباب بالکل



اگرچہ فرقت کی بات ہوتی تو پھرتے آوارہ کسلیے تم



۱۴۹ یہ بیقراری سے دلکی انجم کیا ہے تمکو خراب بالکل ۵

ہمتو ہین اپنی خطا کے قائل
وہ نہین جور و جفا کے قائل

اُسکی قدرت مین نہین اُنکو کلام
بت بھی ہین میرے خدا کے قائل

دلکو کس ناز سے لیتا ہے
ہم تو ہین تیری ادا کے قائل

ہمتو قادر یہ ہین کہتے ہین نہین
کیون وہ کرتے ہین دُعا کے قائل

۱۵۰ وہ بھی بھرنے لگے انجم آہین
جو نہ تھے آہ رسا کے قائل ۹

الٰہی کوئی ہوا کا جھونکہ دکھا دے چہرہ اُڑا کے آنچل
کہ جھانکتا بھی ہے وہ ستمگر تو ٹھر ٹھر کھڑی مین لگا کے آنچل

ضرور ڈھائیگا کوئی آفت ضرور فتنہ بپا کرے گا
یہ تیرا اٹکھیلیون سے چلنا جھکا کے گردن اُٹھا کے آنچل

جو تمکو منظور ہے پھر آنا تمھین کہو پھر یہ کیسا جانا
جتا کے غصہ سُنا کے باتین چڑھا کے تیوری چھڑا کے آنچل

سُنی جو پانون کی میرے آہٹ تو کیا ہی بن ٹھن کے سو رہے وہ
جو مین نے تلوو نمین گدگدایا الٹ دیا مسکرا کے آنچل

زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت وہ دن بھی آئے یارب
ادا کرو نمین ترا دوگانہ کھڑے رہین وہ بچھا کے آنچل

ضرور ہین کچھ نہ کچھ کشیدہ کہ رہتے ہین وہ دور ہم سے
جو پاس بھی آکے بیٹھتے ہین تو زیر زانو دبا کے آنچل

تمھین سہے صاحب لحاظ کسکا یہ کوسنا چپکے چپکے کیسا
دعا کرون مین رگڑ کے ماتھا کہو تم آمین اٹھا کے آنچل

ترا یہ بوٹا سا قد قیامت یہ چال متوالی آفت آفت
یہ پیاری صورت ستم دوپٹہ غضب کی رنگت بلا کے آنچل

سمجھ لے یہ دلمین آسمان تو وہ لوٹ ہین ترے لوٹنے پر
جو اوڑھ کر لٹ پٹا دوپٹہ لٹاتے ہین ادا کے آنچل

۱۵۱ ردیف میم ۱۴

دیکھکر اس یار کی تنویر ہم
خود سراپا بنگئے تصویر ہم

کچھ گلہ تجھ سے نہین اے جانجان
کر رہے ہین شکوۂ تقدیر ہم

ڈر رہے آزردہ نہو وہ تندخو
حال دل کیونکر کرین تحریر ہم

مانی و بہزاد خود حیران ہین
کس سے کھنچوائین تری تصویر ہم

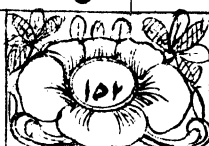
یاد جب آتے ہین عارض یار کے
چومتے ہین کھول کے تفسیر ہم

جور اس بتکے سہینگے کب تلک
تیرے ہاتھون آہ بے تاثیر ہم

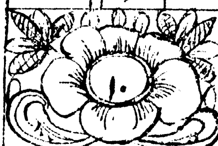
مثل نقش پا پڑے ہین خاک پر
تیرے کوچے مین بت بے پیر ہم

آہ و زاری بیقراری شوق و ذوق
کرچکے سب یار کو تحریر ہم

ظلم جو چاہو بیان کرلو بتو | ہونگے روز حشر دامنگیر ہم
اے ہوس لاکے خاک پاے یار | کیا بنا سکتے نہین اکسیر ہم
کسطرح اُس دشمن جان سے ہو وصل | کیا کرین اے دوستو تدبیر ہم
مر مٹے اسواسطے اے جانجان | خاک بنکر ہونگے دامنگیر ہم
جس طرف دیکھو ہماری آہ ہے | بنگئے ہین ابر عالم گیر ہم



شوق نظارہ جو ہے اُس ترک کا
جاتے ہین انجم شال تیر ہم



دل تڑپ کر رہگیا تجھ بن صنم | پھر گیا ہونٹون تلک آ آکے دم
دل تو میرا لے لیا دے دے کے دم | اُس پہ کہتے ہو نہین دمباز ہم
دے دیا بے عذر دل اُس شوخ کو | سچ یہ ہے ہین لائق تعزیر ہم
کیا خطا مجھسے ہوئی جو آپ نے | کر دیا موقوف آنا یک قلم
تنکے چنتے مین گذر جاتا ہے دن | رات بھر تارے گنا کرتے ہین ہم
درد سر کا یہ بہانہ ہے عبث | مین نہ مانونگا ترے سر کی قسم
اے دل بیتاب بنجا نامہ بر | یار کو ہم نامہ کرتے ہین رقم
وہ مسیحا تو نہ آئیگا کبھی | رک رہا کیون آنکر آنکھون مین دم
حسرت و حرمان کا لشکر ساتھ ہو | لاش بھی اُٹھے تو باجاہ و حشم
آسمان عاشق تمھارا ہے بتو | اسقدر کرتے ہو کیون ظلم و ستم

ہر دم ہزارون روز کے ظلم و ستم اور ایک ہم
یارب یہ سو بیدا دگر دو لاکھ غم اور ایک ہم

۱۵۳ — ۵

ساری خدائی ہو تری ہمکو کسی سے کیا غرض
میدان محشر مین بھی ہو اک وہ صنم اور ایک ہم

ہوش مین جب آسمان آتے ہین ہم
اپنے آپے سے گذر جاتے ہین ہم

وصل کی شب بات بھی کی تو یہ کی
رات آئی ہے بہت جاتے ہین ہم

منھ کفن سے ڈھانپ لین ہم کس لیے
اے اجل کیا تجھ سے شرماتے ہین ہم

ہجر جانان مین نہ آئی موت بھی
اس ندامت سے موئے جاتے ہین ہم

خون دل پیتے ہین ہجر یار مین
لخت دل اے دوستو کھاتے ہین ہم

ردیف نون

۱۵۴ — ۶

جو صبح وصل وہ جانیکا نام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھون سے دل اپنا تھام لیتے ہین

یہی تھا حسن کا شہرہ کہ خود بکے یوسف
وہ اک ادا پہ ہزارون غلام لیتے ہین

خدا بھی پوچھے گا مجھسے تو صاف کہدونگا
یہ مجھپہ چاہنے کا اتہام لیتے ہین

صدا چمن سے جو آتی ہے روز چٹ چٹ کی
بلائین غنچے تری صبح و شام لیتے ہین

بھلا جواب سخن کی امید کیا اُنسے
اشارے سے جو ہمارا سلام لیتے ہین

۱۵۵ — ۱

اثر ہوا مرے نالون مین اسقدر انجم
کہ سُنکے دل کو وہ ہاتھون سے تھام لیتے ہین

نہ پھندا ہے نہ کوئی پیچ گیسوے سلسل مین
الٰہی آ گیا پھر یہ دل کم بخت کس بل مین

سُنا ہے سیر گلشن کو وہ مست ناز آتا ہے
بھلا دین آج ہم بھی دو جہانکو ایک بوتل مین

ہمارا ذکر سُنکر پیتا ہے دانت اک عالم
لگا کر آپسے دل پڑ گئی ہے جان کل کل مین

ہوے ہم خاک جلکر دل مگر اب تک سلگتا ہے
دبا رکھا ہے اس چھوٹی سی چنگاری کو بھوبل مین

یہ کسکے سامنے دُھرا لیا آنچل ارے ظالم
یہ کسکی آنکھ کے ڈورے پڑے ہین تیری ہیکل مین

نہین اچھا یہ صاحب روز کا عذر فرامشی
کرو پھر وصل کا وعدہ گرہ دو پہلے آنچل مین

اُٹھا کر دونون ہاتھونکو بہت انگڑائی لیتا ہے
نہ دیکھا ہوے جسنے دیکھلے وہ چاند کنڈل مین

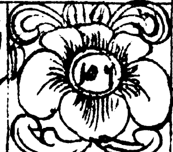
الٰہی سخت حیران ہون لگی دلکی بجھے کیونکر
نہ کوئی قطرہ آنکھونمین نہ کوئی بوند بادل مین

پرستش کو عبث تو اُسکی زاہد منع کرتا ہے
خدائی کے کرشمے ہین بھرے جس شوخ چنچل مین

ارے جادو نگہ کافر نہ ہون گر غیر شمک زن
ملا دون اپنی آنکھونکی سیاہی تیرے کاجل مین

خرام ناز پر تیرے ستمگر کون مرتا ہے
گلے کا کسکے گھنگرو بولتا ہے تیری چھاگل مین

یہ او صیاد کسکو حسرت پرواز نے ملا
یہ کسکی خاک اُڑتی ہے بگولہ بنکے جنگل مین



ابھی سے دلکو اے انجم چکھا دی دردکی لذت
یہ کیسا قہر ڈھایا گھُن لگایا اُٹھتی کوپل مین



یون تو خدا کے فضل سے کہنے کو کیا نہین
پر تو نہین تو جینے کا اپنے مزا نہین

جز یار سین غیر کے رہنے کی جا نہین
اے آرزو دون دل ہے یہ مہمان سرا نہین

ہم سے تمھارے چاہنے والے ہزار ہا
تم سا مگر ہمارے لیے دوسرا نہین

آجاؤ تم تو درد جدائی سے کیا بلا
وہ کونسا مرض ہے کہ جسکی دوا نہین

کس دلربا کی دل کو خدایا تلاش تھی
کھویا گیا ہے ایسا کہ ملتا پتا نہین

جینے کی اپنے ہمکو توقع ہو کسطرح
مرتے ہین جسپہ ہم وہ ہمین پوچھتا نہین

دُنیا تماشہ گاہِ دوروزہ ہے آسمان
آنکو آئے ہین پہ ٹھہرنے کی جا نہین

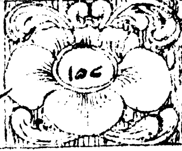
بے سمجھے بوجھے مین نے ہی دل اُنکو دیدیا
میری ہی یہ خطا ہی قصور آپ کا نہین

مین لاکھ چاہتا ہون نہ آؤن تمھارے پاس
پر کیا کرون کہ دل ہی مرا مانتا نہین

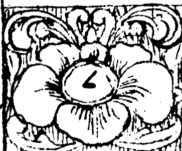
دیکھا کبھی نہ نخل تمنا کو بارور
یہ وہ شجر ہے جو کبھی پھولا پھلا نہین

طوفان نوح اُٹھا بھی اور اُٹھکے رہگیا
لیکن ہماری آنکھ سے آنسو تھما نہین

پامال کررہے ہو مری حسرتون کو کیون
دل خانۂ خدا ہے کوئی کربلا نہین



ستار کیون نہ ڈھانپے گا تیرے گناہ کو
کیا آسمان تو پیروِ آل عبا نہین



ادھر تو زندگی سے اپنی ہم اُکتاسے جاتے ہین
اُدھر وہ سخت جانی دیکھکر گھبرائے جاتے ہین

عیان کیواسطے حاجت بیان کی کچھ نہین صاحب
یہان چہرے ہی سے آثار اُلفت پاسے جاتے ہین

ارے جلادِ عالم ہم تو تجھپر آپ مرتے ہین
ہمارے قتل پر بیٹھے عبث اُٹھوائے جاتے ہین

زہے قسمت زہے شانِ نزول رحمت باری
یہان آنسو وہان تیر ستم برسائے جاتے ہین

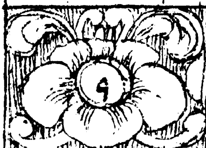
سرشکِ دیدہ تو پہلے یہ دفتر دھو چکا یارب
ہمارے نامۂ اعمال کیون ڈھونڈوائے جاتے ہین

پئے تسکین گوارا کی کشاکش یاتغ بالون کی
یہ ظالم آگ مین آگ اور بھی بھڑکائے جاتے ہین

توقع پراسی دن کی یتو ُنکے ناز اُٹھاتے ہین	یہ کیسا حشر ہو ہمپر ستم کیون ڈھائے جاتے ہین



فراق یار مین ہم رنج و غم بھی کھا نہین سکتے
کہ رنج و غم تو انجم ہمکو خود ہی کھائے جاتے ہین



وہ چال اٹھکھیلیون سے چلکر دل و جگر رونڈے ڈالتے ہین
ابھی جوانی کا ہے جو عالم نہ دیکھتے ہین نہ بھالتے ہین
چلا ہے پہلو سے یار اُٹھکر غم جدائی کو ٹالتے ہین
کبھی تو ہم دل کو تھامتے ہین کبھی جگر کو سنبھالتے ہین
کبھی نہ جنکو لگایا تھا مُنھ گلے مین باہین وہ ڈالتے ہین
جو مانگتا ہون مین ایک بوسہ تو آپ آنکھین نکالتے ہین
اگر یہی ہے تلون اُنکا خدا ہی سے ہے وعدہ ہو جو پورا
کہا تھا کل آج وصل ہوگا وہ آج پھر کل پہ ٹالتے ہین
نہ ٹھہر رفتار ناز ڈھائے لچک نہ وقت خرام آئے
خدا ہی نازک کمر بچائے کہ پاس پہنچے وہ سنبھالتے ہین
نہ جان بلب کیون مریض غم ہو پئے عیادت نہ آئے دیکھو
مسیح کہتے ہین لوگ جنکو وہ جان کر مار ڈالتے ہین
کبھی یہ کہتے ہین درد سر ہے کبھی یہ کہتے ہین اب سحر ہے
ستم یہ مشتاق وصل پر ہے ہزارون حیلے نکالتے ہین

نکالون ارمان کیون نہ جی کے کہ مست ہون جام عشق پیکے
ہین صدقے اس اپنی بیخودی کے کہ دوڑ کر وہ سنبھالتے ہین

۱۵۶ کسیکے انجم جو ہین سکھائے تو ہین یہ نیا رنگ آج لائے
کہ چپکے بیٹھے ہین سر جھکائے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین ۱۵

سیر کو اچھے گئے گلزار مین
رہ گیا دل چھد کے نوک خار مین

بیخراب تو خبر لے آن کر
کچھ نہین باقی ترے بیمار مین

بعد مردن بھی رہین آنکھین کھلی
دم جو نکلا تھا خیال یار مین

یا الٰہی حسن کا ہوئے برا
بھر دیا جادو نگاہِ یار مین

گر قبول افتد زہے عز و شرف
پیش کش ہے دل تری سرکار مین

نام سے اُسکے غرض ہے زاہدا
فرق کیا ہے سُبحہ و زنار مین

دل کا مین پاتا نہین نام و نشان
ڈھونڈ آیا کوچہ و بازار مین

رنگ لایا خون عاشق قاتلا
پڑ گئے جوہر تری تلوار مین

کام کیا مسجد سے ہے مجھ رند کو
پڑ رہون گا خانہ خمار مین

دیکھیے یہ پیچ و تاب اچھا نہین
آ گیا بل ابروے خدار مین

ڈھونڈتا ہے دل مرا سینے مین کیون
دیکھ لے پیکان مین سو فار مین

مر گیا جانباز تیرا ای مسیح
رہ گئی حسرت دل بیمار مین

دل نے کیا اچھی جگہ پائی مرے
بن گیا حشوہ نگاہِ یار مین

کس خطا کی آپ دیتے ہین سزا — لیجیے حاضر ہون مین دربار مین

(۱۶۰) رات دن انجم یہ کیون رہتے ہین نم
کیا بھرا ہے دیدۂ خونبار مین (۸)

پھول سے جتنے ہین تمھارے ہار مین — سب گندھے ہین آنسوؤن کے تار مین
جبنے جانا تجھکو سرگردان رہا — دشت مین کوئی کوئی کہسار مین
دے کے ٹکڑے اوستمگر باندھ لے — کوئی خنجر مین کوئی تلوار مین
ہر جگہ ہین چاہنے والے ترے — کوئی صحرا مین کوئی گلزار مین
ہے جگہ سر پھوڑ لینے کو بہت — کیا دھرا ہے آپ کی دیوار مین
تو اگر دم بھر کو آجا اے مسیح — جان آجائے ترے بیمار مین
جو بنے ای چرخ وہ ہم پر بنے — پر نہ فرق آئے تری رفتار مین

(۱۶۱) آنکھون ہی آنکھون مین اے انجم کٹی
رات ساری انتظار یار مین (۷)

دل ہمارا آنسوؤن کو جذب کر سکتا نہین — سچ یہ ہے غربال مین پانی ٹھہر سکتا نہین
حال دل تو پوچھتا ہے اور مین بیٹھا ہون چپ — تو ہی بتلا اور یہ کیا ہے اگر سکتا نہین
صدمۂ فرقت سے آیا دم لبون پر بارہا — اشتیاق وصل ایسا ہے کہ مر سکتا نہین
نیچی نظرین تیری ہین دے لکے چرانے پر گواہ — لاکھ تو مکرے مگر ایجان مکر سکتا نہین
سینۂ و دل اسقدر پھونکے ہین سوز عشق نے — عاشق جانباز ٹھنڈی سانس بھر سکتا نہین

ناتوانی کا یہ عالم ہے تڑپنا تو کجا | دامن قاتل بھی میرے خون سے بھر سکتا نہین

۱۶۲

سر کے بل چلنا جو ہے انجم تمھاری راہ مین
باعث ترک ادب ہے پانوُن دھر سکتا نہین

۹

لگی ہے مسی پان کھائے ہوئے ہین | ستانے پہ بیڑا اُٹھائے ہوئے ہین
غضب ہے حسینون سے دل کا لگانا | یہ آفت کے پتلے بنائے ہوئے ہین
مرے خط کو پھاڑا رقیبون کے آگے | کسی کی وہ پٹی پڑھائے ہوئے ہین
اُلجھنے سے بالون کے گر رو نہ صاحب | تمھارے ہی یہ سر چڑھائے ہوئے ہین
کلیجہ ہتیلی پہ رکھ لون تو جاؤن | وہ ہاتھون مین مہندی لگائے ہوئے ہین
شب ہجر جب خواب دیکھا یہ دیکھا | کہ تجھکو گلے سے لگائے ہوئے ہین
تری تیغ کی آب جاتی رہی ہے | مرے زخم پانی چرائے ہوئے ہین
جدھر دیکھتا ہون اُنھین کا ہے جلوہ | وہ نظرون مین ایسے سمائے ہوئے ہین

۱۶۳

اُتارینگے کس کس کو نظرون سے انجم
وہ کیون آج تیوری چڑھائے ہوئے ہین

۱۰

خدایا وہ حرارت دے ہماری آہ سوزان مین | نہو پا سنگ بھی جسکا ترے مہر درخشان مین
پڑے دیکھے جو دھبے خون کے قاتل کے دامان مین | دم لب ل بھر آئے اشک میری چشم گریان مین
ہماری آہ نے ٹھنڈا کیا مہر درخشان کو | تمھارے حسن نے دھبہ لگایا ماہ تابان مین
کئی دن سے تڑپ سینے مین جو تھی وہ نہین ملتا | اُلجھکر رہگیا دل کیا کسی کی زلف پیچان مین

ارے توبہ یہ نسبت کسنے دی اُسکی کلائی سے
تمھارے باغ مین آکر مرا دل رنگ لایا ہے
اگر اشک خجالت مغفرت کا میری حیلہ تھا
نہ پوچھو کس طرح اپنی بسر اوقات ہوتی ہے
الٰہی کیا ہوا کیون ہے یہ مثلِ آئنہ ششدر

لگا دی اور بھی اک شاخ ناحق شاخ مرجان مین
اجی دیکھو نیا گل آج پھولا ہے گلستان مین
تو یا رب بھر دیا ہوتا سمندر چشم گریان مین
جو شب کاٹی تو حسرت مین جو دن کاٹا تو ارمان مین
یہ صورت کسکی پھرتی ہے ہماری چشم حیران مین

۱۶۴

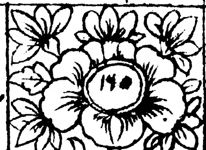
اگر انصاف سے پوچھو تو انجم دونون حق پر ہین
یہ ہے بیکار کا جھگڑا پڑا گبر و مسلمان مین

۲۱

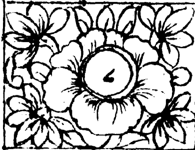
جوش پر اپنی مستیان آئین
باتون باتون مین لے لیا دلکو
کہین اُنکو نہ یاد آیا ہون
دونون عالم ہوے تہ و بالا
رُک رہا دم جو آکے آنکھونمین
بال کھولے نہا رہے تھے وہ
تم جو سوئے تو تلوے سہلانے
پھر لگاتے ہو مہندی ہاتھونمین
جوش وحشت سے کے دن پھر آ ہونچے
پڑ گیا ہاتھ جب گریبان پر

یاد کسکی یہ شوخیان آئین
تمھین کیونکر یہ پھرتیان آئین
آج کیون مجھکو ہچکیان آئین
اُنکو کیون خوش خرامیان آئین
یاد کس بُت کی انکھڑیان آئین
کیا ہی گھر گھر کے بدلیان آئین
میری آنکھون کی پتلیان آئین
یاد پھر رنگ رلیان آئین
مژدہ اے دل کہ بیڑیان آئین
ہاتھ دو چار دھجیان آئین

نخل اُمید بارور نہوا | پھول آئے نہ پتیان آئین
مین نے فرقت مین آہین کین دوچار | لوگ سمجھے کہ آندھیان آئین
گل سے دلکو جو کل نہین پڑتی | یاد کسکی کلائیان آئین
مین نے لکھے یہانسے سطلب دل | وانسے لکھ لکھ کے گالیان آئین
رُخ پہ بوسون کے بنگئے ہین نشان | غازہ ملیے کہ جھائیان آئین
حسب وعدہ جو کل نہ آئے تم | دلمین لاکھون بُرائیان آئین
آیا گلشن مین جب وہ سروِ سہی | گرد پھرنے کو قمریان آئین
اپنے جینے سے ہوگئی نفرت | یاد کسکی رُکھائیان آئین
جی نہ لگتا تھا حسرتون کے بغیر | خوش ہوا دل سہیلیان آئین
دل تڑپنے لگا جو سینے مین | یاد کس بُت کی شوخیان آئین



اشک حسرت نکل پڑے انجم
اُٹھو اُٹھو کہ بوندیان آئین



کسنے دکھلا دیا خرام ہمین | آگیا موت کا پیام ہمین
گردش چشم یار دیکھ جو لی | ایک جا پر نہین قیام ہمین
یاد مین تیری ہین زخود رفتہ | خود نہین یاد اپنا نام ہمین
آب شمشیر سے بجھا دے پیاس | رکھ نہ اے یار تشنہ کام ہمین
رات کٹتی ہے یار کے در پر | دن گذرتا ہے زیر بام ہمین

آپ ہی سے فقط شکایت ہے — غیر سے کچھ نہین کلام ہمین

١٦٦

پھر کرینگے خدا خدا انجم
اتنو ہے درد اُسکا نام ہمین

١٢

سوال کیا کرون تجھ سے گناہگار ہون مین — نگاہ چار ہو کیونکر کہ شرمسار ہون مین

روا نہ رکھ کہ جہان مین ذلیل وخوار ہون مین — جو ہون سو ہون پہ ترے در کا خاکسار ہون مین

پڑا ہوا ہون بُتون کی گلی مین دل تھامے — صبا سنبھل کے ذرا چل نحیف وزار ہون مین

کسی سے مطلب دل میرا حل نہین ہوتا — سوال مسئلۂ جبر واختیار ہون مین

جفا وظلم کا اُس سے گلا کرون کیونکر — ستم شعار ہے وہ اور وفا شعار ہون مین

تمھین بتاؤ کرے صبر کب تلک کوئی — نہ ہر کسی سے ہنسو تم نہ اشکبار ہون مین

اِسی کو کہتے ہین یارب نصیب کی یاری — کہ یار وہ بھی نہوا اور بے دیار ہون مین

وفا کا لطف سلے گر ہزار جانین ہون — نثار تجھ پہ مری جان ہزار بار ہون مین

زبان ہو بند زبان سے اگر سوال کرون — قلم ہون ہاتھ اگر مدعا نگار ہون مین

الٰہی جذب محبت مین دے اثر اتنا — کلیجہ تھام لے وہ بھی جو بیقرار ہون مین

ہزار اپنی کہون اُسکی ایک بھی نہ سنون — خدا وہ دن کرے اُس سے کہین دو چار ہون مین

١٦٧

مین مست بادۂ حب علیؑ ہون اے انجم
کبھی بہک نہ سکے جو وہ بادہ خوار ہون مین

١٧

محو وہ رات کی تکرار ہوئی یا کہ نہین — عفو تقصیر گنہگار ہوئی یا کہ نہین

پارۂ دل بھی ہین اور لخت جگر بھی حاضر
کیجیے کچھ رونق دربار ہوئی یا کہ نہین

مُنھ پہ مُنھ رکھ کے شب وصل وہ فرماتے ہین
اب تو تسکین دل زار ہوئی یا کہ نہین

آپ لپٹے ہوے سوتے ہین گلے سے میرے
کشمکش طالع بیدار ہوئی یا کہ نہین

جسکا اقرار قسم کھا کے کیا تھا تم نے
پھر اُسی بات پہ تکرار ہوئی یا کہ نہین

صُور پھُونکا جو سرافیل نے تو پوچھتے وہ
اُسکی پازیب کی جھنکار ہوئی یا کہ نہین

جو نہان دلمین تھا آخر وہی آیا لب پر
کیون زبان واقفِ اسرار ہوئی یا کہ نہین

دیدۂ تر نے تو اشکون کے بہائے دریا
آہ کچھ تو بھی شرربار ہوئی یا کہ نہین

مر گئے عاشق جانباز تو مرجانے دو
اُنکی کچھ گرمی بازار ہوئی یا کہ نہین

کوے جانان سے اُٹھاؤ نہ ابھی لاش مری
پوچھ لو قبر بھی تیار ہوئی یا کہ نہین

میری میّت کے بھی دن پھر گئے مرتے مرتے
سایہ افگن تری دیوار ہوئی یا کہ نہین

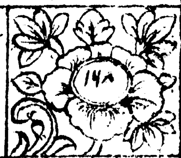
بعد مردن بھی خلش ہے یہی دلمین باقی
سیدھی ہم سے نگہ یار ہوئی یا کہ نہین

مین نہ کہتا تھا نہ بھر عشق کا دم اے دل زار
سانس لینی تجھے دشوار ہوئی یا کہ نہین

نیم بسمل مجھے چھوڑا تو ہوا کیا حاصل
پھر چھری ذبح کو درکار ہوئی یا کہ نہین

مار ڈالا مجھے دم دے کے مسیحا تو نے
چارہ سازی تری بیکار ہوئی یا کہ نہین

منع کرتے تھے نہ جا سیر چمن کو بلبل
آج آخر کو گرفتار ہوئی یا کہ نہین



عقدے حل ہو گئے انجم ترے اک آن مین سب
مدد حیدرؑ کرار ہوئی یا کہ نہین



صاف ہم تمسے آج کہتے ہین
سب تمھین بدمزاج کہتے ہین

تیرے بیمار غم کو ہے وہ مرض
حکما لاعلاج کہتے ہین

میری دھڑکن سے وہ بھی ہین بیچین
ہان اسے اختلاج کہتے ہین

کیا عناصر مین ہے تری قدرت
بس اسے امتزاج کہتے ہین

ہے شہادت کی آرزو قاتل
دلکی ہم احتیاج کہتے ہین

داغ سودا نے سرفراز کیا
ہم اسے اپنا تاج کہتے ہین



خوب پیدا کیا ہے نام انجم
لوگ عاشق مزاج کہتے ہین

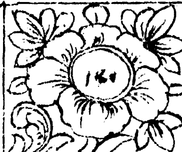


حال دل بھی اب تو کچھ اظہار کر سکتا نہین
آہ تک منھ سے ترا بیمار کر سکتا نہین

یہ ہے آوارہ طبیعت اور وہ نازک مزاج
مین دل وارفتہ نذر یار کر سکتا نہین

ہے گوارا آئین موسیٰ کی طرح سو بار غش
اور تو کچھ بھی ترا بیمار کر سکتا نہین

نالہ پر درد میرے سنکے وہ برہم نہون
اسلیے بستر پس دیوار کر سکتا نہین



کھل نجائے حال غیرون پر محبت کا کہین
اسلیے انجم وہ آنکھین چار کر سکتا نہین



نامہ بر واقف نہین دولتسرا سے کیا کہین
حال درد دل زبانی ہم صبا سے کیا کہین

وعدہ آنے ہی کا کر لو ٹالنے کے واسطے
کچھ تو کہتے جاؤ اے عیسیٰ قضا سے کیا کہین

کوئی تو ظالم اسے کہتا ہے کوئی سنگدل
ہم تو واقف ہی نہین اس بیوفا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون سوال وصل مین کچھ تو کہو
ہنس کے کہتا ہے وہ کس ناز و ادا سے کیا کہین

نامہ دیگر تو ہو رخصت ہوا اُس سے نامہ بر
پوچھ لینا اُس گرفتار بلا سے کیا کہین

التجائے وصل کرتے کرتے برسون ہوگئے
بُت ہی جب سنتے نہین یارو خدا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون کہ نادم ہو کچھ اپنے ظلم پر
سر جھکا کر کہتے ہین شرم و حیا سے کیا کہین

کیون کرین ہم شکوۂ بیرحمیِ قاتل عبث
موت نے مارا ہمین اُس کج ادا سے کیا کہین

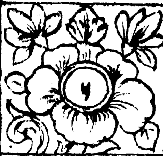
جب نہین کہکر ہمین مارا نہ پوچھا اُس گھڑی
پوچھتے ہو دیکھے اب تم دم دلا سے کیا کہین

حال دل کیونکر سنائین جا کے اُس بیرحم کو
وہ نکلتا ہی نہین دولتسرا سے کیا کہین

سیکڑون شکوے شکایت دل مین اپنے ہین بھرے
وہ تو سنتا ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین



اپنی ہی خوش قسمتی کا ہمکو انجم ہے گلا
یار سے شکوہ ہو کیا آہِ رسا سے کیا کہین



خدا خدا کرکے آئے بھی وہ تو منہ لپیٹے پڑے ہوئے ہین
نہ کہتے ہین کچھ نہ سنتے ہین کچھ کسی سے جیسے لڑے ہوئے ہین

ہزار ہا منتین کرینگے لپٹ کے قدمونپہ سر دھرینگے
منانے دینگے نجانے دینگے عبث وہ بگڑے کھڑے ہوئے ہین

سوال کرتے ہین مجھ سے کیا کیا بتائے خدا امیر راہ ہر آ
پڑا مین تکتا ہون تیرا رستہ نکیر و منکر کھڑے ہوئے ہین

رہی جو اُسسے تمھین کدورت تو بڑھ گئی وحشیونکی وحشت

اُڑائی اسد رجہ خاک حسرت کمر کمر تک گڑے ہوے ہین
اِدھر تو جینے سے ہم ہین عاری اُدھر منگاتے ہو تم سواری
یہ کیسی ہین گرمیان تمھاری پھپھولے دلمین پڑے ہوے ہین



فریبی آنکھین رسیلی چتون ادا اشارہ نگاہ رہزن
یہ اپنے دو تین ہین جو دشمن نظر مین انجم تڑے ہوے ہین



جب سے پہلو مین وہ نگار نہین
کسی پہلو مجھے قرار نہین

ہان بھلا کس طرح وہ مُنھ سے کہین
اُنکے سر پر تو ہے سوار نہین

ساقیا جام دے نہ تلچھٹ کا
کچھ مین کم ظرف بادہ خوار نہین

رات بھر کی یہ حسرتین ہین مری
اُنکی گردن مین باسی ہار نہین

نہ ملو چل کے ٹیڑھی ترچھی چال
دل مرا ہے یہ سبزہ زار نہین

ترک اُلفت مین کی بہت کوشش
کیا کرون دلپہ اختیار نہین

جیسا مشہور کرتے ہین اُسے لوگ
وہ تو ایسا جفا شعار نہین

اپنے کشتون مین دیکھ لے قاتل
کوئی مجھ سا تو دلفگار نہین

لاش کیون دھوم سے اُٹھاتے ہو
مین تو شرمندۂ وقار نہین

جب کہا مین نے تمپہ مرتا ہون
ہنس کے بولے کہ اعتبار نہین

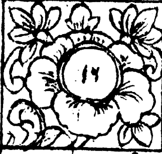
تو جو آئی تو اے اجل بتلا
کیا مقدر مین وصل یار نہین

تم ستم روز کرتے ہو ایجاد
پھر سبب کیا جو ناگوار نہین

مجھکو دم بھر ٹھالو پاس ایجان — اور مطلب کا خواستگار نہین
جرم اُلفت پہ قتل کرتے ہو — مین تو ایسا گنا ہگار نہین
جسکی جانب ہوا رہا تا زیست — دل مرا سے مزاج یار نہین
مرتے دم وعدۂ وصال نکر — مجھکو منظور انتظار نہیں

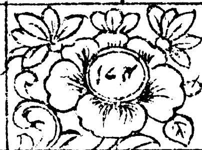


دل نہ دینا کسی کو اے انجم
کہ نہین عشق سازوار نہین



تم جو آتے سر مزار نہین — کیا تمھارا مین جان نثار نہین
حال درد جگر کہون کس سے — کوئی دلسوز و غمگسار نہین
مانگا بوسہ تو بولے جھنجھلا کر — کہہ چکے ہم ہزار بار نہین
گردش چشم سرگین سے سوا — گردش چرخ کجمدار نہین
نور ہے نقش پائے دلبر کا — شمع روشن سر مزار نہین
مین جو کہتا ہون جان دیدونگا — کہتے ہین جائے افتخار نہین
اسقدر وصل مین بڑھی تکرار — اک نہین سے ہوئی ہزار نہین
رہگیا رسم ظاہری اُنسے — چاہ اب وہ نہین وہ پیار نہین
واہ کیا کہنا تیرا دست جنون — کہ گریبان مین ایک تار نہین
خاک تک میری کرچکی برباد — کیون صبا اب تو کچھ غبار نہین
برق میرے لیے تڑپتی ہے — کوئی مجھ سا بھی بیقرار نہین

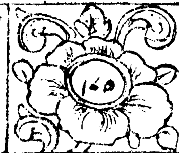
پھر بھی آئینگے کہہ گئے ہین وہ | دلکو لیکن مرے قرار نہین
مین وہ کشتہ ہون جسکی تربت پر | پھول تو پھول کوئی خار نہین
آئین وہ قبر پر تو پوچھون مین | طبع نازک پہ اتنا بار نہین
دیکھا سیماب کو بھی برق کو بھی | دل کے مانند بیقرار نہین



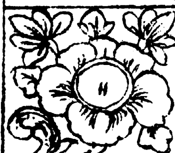
دھوم ہے جسکے حسن کی انجم
کہین تیرا تو وہ نگار نہین



بزم مین اول تو مرضی پاؤن دھرنیکی نہین | اور گئے بھی تو اجازت بات کرنیکی نہین
کل کیا تھا وصل کا اقرار آج انکار ہے | اس پہ کہتے ہو مجھے عادت مکرنیکی نہین
اب نہ روکینگے چلے جانا ذرا سی دیر ہے | آرہی ہے جان ہونٹون پر ٹھہرنیکی نہین
مستعد ہین ذبح کرنیکو وہ اپنے ہاتھ سے | کون ہے جسکو تمنا آج مرنیکی نہین
اس مسیحا سے کرون کسطرح مین اظہار حال | مر رہا ہون مجھ مین طاقت بات کرنیکی نہین
سینہ و دل چھا گیا ہے حسرتو نسے اسقدر | اے غم جانان جگہ اب تل بھی دھرنیکی نہین



آج بھی ارمان انجم نکلے دل ہی مین رہے
صبح تک اس حیلہ جو کی نیند بھرنیکی نہین



آج مہندی لگائے بیٹھے ہین | خوب وہ رنگ لائے بیٹھے ہین
میرے آتے ہی ہو گئے برہم | کچھ کسی کے سکھائے بیٹھے ہین
تیغ کھینچی ہے قتل پر میرے | ہاتھ مجھ سے اٹھائے بیٹھے ہین

مین شکایت جفا کی کرتا ہون
جُھکے وہ سر جُھکائے بیٹھے ہین

دم چُرائے ہوے پڑے ہین ہم
وہ جو بالین پہ آئے بیٹھے ہین

امتحان کو کہا تو بولے وہ
ہم تمھین آزمائے بیٹھے ہین

کس کو نظرون سے آج اُتارینگے
کیون وہ تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

دیکھیے کب وہ شمع رُو آئے
شام سے لَو لگائے بیٹھے ہین

ٹالنا وصل کا جو ہے منظور
خود بخود مُنھ تھُوتھائے بیٹھے ہین

سادہ پن مین ہزار جوبن ہے
بال کھولے نہائے بیٹھے ہین

۱۷۶ — ۵

کون پہلو سے اُٹھ گیا انجم
آپ کیون دل دبائے بیٹھے ہین

یہ نقشے اور یہ انداز دنیا سے نرالے ہین
تمھارے دست و پا اللہ نے سانچے ڈھالے ہین

نہین چھوڑی ہین زُلفین تمنے رخسارو پہ اے یار
دل عاشق کے ڈسنے کو یہ کالے سانپ پالے ہین

بناگوش صنم کے حلقے دیتے ہین خبر ہم
قمر کے گرد ہالے ہین نہین کانون مین بالے ہین

یہ وقت امتحان اغیار ٹھہرینگے نہ مقتل مین
ہمین جانباز عاشق جان اپنی دینے والے ہین

۱۷۷ — ۷

نہین اچھی یہ باتین اے قمر کہتے ہین ہم تم سے
طریقے آسمان سے کیون یہ کاوش کے نکالے ہین

دم نہین دم مین فغان کیونکر کرون
حالِ دل اُن پر عیان کیونکر کرون

دل نہین پہلو مین تو ارمان کہان
جو گذرتی ہے بیان کیونکر کرون

دل کسی قابل نہین مجبور ہون
اس کو نذر امتحان کیونکر کرون

گر کہون تم سے نہ اپنا حال زار
تمکو صاحب مہربان کیونکر کرون

اس دل آوارہ کا کیا اعتبار
اسکو اپنا راز دان کیونکر کرون

پاس داری جنون منظور ہے
ہین گریبان دھجیان کیونکر کرون

۱۴۸

آپ ہون اپنے کیے سے شرمسار
شکوہ تیرا آسمان کیونکر کرون

۲۷

نشین تیری صبا کرتے ہین
لا خبر جا کے وہ کیا کرتے ہین

ق

ہمکو گر پوچھین تو یہ کہہ دینا
رات دن آہ و بکا کرتے ہین

رات بھر لیٹتے ہین بستر پر
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

تنکے چنتے ہین وہ پھرون دنکو
تارے راتو نکو گنا کرتے ہین

دھجیان کرتے ہین دامن کی کبھی
گہ گریبان کو سیا کرتے ہین

پہرون دیوانونکے مانند کبھی
آپ ہی آپ بکا کرتے ہین

رونے لگتے ہین کبھی آپ ہی آپ
خود بخود گاہ ہنسا کرتے ہین

ہو کے حیران کبھی آئنہ سان
منھ کو اک اک کے تکا کرتے ہین

کبھی ویرانے مین جا بیٹھتے ہین
کبھی گلیون مین پھرا کرتے ہین

کبھی خاموش ہین مثل تصویر
کبھی نالے ہی کیا کرتے ہین

گر کوئی پوچھتا ہے کیسے ہو
کہتے ہین شکر خدا کرتے ہین

مختصر حال یہ ہے شام و سحر | آپکا نام جپا کرتے ہین
گر ہوئی رونے سے فرصت کوئی بار | اس غزل کو وہ پڑھا کرتے ہین

غزل

ہمسے عاشق پہ جفا کرتے ہین | سچ ہے آپ بُرا کرتے ہین
ترک کرتے ہین محبت ہمسے | دیکھیے دیکھیے کیا کرتے ہین
آپ نے خوب نکالی یہ چھیڑ | میرے رونے پہ ہنسا کرتے ہین
زلف دکھلا کے مرے دلکو حضور | کیون گرفتار بلا کرتے ہین
مین جو کچھ حال بیان کرتا ہون | باتون مین ٹال دیا کرتے ہین
دل کے آئینہ مین ہم روز ایجان | آپ کو دیکھ لیا کرتے ہین
ق واہ کیا خوب ہے طرز گفتار | آپ تو سحر کیا کرتے ہین
مردے بھی اُٹھتے ہین وہ باتون مین | زندہ در گور رہا کرتے ہین
ق اُنکی شوخی کا ہوا قائل مین | خوب وہ وعدہ وفا کرتے ہین
بوسے کا ہوتا ہے اقرار اگر | گالیان مجھکو دیا کرتے ہین
ق طرز اُلفت سے وہ آگاہ نہین | بات کرنے مین حیا کرتے ہین
نیچی نظرون سے مگر گاہ بگاہ | اک نظر دیکھ لیا کرتے ہین
ق دل مرا کہتا ہے مجھسے انجم | آپ کیون رنج سہا کرتے ہین



چھوڑ دیے اُس بت ہرجائی کو
کیون عبث جان فدا کرتے ہین



ضیق مین پڑ جائیگی دیکھا گلچین کی جان
بات صبا اگر کوئی پڑ گئی بلبل کے کان

مین نے تو شکوہ کبھی تیرا کیا بھی نہ تھا
پھر یہ مری فرستے دم بند ہوئی کیون زبان

جان بھی گر دیوین ہم کوئی نہ پوچھے ہمین
سیکڑون تمپر مرین یہ بھی خدا کی ہے شان

کہنے ہی کو تھے سیج یا کوئی اچھا ہوا
واہ جی وا دیکھ لی آپ کی اونچی دکان

تجھکو یقین ہو نہو ہم تو ہین عاشق ترے
مان میان یا نمان ہم ہین ترے میہمان

سر پہ تو اپنے یہان آن ہی پہونچی اجل
آپ ابھی تک مگر کرتے رہے امتحان

۱۸۰ — ۱۳

اپنی جفاؤن پہ وہ ہونگے نہ نادم کبھی
چھوڑینگے اے آسمان اپنی نہ وہ آن بان

جبسے عاشق ترا ہوا ہون مین
ایک آفت مین مبتلا ہون مین

اے اجل جلد آ خدا کے لیے
دیر سے منتظر ترا ہون مین

تو تو ہے بیوفا و بے پروا
تجھ سے کیونکر بھلا نبا ہون مین

دلربا دلفریب دل آرا
کہو تو کیونکر تجھے نہ چاہون مین

فرقت یار مین رہا زندہ
اس ندامت مین مر رہا ہون مین

ٹیس اوٹھتی ہے دل مین رہ رہ کر
کیون نہ آٹھون پہر کرا ہون مین

اے بتو اسقدر ستم نہ کرو
آخرش بندۂ خدا ہون مین

ہاتھ دھرتے ہین لوگ کانونپر
گویا ناقوس کی صدا ہون مین

کہین دلکا پتہ نہین ملتا
خاک گلیون کی چھانتا ہون مین

لو لگی ہے کسی کے آنیکی
صورت شمع جل رہا ہونمین

تم تو اب چھپے رہو زمانے مین
خیر یونہین سہی بُرا ہونمین

کیون اُٹھاتا ہے اپنے کوچے سے
کہین تیرا نہ نقش پا ہونمین

۱۸۱

بیوفا ہے وہ شوخ اے انجم
کیون نہ مشہور با وفا ہونمین

۷

ہمین جہان کنی سے مفر ہو تو جانین
دلا آ چکی شب سحر ہو تو جانین

نظر مین نہین سجتے جور آسمان کے
اگر تجھ سا بیدا دگر ہو تو جانین

گئے گر فلک تک یہ نالے تو کیا ہے
جو اُس بُت کے دل پر اثر ہو تو جانین

شب و روز یون اشک بہنے سے حاصل
کبھی اُنکا دامن بھی تر ہو تو جانین

جلاتی ہے ناحق ہمین آگ دل کی
اگر سوکھ کر بحر بر ہو تو جانین

ہمین کیا جو ہو کوئی خضر طریقت
ہمارا کوئی راہ بر ہو تو جانین

۱۸۲

جو دم بھر کو انجم وہ آئے تو کیا ہے
اگر عمر یون ہی بسر ہو تو جانین

۸

تمسے بیکار دل لگائے کون
روز صدمے نئے اُٹھائے کون

جب نہین کچھ اُمید دلداری
غم و رنج فراق کھائے کون

بیٹھے بٹھلائے اپنا دل دیکر
دشمن جان تمھین بنائے کون

تمکو تو یاد ہے دل آزاری
پھر تمھین دلربا بنائے کون

بات اتنی بھی اپنی کھو دیوے
نہ تسلی نہ کچھ تشفی دو
جب نہین کرتے خود وہ دلجوئی

تم یہ چاہت بھلا جتائے کون
پھر تمھین درد دل سنائے کون
پوچھنے غم زدونکو آئے کون

۱۸۴

آسمان کے سوا بتا تو فلک
تیرے ظلم و ستم اٹھائے کون

۱۴

نہ یہ شب ہونے دے برسون نہ ہونے دے سحر برسون
برسنے پر جو آجائے تو برسے چشم تر برسون

بھلا بتلا تو کس اُمید پر دین جان ہم اپنی
نہ آیا ایک دن بھی تو رہے وعدے مگر برسون

نہ پوچھو ہم سے فرقت مین بسر اوقات کیونکر کی
مہینون لخت دل کھائے پیا خون جگر برسون

شب فرقت کا کیا تم پوچھتے ہو حال اے یارو
یہ وہ شب ہے نہین ہوتی کبھی جسکی سحر برسون

خط جانان کبھی تو کوئی لیکر آ ہی جائیگا
اسی اُمید پر تکتے رہے دیوار و در برسون

ہمارے دل سے بھولے اور تو سب وصل کے سامان
مگر اک خندہ زیر لب رہا پیش نظر برسون

نہ دکھلاؤ گے جب تک طالبان دید کو جلوا
رہیگا یوہین کوچے مین تمھارے شور و شر برسون

ستمگر تو نے دکھلا کر ہمین گردش نگاہو نکی
مہینون خاک چھنوائی پھرایا دربدر برسون

وہ ٹھوکر بھی نہین آکر لگاتے اب تو مرقد کو
رہا کرتا تھا زانو جنکا اپنے زیر سر برسون

مقدر کی طرح وہ بیوفا بھی پھر گیا ہم سے
کبھی اب خواب مین بھی وہ نہین آتا نظر برسون

الٰہی کیون ہے اسرافیل نازان صور پر اپنے
مرے نالے دو عالم کو کرین زیر و زبر برسون

نہ منھ اپنا دکھائینگے تجھے میدان محشر مین
کرینگے ہم تری رحمت کے پردے مین بسر برسون

جو انجم ایک دن بھی آہ دکھلائے اثر اپنا
رہے سینہ بسینہ ہم سے وہ رشک قمر برسون

تمھارا نام کسے ورد صبح و شام نہین
وہ کون ہے کہ جو کرتا تمھین سلام نہین

چبا چبا کے یہ ہم سے کلام کا کرنا
دلیل ہے کہ تری بات کو قیام نہین

وصال و ہجر کی لذت وہان کہان زاہد
سُنا ہے ہمنے کہ جنت مین صبح و شام نہین

غضب ہی کرتی ہے اُسکی زبان کی لکنت / کلیم سے کہنے مین اُسکے ہمین کلام نہین

لیا ہے دل مرا تمنے تمھین سے نالش ہے / جو منتقم ہو تو پھر لیتے انتقام نہین

یہ کیا سمجھکے مجھے آپ کرتے ہین آزاد / حضور آپ کا بندہ کوئی غلام نہین

کہان وہ یار کہان تو کہان وصال اُسکا / یہ اور کیا ہے دلا گر خیال خام نہین

سمایا ہے جو مری آنکھو مین وہ ہرجائی / مری نگاہ کو بھی ایک جا قیام نہین

یہ میرے پاس رسول اپنا تمنے کیون بھیجا / مرے تمھارے تو نامہ نہین پیام نہین

حیا کے پردے مین کرتے ہین وہ جفا مجھپر / کہ میرے سامنے لیتے وہ میرا نام نہین

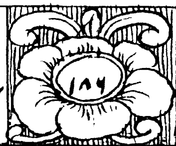
کہو رقیب کی باتین مین کسطرح کاٹون / مری زبان ہے کچھ تیغ بے نیام نہین

ہماری روح تو مدت کی چل بسی ہوتی / یہ خیر گذری کہ دیکھا ترا خرام نہین

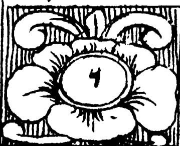
تمھارے ہی لیے اورونسے ملتے جلتے ہین / جو تم ملو تو ہمین کچھ کسی سے کام نہین

جو بھول جائے تجھے تو حرام ہے کھانا / پیے جو یاد مین تیری تو مے حرام نہین

خدا کا گھر اسے کہتے ہین عالم و جاہل / مگر کچھ اُنکو مرے دلکا احترام نہین



تمھارے دلکی بھلا بات کسطرح سمجھے
کوئی ولی نہین انجم کوئی امام نہین



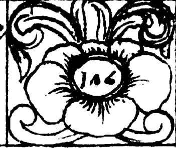
الٰہی کھپ گئی کس گلبدن کی گات آنکھو مین / پھرا کرتی ہے پتلی کیطرح دن رات آنکھو مین

خیال کاکل مشکین نے اک اندھیر ڈھایا ہے / تصور بنگیا ہے پردۂ ظلمات آنکھو مین

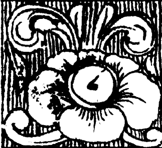
تمنا ہے جو وہ خاک قدم قسمت سے ہاتھ آئے / رکھون سُرمہ بنا کر قبلۂ حاجات آنکھو مین

نہ آنیکا اُنھین اک عذر بارد مفت ہاتھ آیا — کھٹکتی ہے خدایا ابتو یہ برسات آنکھونمین

کرشمے تیری قدرت کے سمجھ مین کچھ نہین آتے — سماتی ہے یہ کیونکر ساری مخلوقات آنکھونمین



شب ہجران تو کاٹے ہی نہین کٹتی تھی ای انجم
شب وصلت کٹی کسطرح باتون بات آنکھونمین



آپ کیون مجھ سے لیتے ہین قسمین — دل تو میرا ہے آپ کے بس مین

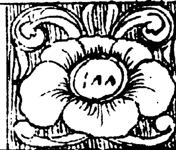
مین کلیجے ہی سے لگا رکھتا — آپ ہوتے اگر مرے بس مین

کون جھوٹا کہے اُنھین جب ہون — ایک وعدے پہ سیکڑون قسمین

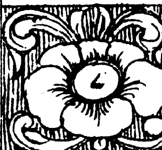
اُنکے وعدے کی کوئی حد بھی ہے — دل کو کبتک رکھون مین ڈھارس مین

چھوڑا سے چرخ میرے یار کا رنگ — دھبہ آتا ہے تیری اطلس مین

تم ہمین بوسہ ہم تمھین دل دین — بدلہ ہو جاے یون ہی آپس مین



دلکو کیا بیٹھے روتے ہو انجم
جان لیوا ہین چاہ کی رسمین



دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین — تجھپہ قابو مرا چلتا ہی نہین

نخل اُمید بھی ہے طرفہ شجر — جو کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

دلکے ارمان بھلا کیا نکلین — دم تو کمبخت نکلتا ہی نہین

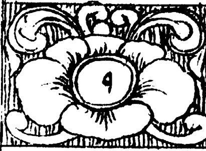
جان دینے کو مرے سچ سمجھو — یہ وہ وعدہ ہے جو ٹلتا ہی نہین

چرخ نے رنگ ہزارون بدلے — اُنکا انداز بدلتا ہی نہین

ہم اسی غم مین اُگلتے ہین لہو | نیمچا تیرا اُگلتا ہی نہین



آسمان آہونسے تپھر گھلے
وہ کسی طرح پگھلتا ہی نہین



یہ غصہ اور یہ طیش وعتاب ہمسے کیون | بغیر جرم وخطا اجتناب ہمسے کیون
یہ چھیڑ چھاڑ بھلا شیخ وشاب ہمسے کیون | یہ رد و قدح عذاب و ثواب ہمسے کیون
ہزار بار کہا ہمنے لاجواب ہے وہ | پھر اسے نکیر سوال وجواب ہمسے کیون
ہمین سے ہجر کی شب مُنہ چھپا کے بیٹھ رہا | یہ سرد مہری تری آفتاب ہمسے کیون
کُھلا نہ بھید ذرا اسیے ہوگئے مانوس | یہ عشق حضرت عالی جناب ہمسے کیون
نہ آئے کوئی گنے کوئی ہجر کی گھڑیان | یہ طولِ شب کا الٰہی حساب ہمسے کیون
تم اپنی چال سے خود آپ ہو سمجھ سکتے | یہ پرسش قلق و اضطراب ہمسے کیون
یہ چھپی چھپی نگاہین رُکی رُکی باتین | یہ احتراز یہ شرم وحجاب ہمسے کیون
اسی کے چلتے تو دی جان ہمنے اے انجم | خفا ہے پھر دل خانہ خراب ہمسے کیون



ردیف واو



رسائی کا مرے نالونکی مانع آسمان کیون ہو | جو ہو تاثیر آہونمین تو محنت رائگان کیون ہو
شکایت جب نہو نہیا تو پھر منہ مین زبان کیون ہو | نہو جب دل ہی پہلومین تو پھر تاب وتوان کیون ہو
ہماری بھی زبان پر تو ہی تو اے باغبان کیون ہو | نہو گر ہمصفیر اپنی تو بلبل ہم زبان کیون ہو
نہین اپنا عقیدہ اُودل پُر آرزو تجھ سے | جو پردہ دار اُلفت ہو تو جلنے مین دھوان کیون ہو

تم اپنے شعلۂ رخ کے نہین قائل تو بتلاؤ ... نہو سوزش اگر دلمین تو سینے مین طپان کیون ہو

نہو تم بات کے پورے نہو تم قول کے سچے ... لگاؤ ہاتھ گر پورا تو کوئی نیمجان کیون ہو

جلانا غیر کا منظور ہے یا مارنا میرا ... بتاؤ تو سہی تم آج مجھپر مہربان کیون ہو

مٹاتے ہو تلافی کرکے ناحق دل کے زخمونکو ... نشانی کچھ تو رہنے دو کہ عاشق بے نشان کیون ہو

نہ کر تو قتل مجھکو جان بلب ہون خود ہی مین غم سے ... تری گردن پہ او قاتل مرا بار گران کیون ہو

اجازت سانس لینے کی اگر فرقت مین ہو مجھکو ... تو نالہ آکے میرے حلق کا پھر داربان کیون ہو

تلاش یار مین ناحق پھرے کوئی بھی آوارہ ... جو ہو تم صاحب خانہ کوئی بے خانمان کیون ہو

یہ ہمسے کج ادائی کیون یہ ہمسے روٹھنا کیسا ... نہین عاشق اگر ہم پھر ہمارا امتحان کیون ہو

اکڑتے ہو جو دل لیکر بتاؤ تو سبب اسکا ... نہین گر دشمن جان تم تو پھر خواہان جان کیون ہو

نہین فصل بہاری گر گریبان ٹکڑے کیون ہوتے ... نہو دے جوش وحشت گر تو دامن دھجیان کیون ہو

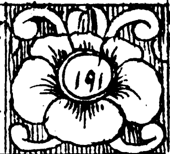
نہ دل ہی مین جگہ اسکی نہ آنکھون ہی مین جا اسکی ... کوئی بتلاؤ تو وہ یار میرا میہمان کیون ہو

ترے میخانہ کو ساقی کرین کیونکر نہ ہم سجدہ ... نہوئے گر در کعبہ تو اسکا آستان کیون ہو

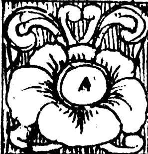
زبان کھولون نہ کھولون سامنے غیرونکے بتلاؤ ... اجازت دو تو یہ پوچھون کہ مجھسے بدگمان کیون ہو

نہون گر چاہنے والے تو تم یوسف نہ کہلاؤ ... نہون گر حسرتین دلمین تو پورا کاروان کیون ہو

نہین گر داور محشر کی پرسش کی تمھین پروا ... ہمین بتلاؤ پھر یون مجھسے تم دامن کشان کیون ہو



سنا ہے ہم نے انجم دلسے دلکو راہ ہوتی ہے
جو یہ سچ ہے تو میرے اُنکے کوئی درمیان کیون ہو



کب کہتا ہون مین بوسہ تم دے کے چلے جاؤ
دل لے کے مرا بدلے بوسے کے چلے جاؤ

تاحشر یہان نیت سیر اپنی نہوئے گی
دکھلا کے تماشے تم جلوے کے چلے جاؤ

اے شمس و قمر چاہو گر اپنی ضیا دونی
گرد اُسکے ذرا پھر کر چہرے کے چلے جاؤ

جلدی ہے فرشتو کیا کہدونگا جو کہنا ہے
لکھے ابھی دفتر تم شکوے کے چلے جاؤ

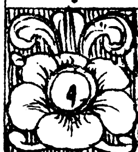
یہ خون بھرا دامن دیکھے نہ کوئی دشمن
تم پاس سے اب میرے لاشے کے چلے جاؤ

کھائی تھی قسم تم نے جانیکے نہین اب ہم
تھی شرطِ وفا یہ ہی جُل دیکے چلے جاؤ

دروازہ نہ کھولینگے ہوتی ہے سحر ہوئے
ایسا نہ ہو کُھلتے ہی کھٹکے کے چلے جاؤ



گر اشک بہا دیوین تو اسکا عجب کیا ہے
تم بیچ مین کیون انجم ریلے کے چلے جاؤ



کس مُنھ سے بھلا کہدون اے یار چلے جاؤ | ہان پھیر دو گردن پر تلوار چلے جاؤ

تم دیکھ تو لو مین کل جیتا ہون کہ مرتا ہون
آنے کا ذرا اگر کے انکار چلے جاؤ

جب حشر بپا ہوگا دیدار دکھا دینا
تم روز یوہین کرتے اقرار چلے جاؤ

یہ کسنے کہا آکر تم جان بچا ہی لو
بیمار کو دکھلا کے دیدار چلے جاؤ

بوسہ اجی لے دیکے تم سر سے بلا ٹالو
بیکار بڑھاتے کیون تکرار چلے جاؤ

مین نے کہا بوسہ پر مین بیچتا ہون دلکو
وہ ہنسکے لگے کہنے بازار چلے جاؤ

کیا پوچھتے ہو ہمسے دیوانونکا حال اپنے
تم بیڑیونکی سنتے جھنکار چلے جاؤ

ہے یار سرہالین اب آؤ فرشتو تم
تا حشر مرا لکھتے اظہار چلے جاؤ

۱۶۳ جاتے ہو جو کعبے کو جاؤ مگر اے انجم
ہم کسنے کہا تجسے گھر بار چلے جاؤ ۱۲

غم واندوہ کے مارے کو جلاتے جاؤ
ہو مسیحا تو کچھ اعجاز دکھاتے جاؤ

کچھ علاج دل بیمار بتاتے جاؤ
باتین دو چار رہی اے یار سناتے جاؤ

خاک مین مجھکو اگر تم نہ ملاؤ نہ سہی
لاش تو میری ٹھکانے سے لگاتے جاؤ

اسی بیساختہ پن نے تو مجھے مارا ہے
اور ایسی کوئی تلوار لگاتے جاؤ

وعدۂ وصل مین ہر روز بکھیڑا کیسا
طول محشر تو نہین ہے جو بڑھاتے جاؤ

تم نہ آؤ گے تو ہم بھی نہین اب جینے کے
یہ ہمین آخری دیدار دکھاتے جاؤ

روح جا جا کے مری تنسے پھری آتی ہے
اپنی آواز نہ للہ سناتے جاؤ

غیر ممکن ہے کہ مین اور جیون فرقت مین
جاؤ پر مجھسے بھی تم ہاتھ اٹھاتے جاؤ

ذبح کرکے نہ مجھے یون ہی تڑپتا چھوڑو
کچھ مرے دل کے بھی ارمان مٹاتے جاؤ

نہین آنا تمھین منظور نہ آنا لیکن
جاتے جاتے تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ

خون دامن سے چھڑا کے نہ مرا دل توڑو
حشر مین ملنے کی کچھ آس لگاتے جاؤ

سنتے ہین قبر مین نام آپکا پوچھینگے ملک
گر یہ سچ ہے تو ہمین نام بتاتے جاؤ

۱۹۴ — ۱۳

حال دل کہنے مین تاخیر نہ کرنا انجم
جسقدر بڑھ سکے اظہار بڑھاتے جاؤ

دل خداوندا حسینون پر کبھی مائل نہو
کوئی میری طرح تیغ ناز کا بسمل نہو

چاک کرکے میرا سینہ ڈھونڈھتا ہے تو عبث
دل مرا زیر کف پا تیرے اے قاتل نہو

دیکھکر میرے سویداے دل پر داغ کو
ہنسکے کہتے ہین کسی معشوق کا یہ تل نہو

بال بکھراے کھڑے ہین اپنے کوٹھے پر وہ آج
پھر بلاے تازہ کوئی دیکھیے نازل نہو

دل تو مین لایا ہون صاحب نذر دینے کے لیے
پر یہ ڈرتا ہون کہ شاید آپکے قابل نہو

تیرے ہی دم سے تو ہے اپنی نشاط زندگی
تو نہو گر بزم مین تو رونق محفل نہو

جب کیا اُس سے سوال وصل تب بولا وہ شوخ
یہ وہ مطلب ہے جو ساری عمر بھی حاصل نہو

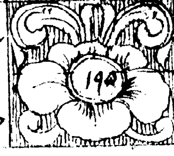
جسم خاکی کیون بنایا تو نے اے بار الٰہ
یہ کسی لیلیٰ شمائل کا کہین محمل نہو

کردیے زیر و زبر اک آہ مین دونون جہان
دیکھنا او قاتل کہین تیرا تو یہ بسمل نہو

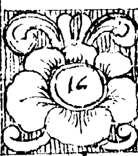
لے لیا بیتابی دل سے جو بوسہ یار کا
بولا جھنجھلا کر کہ اتنا مست لایعقل نہو

گلا ہے ملتے ہے تو خبر لے آنکر بہر خدا
اے مسیحا مجھ مریض عشق سے غافل نہو

نبض پہچے اُسکو دکھلانا یہ پہلے سوچ لو | جسکو سمجھے ہو مسیحا وہ کہین قاتل نہو



سر بکف انجم چلے جاتے ہو راہ شوق مین
جان دینا سہل سمجھے ہو مگر مشکل نہو



کب مین کہتا ہون دل مرا دے تو | خاک ہی مین اسے ملا دے تو
نام قاتل اگر خدا پوچھے | کیا بتاؤن مجھے بتا دے تو
خط تقدیر گر نہین مٹتا | میرا نام و نشان مٹا دے تو
دیر کیا ہے قیامت آنے مین | پردۂ در ذرا اُٹھا دے تو
روح گھبرا نجا ئے مرقد مین | دل نالان ذرا صدا دے تو
دل تجھے کسنے یون کیا بیچین | اے مرے درد کش دعا دے تو
نہین ممکن اُٹھاؤن تجھ سے ہاتھ | گر مجھے نظرون سے گرا دے تو
میرے زخمون پہ تو نمک تو چھڑک | کچھ تو قاتل مزا چکھا دے تو
دل نخوت پسند کو اے اشک | طرز افتادگی بتا دے تو
حشر مین حشر ہو ابھی برپا | اپنا جلوہ اگر دکھا دے تو
دربدر رہو ان تلاش مین تیری | راہ سے اب مجھے لگا دے تو
مر کے باقی رہا نشان تو کیا | اے صبا خاک تک اُڑا دے تو
نہ ہٹے پانون راہ اُلفت سے | یا رب اتنا تو حوصلہ دے تو
اپنے در سے اگر اُٹھاتا ہے | دوسرا کوئی در بتا دے تو

آئے وہ یا نہ آئے اے قاصد | حال جا کر مرا سنا دے تو
سہل ہو جائے موت کی الجھن | جلوۂ آخری دکھا دے تو

۱۹۶

اشک رکنے نہ پائیں اے انجم
دل جگر دونوں کو بہا دے تو

۱۱

کیا اظہار مدعا اچھا | عفو کیجے ہوئی خطا اچھا
باز آیا میں ایسی چاہت سے | ہو نہیں سکتی التجا اچھا
جو مسیحا آئے بھی تو کیا ہوگا | ہو گیا درد لا دوا اچھا
تیری بیفائدہ نصیحت سے | دم لبوں پر ہے ناصحا اچھا
اب بھی باقی ہے وصل کی تکرار | تیرے وعدے پہ مر مٹا اچھا
بوسہ مانگا تو ہنس کے کہنے لگے | نیا سیکھا ہے چوچلا اچھا
کعبۂ دل میں گھر بنایا ہے | ہو گئے بت بھی با خدا اچھا
بت پرستی تو کی بہت اے دل | کچھ دنوں کر خدا خدا اچھا
مرض عشق بڑھ گیا ایسا | نہیں ہو سکتی کچھ دوا اچھا
مختصر کر پیام وصل اے دل | لڑکھڑانے لگی صبا اچھا

۱۹۷

باوفائی پہ میری اے انجم
وہ بھی کہتے ہیں مرحبا اچھا

۲۱

قتل پر کیوں ابھی کستے ہو کمر دیکھ تو لو | سیدھی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ تو لو

رحم کرنا کہ نہ کرنا یہ تمھاری مرضی — گو کہ بچنا مرا دشوار ہے پر دیکھ تو لو

حشر مین تم بھی ذرا آکے دکھا دو صورت — کون ہوتا ہے اِدھر کون اُدھر دیکھ تو لو

آنا موقوف خوشی پر ہے تمھاری لیکن — ساتھ چلکر مرے پیارے مرا گھر دیکھ تو لو

قتل کرتے ہو جھجکتے ہوے تم کیون مجھکو — کچھ کسی کا تو نہین خوف وخطر دیکھ تو لو

منھ سے گر بولنا منظور نہین ہے نہ سہی — آنکھ اُٹھا کر مری جان ایک نظر دیکھ تو لو

جان بلب کتنے ہین اور مر گئے کتنے عاشق — بام پر آکے تم اے رشک قمر دیکھ تو لو

بال بکھرے ہوے چہرے سے ہٹا لو اپنے — رات رہتی ہے کہ ہوتی ہے سحر دیکھ تو لو

وہ مکدر رہین یا کہ صفائی ہو جاے — جوش مین آکے تم اے دیدۂ تر دیکھ تو لو

چاک کرکے مرا سینہ تو نہ منھ کو موڑو — دل ہے اے جان تڑپتا کہ جگر دیکھ تو لو

نہ ابھی ظلم سے تم ہاتھ اُٹھاؤ صاحب — نفع ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ضرر دیکھ تو لو

اپنے کشتون کی ابھی لاش نہ دفناؤ تم — کوئی مجھ سا تو نہین خستہ جگر دیکھ تو لو

چپکے کیون بیٹھے ہو گردنکو جھکائے صاحب — چار آنکھین نہ کرو ایک نظر دیکھ تو لو

دم بخود چپکے پڑے رہتے ہو انجم ناحق — آہ منھ سے کرو نالون کا اثر دیکھ تو لو

چاک کرتے ہو ابھی کس لیے نامہ لیکر — مرگ عاشق کی نہ لکھی ہو خبر دیکھ تو لو

پائینچون کو نہ جھٹک کر مرے پہلو سے اُٹھو — دل نکلا جاے کہین پتلی کمر دیکھ تو لو

امتحان کے لیے آج انکا ذرا منھ تو چھوؤ — جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے مفر دیکھ تو لو

سوتے سوتے اُٹھے گھبرا کے جو گھر کو چلے — دل دھڑکتا ہے کہ بجتا ہے گجر دیکھ تو لو

یہ نہین کہتا کہ تم راہ چلو ادھری سے | گھر بنایا ہے سرِ راہ گذر دیکھ تو لو
درد دل کی ابھی کچھ میری نہ تدبیر کرو | نبض اے چارہ گرو بارِ دگر دیکھ تو لو

۱۹۸

آج تم بھی چلو دیکھ آؤ اُسے اے انجم
کوئی کہتا ہے پری کوئی بشر دیکھ تو لو

۱۱

آنکھین اپنی ڈھونڈھتی ہین یار کے دیدار کو | اسلیے تکتے ہین پہرون روزن دیوار کو
چھوڑ دو تم یا تو صاحب صحبت اغیار کو | یا تسلی دو ہمارے اس دل بیمار کو
درد و غم اور آہ و نالہ یاس حرمان ہین رفیق | بار ہے محفل مین اپنی اب انھین دو چار کو
مانعِ گریہ جو ہوتے ہو تو مین زار و نحیف | توڑ کب سکتا ہون یار و آنسوؤن کے تار کو
خنجر ابرو لگا یا تم نے مین کرتا ہون آہ | کر چکے تم وار اپنا روکو میرے وار کو
جبسے دیکھی ہے گل رخسار جانا نکی بہار | آنکھین پھوٹین آجتک دیکھا جو ہم گلزار کو
دیر چھوڑا اے بتو جاتے ہین اب کعبے کو ہم | ہاتھ مین لے سبحہ پھینکا توڑ کر زنار کو
امتحان عاشقان منظور ہے تمکو اگر | دیر پھر کیا ہے نکالو میانسے تلوار کو
کوچۂ جانان مین جانا ہو تو کہنا اے صبا | غیر ممکن ہے شفا پانا ترے بیمار کو
جسکو پایا اپنے ہی مطلب کا پایا آشنا | آزمایا خوب ہم نے یار اور غمخوار کو

۱۹۹

مشکلین جتنی ہین انجم ہونگی سب آسان تری
جان لے تو حامی اپنا حیدرِ کرار کو

۷

لطف ہو گر تو ہو اور میخانہ ہو | مین ہون اور میرا دل دیوانہ ہو

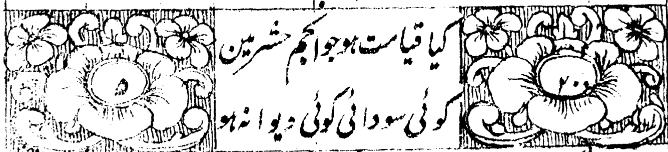
جس زبان پر ہو ترا افسانہ ہو
کوئی ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو

یہان تو ہے دیدار سے تیری غرض
دیر ہو کعبہ ہو یا بتخانہ ہو

جسکو دیکھا جلتے ہی دیکھا یہان
شمع ہو عاشق ہو یا پروانہ ہو

ہمکو تو دو گز زمین درکار ہے
شہر ہو بستی ہو یا ویرانہ ہو

دور ساقی مین کسے گردش نہین
شیشہ ہو ساغر ہو یا پیمانہ ہو



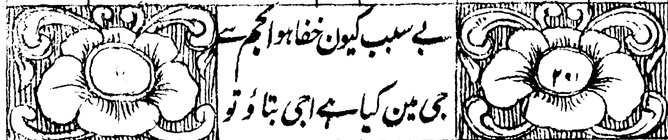
کیا قیامت ہو جو انجم حشر مین
کوئی سودائی کوئی دیوانہ ہو

آنکھ ہم سے ذرا ملاؤ تو
کیون خفا ہو سبب بتاؤ تو

مرتے دم آکے دیکھ جاؤ تو
نہ جلانا ہمین پہ آؤ تو

حال کھلجائے تمپہ الفت کا
تم کبھی ہمکو آزماؤ تو

دیکھ لو کیسی ہوتی ہے چاہت
دل کسی سے ذرا لگاؤ تو



بے سبب کیون خفا ہو انجم سے
جی مین کیا ہے اجی بتاؤ تو

یہ نہین ممکن کہ تجھ سے ترک اپنی چال ہو
تجھکو کیا پس جائے کوئی یا کوئی پامال ہو

جوش وحشت ایکجنون اتنا تو اگلی سال ہو
طوق گردن میرا انکے پانون کی خلخال ہو

دل مرا قائل نہین محشر کی رستاخیز کا
مجھکو دھوکا ہے کہ اسمین بھی نہ کوئی چال ہو

باز آیا ناصحا مین اس نصیحت سے تری
کوئی ایسا ذکر کر جو اپنے حسب حال ہو

تو بھی سینے سے تڑپکر دل ذرا باہر نکل
اُنکے آنیکا اگر منظور استقبال ہو

مجھکو مارا ہے تری اٹھکھیلنے کی چال نے
سنگ تربت پر بھی کندہ سورۂ زلزال ہو

آسمان ہم روتے ہین اک ماہوش کی یاد مین
چادر مہتاب اپنے ہاتھ کا رومال ہو

نہین کہتا کہ تو آکر بچالے مرنے والونکو
اگر سن لے کبھی تو کان دھر اُسکے نالونکو

کوئی کہتا ہے آتے ہین کوئی کہتا ہے آئینگے
خدا آباد رکھے دم دلاسا دینے والونکو

مرے دلکی گرہ اکدن نہ کھولی لے بید دی
یہ طرہ ہے کہ سلجھاتے ہو گھونگر والے بالونکو

قیامت ڈھائی جسنے چاند سے تشبیہ دی اُنکو
لگایا عیب حسن عارضی کیون گورے گالونکو

لحد پر برق وابر آآکے کر جاتے ہین آبادی
خدا خوش رکھے ان دونو تڑپنے رونے والونکو

جدھر سے تم نکلتے ہو قیامت آتی ہے برپا
خدارا چھوڑ دو ترچھی ترچھی ٹیڑھی ٹیڑھی چالونکو

جگر اور دلکی بیتابی سے بیزار اک مین دم ہے
کہانسے اسقدر قوت ہوئی ان خستہ حالونکو

ابھی تو چشم گریان کیطرح سے پھوٹ بہتے ہین
اگر تم نشتر مژگان سے چھیڑ و دلکے چھالونکو

نہ یان کچھ حاصل دنیا نہ وان کچھ حاصل عقبیٰ
غرض کیا ہے جو پوچھے کوئی ہمسے خستہ حالونکو

ذرا ہنس ہنسکے تم بھی تو کرو بجلی کو شرمندہ
کیا ہے مات آنکھون نے مری ساونکے جھالونکو

اگر کی تمنے مشق عشق تو بیکار کی انجم
نہین اب پوچھتا کوئی یہان صاحب کمالونکو

کار گر کسکے ہوا تیر نظر دیکھین تو
کسنے سینے کو بنایا ہے سپر دیکھین تو

اہل محشر ابھی رہجائین کلیجہ تھامے
او کماندار تری ترچھی نظر دیکھین تو

یون ہی دل تھام کے ہم نالے کیئے جائینگے
بے خبر کب تجھے ہوتی ہے خبر دیکھین تو

دیکھین کسطرح انھین رحم نہین آتا ہے
حال پوچھین کہ نہ پوچھین یہ ادھر دیکھین تو

سیکڑون خواہشین اور ایک دل پُرارمان
عمر کس طرحسے ہوتی ہے بسر دیکھین تو

قتل عشاق پہ شمشیر وہ پیچھے کھینچین
پہلے کہد و کہ ذرا اپنی کمر دیکھین تو

۲۰۴

اُنسے بیرحم سے کی ہین نے محبت انجم
میرا دل دیکھین ذرا میرا جگر دیکھین تو

۸

ولہ

دل پہ وہ شوق سے ہنس ہنس کے گرائین بجلی
ہم بھی موجود ہین منھ آنکھونسے برسانے کو

گلبدن دلپہ ترے چھلے کے گل کھا کھا کر
ہمنے گلزار بنا رکھا ہے ویرانے کو

ہمکو ممنون اجل کیون کیا تونے ظالم
بس نہ تھا تیر نظر کیا ترا مرجانے کو

ناصحا جی نہ جلا میرا ہوا خواہی سے
ناحق آ بیٹھا دبی آگ کے بھڑکانے کو

جان جاتی ہوئی قالب مین مرے پھر آئی
آپ کیون جاتے ہوے کہتے گئے آنے کو

سحر وصل نہو صبح قیامت مجکو
شام فرقت نہ دکھائے مری شامت مجکو

کیا تعجب ہے جو کہلاؤن غریق رحمت
گر ڈبو دین یہ مرے اشک ندامت مجکو

۲۰۵

جھوٹ سچ کیلیے کیسا یہ کرم حضرت عشق
کوئی بھی تمنے دکھائی نہ کرامت مجکو

۱۸۱

دل سے لے کے بُرائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
پھر ذکر جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

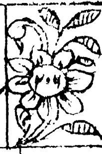
کبھی دیر مین ہین کبھی کعبے مین کبھی دلمین ہین کبھی آنکھون مین
یہ بت بھی خدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

جو بات بھی کرتے ڈرتے تھے کبھی آنکھین چار نکرتے تھے
وہ ہم سے رکھائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

تا زیست نہ پوچھی بات کبھی اب آکے اٹھائی لاش مری
کب وعدہ وفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو



وہ انجم ملنے کو آئے ساتھ اپنے رقیبونکو لائے
کیا خوب صفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو



یون فغان کر حال دل افشا نہو
اسکی حسرت پر نظر کب وفا

گل چمن مین کرتے ہین گوشیان
یا الٰہی یہ تپکتا ہی رہے

چھپ جاتے ہین وہ میرے نام سے
جان پر میری بنے لیکن ترے

ہوگیا مین عشق مین ضرب المثل
کیون نہ جاگین وصل مین اسکی نصیب

عشق مین جو کچھ نہونا تھا ہوا

دیکھ اے انجم کہین رسوا نہو
تو نے چھوٹون بھی جب پوچھا نہو

کچھ ہمارا آپ کا چرچا نہو
حشر تک زخم جگر اچھا نہو

حیف ہمسا بھی کوئی رسوا نہو
دشمنون کا بال بھی بیکا نہو

کیون ہر اک جا پر مرا چرچا نہو
ہکبخت جو چین سے سویا نہو

اور آگے دیکھیے کیا کیا نہو

عشق کے ہاتھون ہوا ہے وہ مریض | چارہ گر جسکا کوئی چارا نہو
جان دے جو تیری بے پروائی پر | حیف اُسکی کچھ تجھے پروا نہو
ساری دنیا جسکو کہتی ہے شفق | وہ کسی کے خون کا دھبا نہو
ہے غضب ظالم اُسے تو بھولجاے | مرتے دم تک جو تجھے بھولا نہو
جسپہ دھوکا ہے تجھے زنار کا | وہ ہماری آنکھ کا ڈورا نہو
میرے گھر مین اور تو آئے بھلا | راستہ ظالم کہین بھولا نہو

کیا قیامت ڈھائے اے انجم وہ شوخ
پرسش محشر کا گر دھڑکا نہو

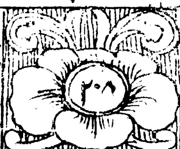
تم اک نگاہ مین صاحب کمال کرتے ہو | مطلع | کسی کو ذبح کسی کو حلال کرتے ہو

ردیف ے

آپ نے ظلم ڈھاے کیا کیا کچھ | دل کے ارمان مٹاے کیا کیا کچھ
عالم بیخودی مین جا کر ہم | کیا کہین دیکھ آے کیا کیا کچھ
آئنے نے بگاڑا اُنکا مزاج | اُسنے عشوے سکھاے کیا کیا کچھ
ستیاناس ہو محبت کا | عیب اِسنے لگاے کیا کیا کچھ
کچھ بھی حاصل ہوا نہ اے اشکو | تم نے طوفان اُٹھاے کیا کیا کچھ
مجھپر اُس دیدۂ فسون گر نے | شعبدے آزماے کیا کیا کچھ
شب وصلت نہ اک فریب چلا | اُسنے فقرے بناے کیا کیا کچھ

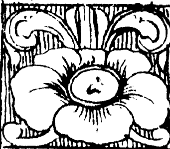
وہ بنا ہے ابھی فقط دلسوز — دیکھیں آگے جلائے کیا کیا کچھ

دل ہی لیجائے کوئی پہلو سے — روگ اسنے لگائے کیا کیا کچھ



پرسش حشر سے بچے انجم

رتبے وحشت میں پائے کیا کیا کچھ

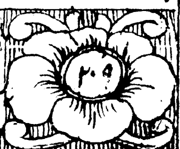


قدر پہلے کچھ نہ جانی تونے سمجھانیکی آہ — تا بہ لب اے جوش گریہ اب نہیں آنیکی آہ

گرمیِ بازار تیری ہو وہ بیچارہ جلے — پھوک دیگی شمع محفل تجکو پروانیکی آہ

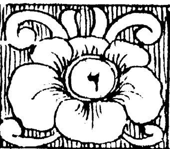
شیشۂ ومیخوار و ساغر کیوں پڑے ہیں خاک پر — لائی کیا بھونچال ساقی تیرے میخانیکی آہ

چونک اٹھا نالۂ دل سنکے وہ آفت خرام — کیا قیامت خیز تھی کمبخت دیوانیکی آہ



یار را پنا چاہیئے ہے اپنے اوپر مہربان

کیا کریگی تیرا انجم اپنے بیگانے کی آہ



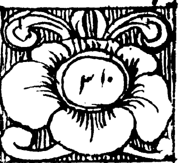
حاصل ہوا فراغ تری اک نظر کے ساتھ — دل بھی مرا گیا مرے درد جگر کے ساتھ

خورشید تا بہ حشر الٰہی جلا کرے — رخصت ہوا وہ رشک قمر بھی سحر کے ساتھ

کیوں رات دن برستا ہے منہ جھوم جھوم کر — کیا شرط باندھ لی ہے مری چشم تر کے ساتھ

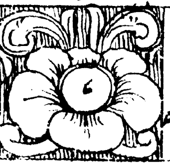
تھا دیکھنا بلندیِ عرش عظیم کو — اے آہ و نالہ کیوں نہ گئے تم اثر کے ساتھ

کچھ آنکھ سے تمہارے سوا سوجھتا نہیں — تار نظر لپٹ گیا موئے کمر کے ساتھ



دل بھی دیا تو کیسے ستمگر کو آسمان

الفت جو کی بھی تمنے تو کس بے خبر کے ساتھ



رہ جلسے کیون نہ آنسؤن سے ڈبڈبا کے آنکھ
بچتا رہے ہین آپ سے صاحب لگا کے آنکھ

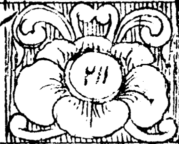
نرگس مری طرح ستمبر سے ہے کسلیے
حیران بنا دیا اسے کسنے دکھا کے آنکھ

کیا تم نے مجکو اپنی نظر سے گرا دیا
کیون دیکھتے نہین مری جانب اُٹھا کے آنکھ

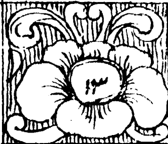
ثابت نہو کسی پہ نظر التفات کی
اسواسطے وہ کرتے ہین باتین جھکا کے آنکھ

اتنے سے ہین ہین ہین تری چالاکیان غضب
سینے سے کیا نکال لیا دل بچا کے آنکھ

کیا آج تم نے دلپہ لڑائی کی ٹھان لی
باتین جو ہمسے کرتے ہو صاحب لڑا کے آنکھ



کیونکر نہ اُنپہ دلکے چُرانیکا ہو گمان
انجم وہ مسکراتے ہین ہمسے چرا کے آنکھ



قصور مجھسے ترا کوئی گر ہوا ہو تو کہ
علاوہ چاہنے کے اور کچھ خطا ہو تو کہ

یہ کس لیے ہین نگاہین پھری پھری مجھسے
خدانکردہ اگر دل ترا پھرا ہو تو کہ

ہماری موت ہے ظالم لکھی ترے ہاتھون
اجل کا نام نہ لے گر تری ادا ہو تو کہ

ہماری عمر کٹی تجکو سجدے ہی کرتے
جو سنگِ در ترا خالی کبھی رہا ہو تو کہ

مسیح کہنے کو کوئی جو ہو تو ہمکو کیا
ہمارے دردِ جگر کی اگر دوا ہو تو کہ

مین اپنے ضعف کے صدقے کہ آبرو رکھلی
کبھی جو بھولون بھی زانو سے سر اُٹھا ہو تو کہ

ہمارا دل نہین کیون تیری نذر کے لایق
ترے سوا جو کسی اور کو دیا ہو تو کہ

اسے تو مارا ہے عیسیٰ ترے تغافل نے
ترا مریض جو شرمندۂ قضا ہو تو کہ

ڈبو یا تجھکو تو اپنا لیا تری محبت نے
ہماری آنکھ سے قطرہ کوئی گرا ہو تو کہ

بلا مین تو نے پھنسایا ہمین عبث ظالم
جو تیری زلف کو ہم نے کبھی چھوا ہو تو کہہ

یہ آج کیا ہے جو تو پاس سے اٹھا سیرے
جو حشر اور کسی دن یہ اٹھ رہا ہو تو کہہ

کہان تلک ارے جلاد کوئی صبر کرے
ترے ستم کی اگر کوئی انتہا ہو تو کہہ

۲۱۲ کسی کو چاہے کوئی اسمین کیا ترا انجم ۹
بتون کا بندہ اگر بندۂ خدا ہو تو کہہ

یون تو ان آنکھون سے ہم نے اوبت کہنے کو دنیا دیکھی
لیکن ساری خدائی بھر تیری صورت یکتا دیکھی

کھیل گئے کیون جانپہ انجم تم نے ابھی کیا دنیا دیکھی
مرنے لگے خوبان جہان پر تیری میری دیکھا دیکھی

درد جگر کم تھا کہ نہین تھا یہ تو بتا دم تھا کہ نہین تھا
کہہ تو مریض مین کچھ بھی دیکھا نبض جو تو نے مسیحا دیکھی

اسکو بھلا کیونکر چین آیا دل کو کیا کہکر سمجھایا
صورت تیری جسنے ستمگر تھام کے اپنا کلیجا دیکھی

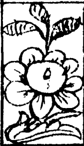
وصل کی شب برہم ہی رہا وہ تا بہ سحر الجھا ہی کیا وہ
بل نہ گیا ابرو سے اسکی زلف بھی ہم نے سلجھا دیکھی

واہ رے واہ اے نالۂ سوزان دیکھ لی تیری ٹھنڈی گرمی
دل نہ پسیجا اس کا فرکا آگ بھی تو نے بھڑکا دیکھی

اُسکے دل سے گئی نہ کدورت دلگی دلہی مین رہگئی حسرت
ہم نے جھڑی اشکون کی برسون ان آنکھونسے برسا دیکھی
ایک ذرا سے حشر پہ واعظ اُسکو ڈرانا اللہ اللہ
جسنے بتون کی گلی مین برسون روز قیامت برپا دیکھی



جیسی زیست ہماری گذری دشمن کی بھی یون نہ بسر ہو
انجم حضرت دل کی بدولت ہم نے مصیبت کیا کیا دیکھی



عرش و کرسی کی خبر لائے ہین لانیوالے
ایک موسیٰ ہی نہ تھے طور کے جانیوالے

طور کو تم نے جلایا تو بڑی بات نکی
آگ پانی مین لگاتے ہین لگانیوالے

میرے مرقد کو بھی آکر کبھی ٹھکرا جانا
ارے او فتنۂ محشر کے جگانیوالے

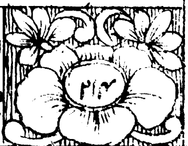
ایک عالم ترے عاشق نے کیا خاک سیاہ
دو ہی نالے کیے تھے طور جلانیوالے

کب تلک اپنے کرشمے ہمین دکھلاؤ گے
اے سیان روز نئے طرز دکھانیوالے

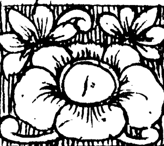
میری تقدیر جو پلٹے تو تعجب کیا ہے
سنتے ہین بگڑی بناتے ہین بنانیوالے

تم جو آنکھونمین مری آئے تو احسان کیا
آنکھین کیا دلمین سماتے ہین سمانیوالے

لاکھ ہو مانع فریاد مگر کیا ہوگا
عرش کو سر پہ اُٹھا لینگے اُٹھانیوالے



اپنی قسمت نہین ایسی کہ ہو دیدار انجم
منتظر جنکے ہین کب آئین وہ آنیوالے



آنیکا آپ ہم سے وعدہ جو کرنہ جاتے
کیون ہم یڑے سسکتے مدتکے مرنجاتے

سوے عدم اگر ہم شوریدہ سر نہ جاتے
تیری گلی سے ہرگز یہ شور و شر نجاتے

دکھلاتے اپنی طاقت اے آسمان تجھے ہم
نالے اگر ہمارے حد سے گذر نجاتے

اچھا ہوا موے ہم آغاز عشق ہی مین
ورنہ تری نظر سے ہم بھی اُتر نجاتے

گر اپنے نالۂ شب پہلو تہی نہ کرتے
آتے جو شام سے وہ پھر تا سحر نجاتے

فردوس سے بھی آتا گر کوئی ہمکو لینے
تیری گلی کو ہرگز ہم چھوڑ کر نجاتے

یہ لطف شاعری ہے ورنہ حضور دیکھیں
خنجر جو ہوتے ابرو دل مین اُتر نجاتے

تیرے جو نا زپیارے دلکو نا اپنے بھاتے
ابتک ہزار دفتر شکووں سے بھر نجاتے

گر ہوتی جان پیاری کیون مرتے آپ پر ہم
الفت کا نام سنکر پہلے ہی ڈر نجاتے

رسوا نہوتا یون وہ ساری خدائی بھر مین
چھپ چھپ کے تم جو انجم اُس بُتکے گھر نجاتے

۲۱۶

جان دینے کا نہین میرے سوا اور کوئی
بس بدل دیجیے اب طرز ادا اور کوئی

درد بھی مجھکو دیا عشق بھی مجھکو بخشا
تیرا بندہ نہین کیا بار خدا اور کوئی

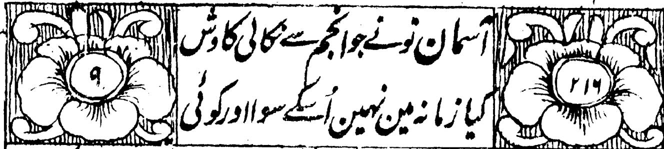
ہم نے مانا کہ تمھین چاہتے ہین لاکھون پر
یہ تو بتلاؤ کہ رسوا بھی ہوا اور کوئی

ہم ابھی اپنی محبت سے اُٹھاتے ہین ہاتھ
چاہنے والا اگر ہم کو دکھا اور کوئی

مین نے پوچھا کہ تمھین ہو دل و جانکے خواہان
ہنسکے وہ عربدہ جو کہنے لگا اور کوئی

قتل بھی ہو چکا لیکن نہین نکلی حسرت
او ستمگار ابھی ہاتھ لگا اور کوئی

سر جھکائے ہوے حاضر ہین اب دکو ہاتھ
ہم سا پاؤ گے نہ جویاے رضا اور کوئی



ستم ایجاد و جفا پیشہ و بیداد گرے
جسکی آئی ہو اجل تجھسے محبت وہ کرے

اک اشارہ مین یہان اپنا ہوا کام تمام
لوگ کہتے ہین غلط ایک نظر سے خوش گذرے

جب اجل آئی تو وہ بھی سر بالین آئے
یہ بھی اک اُنکا ستم ہے یہ بطرح دگرے

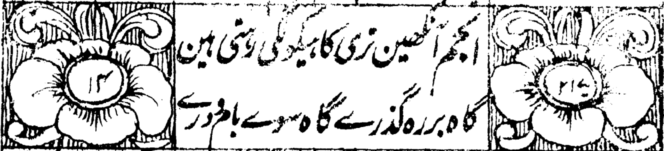
بیوفا یہ بھی کوئی طرز وفا ہے للہ
تجھکو پروا بھی نہو دوسرا بیموت مرے

تم جو کہتے ہو وہان بھی نہ ملیگی تجھے داد
خیر یونہین سہی خالق مرا وہ دن تو کرے

ابھی اُکتا کے لبون پر مرا دم آیا ہے
اے مسیحا نے مان بہر خدا ایک نظرے

کیا عجب حشر مین بھی حشر بپا کر دیوے
تیرا دیوانہ گریبان در و شوریدہ سرے

ناخدا ترس خدارا نہ مجھے ترسا تو
ظلم اتنا تو کیا کر کہ مرا جی تو بھرے



آنکھین ہو رہے ہین گمان کیسے کیسے
ستم ڈھا رہے ہین فغان کیسے کیسے

[illegible] نکال کر جو قاتل تو دیکھے
دکھاتی ہے جوہر زبان کیسے کیسے

خزان دامن گل مین آکر چھپی ہے
تجسس مین ہین باغبان کیسے کیسے

نہ اب تک ہوا میری اُلفت کا باور
اسی پر یہ تھے امتحان کیسے کیسے

تصور مین تیرے جو ہین بند آنکھین
نظر آرہے ہین سمان کیسے کیسے

سلامت رہین میرے دیدے جہانمین ۔ ہوے انسے دریا رواں کیسے کیسے

نہ دامن تلک ہاتھ پہونچا ہمارا ۔ ملے اذن تاب و توان کیسے کیسے

مین ہی کچھ نہین اُسکا بندہ بنا ہون ۔ ہین سجدے مین کرّ و بیان کیسے کیسے

تری سرد مہری نہ کچھ بھی ہوئی کم ۔ ہوے نالے آتش فشان کیسے کیسے

ہے چاہِ زنخدان ترا چاہ بابل ۔ گرے مُنھ کے بھل نکتہ دان کیسے کیسے

ذرا خواب غفلت سے چونکا نہ قاتل ۔ کراہے ستم کشتگان کیسے کیسے

شب وصل اُس عربدہ جو نے ارمان ۔ کیے زیر دامن نہان کیسے کیسے

نہین چین سے مُردے بھی سونے پاتے ۔ غضب کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے

ملے وہ جو میدان محشر مین انجم ۔ چلے مجھسے دامن کشان کیسے کیسے

۲۱۸ ۲۲

نہ ہوئی صاف طبیعت ہی تو ہے ۔ رہ گئی دلمین کدورت ہی تو ہے

بھا گئین دل کو ادائین اُنکی ۔ کھپ گئی آنکھونمین صورت ہی تو ہے

میری میت پہ نہ آئے نہ سہی ۔ نہ ہوئی آپ کو فرصت ہی تو ہے

نہین کرتا مین جفا کا شکوہ ۔ آپ کیا کیجیے عادت ہی تو ہے

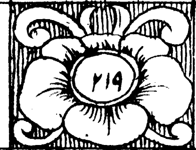
نہین آتا کسی پہلو آرام ۔ نہین کٹتی شبِ فرقت ہی تو ہے

نکلی قاتل نہ ترے تیر کے ساتھ ۔ دل ہی مین رہگئی حسرت ہی تو ہے

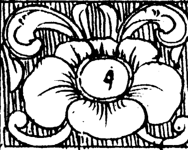
مجھسے عاصی پہ یہ بخشش یہ کرم ۔ بندہ پرور تری رحمت ہی تو ہے

نہ ٹلی سر سے بلائے فرقت ۔ پڑ گئی جان پہ آفت ہی تو ہے

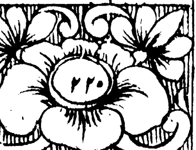
ہم نے پھیرا نہ دل اپنا تجھ سے	جان دے بیٹھے مروت ہی تو ہے
حشر برپا ہے تری قامت سے	یہ بھی انداز قیامت ہی تو ہے



نہ رہا ضبط کا یارا انجم
نہ چھپی ہم سے محبت ہی تو ہے



یار بدظن کہین نہو جائے	دوست دشمن کہین نہو جائے
ضبط کر آہ اے دل سوزان	حال روشن کہین نہو جائے
موت بھی ہم سے کرتی ہے اغماض	تیری چتون کہین نہو جائے
دل نہ دے یار اپنی کاکل کو	دیکھ ناگن کہین نہو جائے
دلمین ظالم خیالِ ظلم نہ کر	موم آہن کہین نہو جائے
اے جنون میری پردہ داری کر	چاک دامن کہین نہو جائے
رشتۂ الفتِ صنم اے دل	طوقِ گردن کہین نہو جائے
لبِ گلرنگ پر دھڑی نہ جما	برگِ سوسن کہین نہو جائے

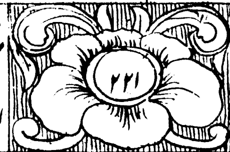


نہ لگا ہاتھ زلف کو انجم
دیکھ الجھن کہین نہو جائے

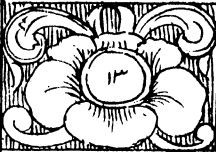


یہ عشقِ بتان غضب نہ ڈھا دے	کافر نہ کہین ہمین بنا دے
یا میری کوئی خطا بتا دے	یا رسم و رہِ جفا اٹھا دے
یا نام نہ رکھ مسیح اپنا	یا دردِ جگر مرا مٹا دے

اے اشک تو فرش کو ڈبو دے | اے آہ تو عرش کو ہلا دے



مانے کہ نہ مانے یار انجم
اپنی سی تو کر کے تو دکھا دے



خاک مین ہمکو ملا رکھا ہے
کچھ ابھی اور اٹھا رکھا ہے

کونسی دلمین ہے حسرت جسنے
غمکدہ دلکو بنا رکھا ہے

مر گئے پر ملک الموت آئے
اب یہان پوچھو تو کیا رکھا ہے

جان لے لینے کا سبحان اللہ
آپ نے نام قضا رکھا ہے

کیون چلا کعبے کو تو اے زاہد
کیا وہین خاص خدا رکھا ہے

سارے عالم سے ستمگر تو نے
اپنا انداز جدا رکھا ہے

وصل گر مرنے ہی پر ہے موقوف
ہمکو کیون تو نے جلا رکھا ہے

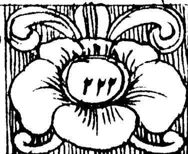
سب یہ ہین یارون کی باتین اے یار
عرش پر تجھکو چڑھا رکھا ہے

ہم جبھی جانین بتاؤ تو بھلا
دلمین کیا ہم نے چھپا رکھا ہے

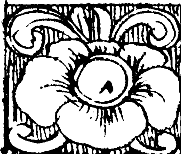
دیکھیے روشنی طبع ذرا
نام گیسو کا بلا رکھا ہے

چھانتے خاک جو ہین دیوانے
پوچھو تو خاک مین کیا رکھا ہے

ہے برائی بھی بھلائی کی جگہ
کیا محبت مین مزا رکھا ہے



موت سے ہو گئی کیا انجم یاس
تہ خنجر جو گلا رکھا ہے



زلف بتان کو کیون چھیڑو کیا اسمین تمھارا رکھا ہے
اس سودے مین ستے ہوا انجم مفت خسارا رکھا ہے

قتل کریگا کسکو قاتل آیا تو کیون تیغ بکف
اسکے سر سے پہلے یہان سر اپنا اُتارا رکھا ہے

اُبھرے ہوے ہین بحر فنا سے جبتک ہے یہ تار نفس
اُسنے اے دل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا رکھا ہے

عاشق صادق سے وہ پھیرے آنکھ بھلا ممکن سے ہے
یہ بھی دل لینے کا اُسنے ایک اشارا رکھا ہے

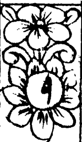
تو تو نہ آیا گھر مین ہمارے ہم ہی چلے آئے تو کیا
اسمین بھی او وعدہ شکن کیا تیرا اجارا رکھا ہے

آنکھین ہمکو دے کے یہان دیدار کا مشتاق کیا
دیکھے کوئی یہ بیدردی محشر پہ نظارا رکھا ہے

واہ ری قسمت ابتک اُسکو مرنا میرا باور ہی نہین
سارے جہان نے کشتۂ حسرت نام ہمارا رکھا ہے



دیکھ نہ جانا اُس طرف انجم دشت بلا ہے کوچۂ قاتل
کہنا مان ہمارا ورنہ مفت مین مارا رکھا ہے



آنکھین آمادہ جو ہین دریا بہانیکے لیے | دل سراپا زخم ہے پانی مچرانیکے لیے

صور اسرافیل سے عاشق کو تیرے کیا غرض
ایک نالہ بس ہے سو طبقے ہلانیکے لیے

صبر کی بھی انتہا ہے بندہ پرور تابکے
کیا ہمین پیدا ہوے ہین آزمانیکے لیے

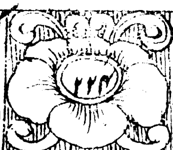
تیری مرضی گر اسی مین ہے کہ ہو دیدار عام
ہمنے آنکھون پر قدم سارے زمانیکے لیے

ایک ساغر مین نہین چھکنے کا مین مست ازل
بھر دیا ہوتا خم گردون چڑھانیکے لیے

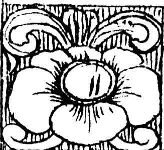
جو کہ خود مرنے پہ میرے غش تھی کل سو جان سے
لیجیے وہ آج آئے ہین جلانیکے لیے

اے غم فرقت گھلا دے تن بدن سیر اگر
چھوڑ دے آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

شوق سے تو پیش کر دامن کے پرزے شیفتہ
ہم بھی ٹکڑے دلکے لائے ہین دکھانیکو لیے



کچھ عذاب حشر کا انجم ہمین کھٹکا نہین
اشک بس ہین آتش دوزخ بجھانیکے لیے



چال کیون سے چلتے ہو اٹھلائی ہوئی
کیا پسند طبع رعنائی ہوئی

دل چرانے پر گواہی دیتی ہین
جھپکی جھپکی آنکھین شرمائی ہوئی

ہو گئی ہین بل مری تقدیر کا
تیری کالی زلفین بل کھائی ہوئی

مرتے دم باتین نہ کیجے صلح کی
موت بھی پھر جائیگی آئی ہوئی

اسکے کوچے سے کہین آئی نہو
کیون صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی

دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے
جان ہے جینے سے اکتائی ہوئی

دل تو کیسا تن بدن پھکنے لگا
آگ ہے یہ کسکی بھڑکائی ہوئی

واہ وا کیا خوب تم نے چال کی
مجھ سے اور میری ہی سکھلائی ہوئی

زندہ درگور ایک عالم ہو گیا
یہ قیامت کسکی ہے ڈھائی ہوئی

آنسوؤںکا مینھ نہ کیون برساؤن مین
دل پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی

۲۲۵

وہ نہ اپنا ہے نہ ہوئیگا کبھی
مفت انجم اتنی رسوائی ہوئی

۵

دل لے کے ہمارا پھرتا ہے یہ کون وتیرہ تیرا ہے
کرتا ہے چھیڑ چھاڑ کی باتین کیون ہربات مین تیرا میرا ہے

تم چہرہ اپنا دکھلا دو کچھ راہ خلاصی بتلا دو
اک زلف کا سودا سر مین ہے اک کالی بلا نے گھیرا ہے

اس آنیکی کیا مجکو خوشی پابندی اسمین کاہے کی
بھولے سے ادھر بھی آنکلے اک جوگی کا سا پھیرا ہے

ہم آپ ہین ایک بلا سے بد کیا ہم سے کریگا کوئی کد
اغیار کرین ہم سے کاوش مُنھ ہمکو سارا تیرا ہے

۲۲۶

ہم جانتے اپنی جاتے ہین پردلسے یہ جاتا ہی نہین
اس عشق کا ہوئے بُرا انجم کیا اسنے ڈالا ڈیرا ہے

۱۹

خود بخود دل ہی بیٹھا جاتا ہے
غش پہ غش آج ہمکو آتا ہے

پیشوائی کو دل جو جاتا ہے
اُسکے کوچے سے کون آتا ہے

میری بگڑی ہوئی بنا ورنہ
کارسازی مین فرق آتا ہے

ہمتو کہتے ہین درد دل اُس سے
وہ ہمین گالیان سُناتا ہے

کیا اُٹھاتے ہمین نکیر بھلا
ہم یہ سمجھے کہ توجگاتا ہے

یارو ہم خاک کھائین ہجر مین غم
غم ہمین خود ہی کھائے جاتا ہے

ترک عشق بتان نہوئے گا
ناصحا کیون ہمین ستاتا ہے

مین توخود دل سے ہون ترا بندہ
لن ترانی کسے سناتا ہے

ہم بھی جی ہی پہ کھیلے بیٹھے ہین
دیکھین کب تک وہ آزماتا ہے

نخل اُلفت بھی ہے عجیب شجر
روز ایک طرفہ گل کھلاتا ہے

مجھ سے پوچھے کوئی ستم کو ترے
کون ظالم تجھے بتاتا ہے

چھوڑ اے سنگدل دل آزاری
دلربائی کا لطف جاتا ہے

کیا لڑائی کی ٹھان لی جی پر
سرمہ آنکھون مین کیون لگاتا ہے

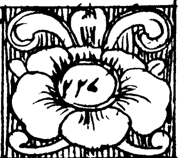
اے جنون جوش مین نہ لا دل کو
سُوتے فتنے کو کیون جگاتا ہے

بات کرنی سے جسے نہ آتی تھی
چٹکیون مین وہ اب اُڑاتا ہے

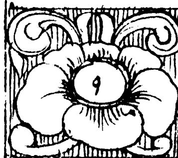
ہم نے مرکر بتادیا اُسکو
دیکھ دم اس طرح سے جاتا ہے

دست رنگین مین آئنہ لیکر
آگ پانی مین وہ لگاتا ہے

ہمتو ہین تیرے دیکھنے والے
کب نظر مین کوئی سماتا ہے



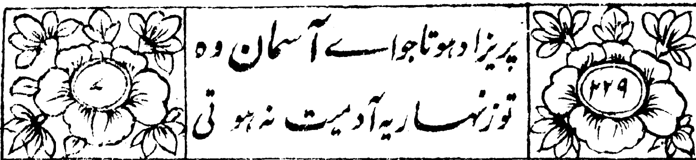
کیا کیا تم نے حیف اے انجم
کوئی بے سمجھے دل لگاتا ہے



نمک بیز گر تیری صورت نہوتی | تو بیدا دمین یہ حلاوت نہ ہوتی
ہماری عیادت کو آیا زمانہ | جو تم پوچھ لیتے قباحت نہ ہوتی
ہوئی خیر آیا نہ دیوانہ تیرا | قیامت مین کیا کچھ قیامت نہ ہوتی
ابھی اپنے پہلو سے مین پھینکدیتا | جو اس دل مین تیری محبت نہ ہوتی
جو آتا بھی وہ حسب وعدہ تو کیا تھا | سحر تک لڑائی سے فرصت نہ ہوتی
شکایت سے اُس بت کے قاصد کو بیجا | پیمبر جو ہوتا سماعت نہ ہوتی
مری روح آرام پاتی نہ ہرگز | اگر تیرے کوچہ مین تربت نہ ہوتی
مری خاک کو وہ نہ برباد کرتے | اگر اُنکے دلمین کدورت نہ ہوتی

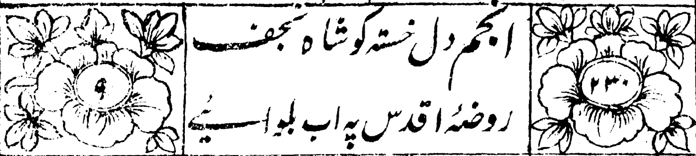
۲۲۸ جو الفت کا اظہار ہوتا نہ انجم | عدو سے بھی تجکو ندامت نہ ہوتی ۸

نہوتا جنون گر محبت نہ ہوتی | یہ نوبت نہ آتی یہ ذلت نہ ہوتی
جو دمساز ہوتا نہ میرا مسیحا | رقیبون سے دم بھر بھی مہلت نہوتی
نہ تھا عذر کچھ دل کے دینے مین مجکو | جو تجھ مین مُکرنیکی عادت نہ ہوتی
بلا مین پھنسایا ترے گیسوؤن نے | یہ سودا نہ ہوتا جو الفت نہ ہوتی
ذرا بھی جو وہ چھیڑ دیتے کسی دن | تو پھر ختم دل کی حکایت نہ ہوتی
مرا دل جلانا تھا منظور اُنکو | رقیبون سے کیون گرم صحبت نہ ہوتی
جو غیرون کو وہ سر چڑھاتے نہ اتنا | تو برہم کبھی اُنکی صحبت نہ ہوتی
تے اک اشارہ مین دلکو نہ دیتا | مرے ساتھ جو وہ بے مروت نہ ہوتی



پر یزاد ہوتا جو اے آسمان وہ
تو زنہار یہ آدمیت نہ ہوتی

اک ذرا پردے سے باہر آئیے — جلوہ مثل ماہ دکھلا جائیے
جذبۂ شوق شہادت کہتا ہے — کوچۂ جانان مین سر کٹوائیے
پھیر دیجئے خنجر گلا کٹجائے جلد — چرکے دیدیکے نہ یون تڑپائیے
طالب بوسہ جو مین اُسنے ہوا — ہنسکے بولے پہلے مُنہ دُھوائیے
ہو مریض عشق کو جلدی شفا — کوئی تو ایسی دوا بتلائیے
دل کی حسرت تو نکل جائے مری — خواب ہی مین ایک دن آجائیے



انجم دل خستہ کو شاہ نجف
روضۂ اقدس پہ اب بلوائیے

نگہ کیا اور مژہ کیا اے صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
سمجھتے ہین قضا کا تیر ہم اِسکو بھی اُسکو بھی
پڑے تھے دل کے پیچھے اُسکو تو غارت کیا تُمنے
رہا اب دین و ایمان لو صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
اگر لے مول اک بوسے پہ میرا دین و ایمان تو
مین دیدونگا ترے سر کی قسم اِسکو بھی اُسکو بھی
حقیقت مین تفاوت کچھ نہین شیخ و برہمن مین

سُنا ہے ہم سے نے بھرتے تیرا دم اِسکو بھی اُسکو بھی

گرا دیتا ہے آنکھوں سے مری سنبل ہویا ناگن

تمھاری کاکل پیچان کا خم اِسکو بھی اُسکو بھی

کبھی تیوری چڑھانا اور کبھی مُنھ پھیر کر ہنسنا

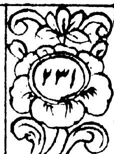
ترا عاشق سمجھتا ہے ستم اِسکو بھی اُسکو بھی

ہماری آبرو کیا اور دلِ پُر حوصلہ کیسا

ڈبو دیتا اری او چشم نم اِسکو بھی اُسکو بھی

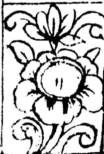
کیا اقرار بوسہ دینے کا دین گالیان تمنے

فقیر عشق ہون سمجھا کرم اِسکو بھی اُسکو بھی



خط محبوب و پاے نامہ بر قسمت سے ہاتھ آئے

لگا آنکھوں سے انجم دمبدم اِسکو بھی اُسکو بھی



کونسا طرز جفا ہے جو نہین یاد تجھے

آسمان مان گیا او ستم ایجاد تجھے

پھیر دی اُلٹی چھری میرے گلے پر تو نے

ذبح کرنا بھی نہ آیا ارے جلاد تجھے

جو ستم تو نے کیے دل نے اُٹھائے بخوشی

تیرے ناشاد نے ہر طرح کیا شاد تجھے

تو نے برباد کیا مجکو تو اسکا نہین غم

میرا اللہ ہمیشہ رکھے آباد تجھے

رات دن یون مرے تڑپانے سے پھر کیا حاصل

نہین مرغوب جو ظالم مری فریاد تجھے

پرسش روز قیامت سے ڈرایا تو کہا

ہم جو چاہین تو وہان بھی نہ ملے داد تجھے

بیقراری نہین لازم ہے قفس مین بلبل
چاہیے پیروی خاطر صیاد تجھے

لے کے دل خاک مین اک روز ملائیگا ضرور
خوب سمجھا ہون رے بانی بیداد تجھے

قید کیون فصل بہاری مین کیا بلبل کو
موت آجائے الٰہی کہین صیاد تجھے

دیکھ اچھا نہین عشق قد جانان اے دل
دار پر کھینچے گا وہ غیرت شمشاد تجھے

۲۳۲

یون جلائے حق و ناحق نہ کبھی اے انجم
آدمی زاد جو سمجھے وہ پریزاد تجھے

۷

میری جانب یہ گمان لو واہ وا اچھی کہی
مجھ سے اور یہ امتحان لو واہ وا اچھی کہی

ہم تمھین چاہین بھلا ایسا ہمارا منھ کہان
تم کہان اور ہم کہان لو واہ وا اچھی کہی

پوچھتے ہو مجھ سے تم ناحق شب فرقت کا حال
مجھ سے اور ہووے بیان لو واہ وا اچھی کہی

دم تو اے جان جہان رکتا تھا تیرے ہجر مین
اب لگی رکنے زبان لو واہ وا اچھی کہی

لیکے دل اب پھیرتے ہو یون گل دیگر شگفت
پھینکدو چاہو جہان لو واہ وا اچھی کہی

وصل کی شب میری جان ہے اوٹ لگی تھی بہار
قول ہووے درمیان لو واہ وا اچھی کہی

۲۳۳

چاہ اے انجم چھپائے سے چھپے ممکن نہین
عشق اور رہوئے نہان لو واہ وا اچھی کہی

۹

ٹوٹتا ہے دم ترا بیمار اٹھتے بیٹھتے
ٹیستا ہے زخم دل ہر بار اٹھتے بیٹھتے

یاد مین اسکے در دندان کی روتا ہون جو مین
ٹوٹتا ہے موتیون کا ہار اٹھتے بیٹھتے

گو کہ طاقت ہم مین اصلا راہ چلنے کی نہین
آہی جاتے ہین مگر اے یار اٹھتے بیٹھتے

پہلے ایجان بوسہ پر انکار کی عادت نہ تھی
اب تو تو کرنے لگا تکرار اُٹھتے بیٹھتے

دل تو ہے بیتاب لیکن کیا کرون کچھ بس نہین
ورنہ لپٹا کرمین کرتا پیار اُٹھتے بیٹھتے

ناتوانی بڑھگئی ہے اسقدر اب عشق مین
لڑکھڑا جاتا ہون مین اے یار اُٹھتے بیٹھتے

صدقے ہوجاؤن مین اُن اُٹھلا کے سدتے پر ترے
لون بلائین تیری اے دلدار اُٹھتے بیٹھتے

خوف رہتا ہے یہی ایجان سُن لیگا کوئی
ورنہ حال دل کرون اظہار اُٹھتے بیٹھتے

کہتے ہین اے انجم کسی سے دل لگایا ہے ضرور
طعنے دیتے ہین سبھی ہر بار اُٹھتے بیٹھتے

۲۲۴ — ۶

تڑپا کیا دل بھی غم فرقت مین جگر بھی
اے یار مگر تو نے نہ لی میری خبر بھی

دل لیکے مرا تم سے کروگے یہ عداوت
مجھکو نہ تھی اصلا بخدا اسکی خبر بھی

مین نے کہا مرجاؤنگا فرقت مین تمھاری
جنجھلا کے وہ بولے کہین جھگڑا چکے مر بھی

ہم حسرت دیدار مین مرجائین مگر تم
صورت نہ دکھاؤگے ہمین ایک نظر بھی

دل تو نہین پہلے ہی سے ہم دے چکے ایجان
اسپر بھی نہ راضی ہو تو حاضر ہے جگر بھی

اس منزل دنیا سے یونہین چل بسے انجم
افسوس لیا ساتھ نہ کچھ زاد سفر بھی

۲۲۵ — ۱۱

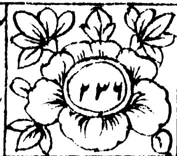
جب سر شام ترے گیسوے پیچان دیکھے
رات بھر ہم نے عجب خواب پریشان دیکھے

طالب دید ترے جتنے مریجان دیکھے
دربدر خاک بسر چاک گریبان دیکھے

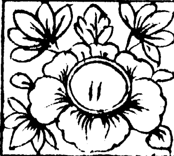
ایسا ڈوبا دل مضطر نہ ملا تھل بیڑا
آج اے دیدۂ گریان ترے طوفان دیکھے

دل نہ پھر حشر تلک قصد کرے جانیکا
خود بخود شوق شہادت مین مرا سر جھک جائے
رات کو چاند گہن کا ہوا دھوکا مجھکو
تارے گن گن کے کرے صبح تمھارا مہجور
جان سے دونون سر دست اُٹھا بیٹھین ہاتھ
ضبط گریہ نہو قاتل سے باین سنگدلی
مجھکو کہتا ہے کہ دل ورسے اُلجھایا ہے

کوچۂ زلف کی گر بھول بھلیان دیکھے
تیغ کو تیری جو قاتل کبھی عریان دیکھے
رخ پُر نور پہ گیسو جو پریشان دیکھے
گر تمھین ہاتھے پہ چنتے ہوے افشان دیکھے
برہمن دیکھے تجھے خواہ سلمان دیکھے
چاک کرکے جو مرا سینۂ سوزان دیکھے
جیتے جی دوستو اُس شوخ کے طوفان دیکھے



آسمان جو کہ ہوا اُس ماہ کا عاشق کیونکر
آنکھ اُٹھا کر وہ سوے مہر درخشان دیکھے



تم خفا ہو اے صنم کس واسطے
ہم تو حاضر ہین تمھاری جو خوشی
میرے رونے پر وہ ہنستا بھی نہین
جبکہ ہر شے کو فنا ہی ہے تو پھر
وہ تو میت پر بھی آنے کے نہین
تم تو بزم غیر مین خوش پھرو
وہ مسیحا تو نہ آئے گا کبھی
تھی اگر ترک وفا مد نظر

روٹھتے ہو دمبدم کس واسطے
پھر یہ ہین ظلم و ستم کس واسطے
گریہ پھر اے چشم نم کس واسطے
خواہش جاہ و حشم کس واسطے
جان دین پھر اپنی ہم کس واسطے
ہم اُٹھائین رنج و غم کس واسطے
رُک گیا آنکھون مین دم کس واسطے
پھر یہ تھے قول و قسم کس واسطے

آپ سنے تیوری چڑھائی کس لیے
کھینچ لی تیغ دو دم کس واسطے

کوے جانان چھوڑکر اے زاہدو
خواہش باغ ارم کس واسطے

۲۲۷ انجم بے خانمان کو اسقدر
دیتے ہو رنج و الم کس واسطے ۳

آنکھ آہوے صید افگن سے ہے
مردم شوخ دیدہ رہزن سے ہے

حور بھی دیکھ لے تو شرما جاے
تجھپہ نام خدا وہ جوبن سے ہے

مرگیا وہ جسے ڈسا اسنے
گیسوے یار ہے کہ ناگن ہے

مین تو کشتہ ہون تیرہ بختی کا
گور پر کیون چراغ روشن ہے

کیا خطا تیری ہم نے کی اے چرخ
بے سبب کیون ہمارا دشمن ہے

رات دن بولتا ہے بے کوکے
دل نالان بھی طرفہ ارگن ہے

دل مین رہنا بھی اُسنے چھوڑ دیا
اسقدر یار مجھسے بدظن ہے

حسرتین بیڑیان ہین پانون کی
آرزو میری طوق گردن ہے

پھر ہرے ہوگئے ہین داغ جگر
آج کل پھر بہار گلشن ہے

رات دن ہے جو زلف یار کی یاد
کیا بتاؤن جو دل کو اُلجھن ہے

سبزۂ خط پہ مرمٹا ہون مین
ابر تربت پہ سایہ افگن ہے

روز کرتا ہے اک نیا حیلہ
کسقدر یار شوخ و پرفن ہے

۲۲۸ کچھ کسی کا گلا نہین انجم
دل ہوا سب سے اپنا دشمن ہے ۱۳

یاد کس کسکو کیا ہے نہین معلوم مجھے
آئی کس کسکی قضا ہے نہین معلوم مجھے

مجھ سے دل لیکے وفا کیجیے گا یا کہ جفا
عندیہ آپکا کیا ہے نہین معلوم مجھے

کوئی للہ مرے یار سے پوچھے تو سہی
مجھسے خوش ہے کہ خفا ہے نہین معلوم مجھے

کس سے دل مانگون مین اپنا کرون کس سے شکوہ
کسکے زیر کف پا ہے نہین معلوم مجھے

گالیان کیون نہین سنتے ہین وہ بیباکی سے
آج کیون شرم و حیا ہے نہین معلوم مجھے

دیر سے کام نہ مجھکو نہ حرم سے مطلب
کون بت کون خدا ہے نہین معلوم مجھے

کس جگہ جاؤن کہان ڈھونڈھون کرون کیا تدبیر
کیا ترے گھر کا پتا ہے نہین معلوم مجھے

بال بکھرائے ہوے یار چلا آتا ہے
آئی یہ کس پہ بلا ہے نہین معلوم مجھے

حال دل اُنسے جو پوچھا تو کہا جھنجھلا کر
عالم الغیب خدا ہے نہین معلوم مجھے

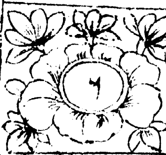
کسنے دیوانہ کیا چاند سا مُنھ دکھلا کر
کون سا ماہ لقا ہے نہین معلوم مجھے

قتل کس کسکو کیا تیغ ادا سے اُسنے
کون ممنون قضا ہے نہین معلوم مجھے

کیون نہین تیغ ادا سے مجھے بسمل کرتے
کیا تڑپنے مین مزا ہے نہین معلوم مجھے



دل اُسے دون کہ نہ دون کچھ تو بتا او انجم
وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے نہین معلوم مجھے



غم ہجر کے گئے دن گذر ہوا آخر اپنا وصال ہی
پہ یہ کیا غضب ہے لئے خدا تجھے آج تک ہے ملال ہی

ہے انوکھا اُسکا جمال ہی نہ وہ بدر ہے نہ ہلال ہی

نہین مثتی کوئی شال ہی بلغ العلی بکمالہٖ
مری آہ نے یہ کیا اثر کہ وہ آنکر ہوئے جلوہ گر
شب تار ہجر ہوئی سحر کشف الدجی بجمالہٖ
ہے اسی کی شان مین لافتی ہے اسکی شان مین ہل اتی
ہے اسی کی شان مین انما حسنت جمیع خصالہٖ
مین سوال وصل ہون کر رہا وہ یہ کہتا ہے کہ نمانونگا
یہ عجب طرح کا ہے مخمصا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہی

۲۴۰
مجھے کس طرح نہ خیال ہو کہ نہ انجم انکو ملال ہو
کسی بات کا جو سوال ہو نہین اتنی اپنی مجال ہی

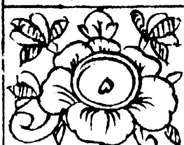
وصل سے تو جدائی بہتر ہے
صلح سے تو لڑائی بہتر ہے
اک ہمین ہین برے ترے آگے
اور ساری خدائی بہتر ہے
آشنا بنکے کون اٹھائے ستم
اس سے نا آشنائی بہتر ہے
ایک عرصہ سے منتظر تھا مین
اے اجل تو جو آئی بہتر ہے
مطلب دل حصول ہو کہ نہ ہو
پر وہا نتک رسائی بہتر ہے
انکا پنجہ ہے مہر سے پر ضو
مہ نو سے کلائی بہتر ہے

۲۴۱
در شبیر پر چلو انجم
اب وہین جبہہ سائی بہتر ہے

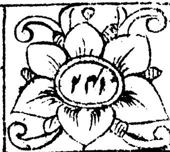
جب صفائی نہین تو پھر کیا ہے — یہ جدائی نہین تو پھر کیا ہے
میرے آگے اشارے غیرون سے — کج ادائی نہین تو پھر کیا ہے
ایک بوسے پہ اسقدر تکرار — یہ رکھائی نہین تو پھر کیا ہے
ہم نے مانا کہ وہ بھی راضی ہون — پر رسائی نہین تو پھر کیا ہے
جان جاتی ہے خوبرویون پر — موت آئی نہین تو پھر کیا ہے
گھٹہ ماتھے پہ ہاتھ مین تسبیح — پارسائی نہین تو پھر کیا ہے



لے کے دل وہ مکر گئے انجم
یہ ڈھٹائی نہین تو پھر کیا ہے



ذرا تو حال دل اے گریہ لب تک آنے دے — فسانۂ شب فرقت انھین سنانے دے
مین سر کے بل ترے کوچے مین لا کھڑا آؤن — اگر یہ ضعف ذرا بھی قدم اُٹھانے دے
کہا جو مین نے کہ فرقت مین جان جاتی ہے — وہ ہنسکے ناز سے کہنے لگا کہ جانے دے
ہزار چاہا کہ کچھ درد دل کہون اُنسے — مگر تسلسل گریہ بھی لب تک آنے دے



تو اُسکی یاد نہ دل سے بھلائیو انجم
اگر وہ بھول گیا ہے تو بھول جانے دے



مری جان جدائی نہ ہو گی تو ہو گی — کسی دن لڑائی نہ ہو گی تو ہو گی
انھین شرم ہے اور یہان شوق بیحد — اگر ہاتھاپائی نہ ہو گی تو ہو گی
نہین اتنی جرأت کہ قدمون پہ گر کے — کہ اُنسے صفائی نہ ہو گی تو ہو گی

ذرا جذبۂ دل مدد کر خدا را
جو اُن تک رسائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہ کچھ حسن و خوبی مین فرق آیا ہوگا
یہ دولت لٹائی نہ ہوگی تو ہوگی

رہائی اسیر محبت کو تیرے
اگر موت آئی نہ ہوگی تو ہوگی

سنئے ظلم ایجاد کرتے رہو تم
جہان مین دہائی نہ ہوگی تو ہوگی

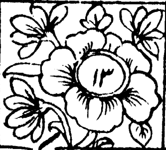
نہین باک غیرون سے ملنے مین اُنکو
جو دل مین بُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

ہر اک بات پر آفرین جب کہین سب
تو پھر خود ستائی نہ ہوگی تو ہوگی

محبت کی جو آنکھ تھی آگے تیری
جو تو نے چُرائی نہ ہوگی تو ہوگی



محبت کا گر کھل گیا حال اُنپر
تو انجم رکھائی نہ ہوگی تو ہوگی



میری جانب بھی خدارا دیکھیے
دیکھیئے اے ماہ پارا دیکھیے

نشۂ الفت سے ہین عشاق مست
رنگِ بزم اے بزم آرا دیکھیے

آئیے اے رشک عیسی آئیے
دم نکلتا ہے ہمارا دیکھیے

اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
مر نہ جائے غم کا مارا دیکھیے

تابکے ترچھی نگاہین تابکے
سیدھی نظرون سے خدارا دیکھیے

مانیے کہنا نہ کیجے ذکرِ غیر
حال کھل جائیگا سارا دیکھیے

بوسۂ شمشیر ابرو لے لیا
حوصلہ اے جان ہمارا دیکھیے

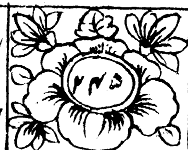
شام سے وہ یون ڈراتے ہین مجھے
صبح کا نکلا ہے تارا دیکھیے

چھیڑنے کو سے کہتے ہین وہ ہر گھڑی
کون ہے کسنے پکارا دیکھیے

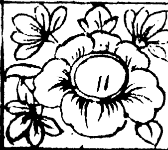
بام پر پھر بیٹھتے ہین آ کے آپ
پھر رقیبون نے اُبھارا دیکھیے

مین نے پوچھا تمکو دل دون یا نہ دون
ہنسکے بولے استخارا دیکھیے

کھولکر جوڑا لگا کہنے وہ شوخ
سورۂ والیل سارا دیکھیے



راز اُلفت اُسسے انجم کیون کہا
ہو نہ جائے آشکارا دیکھیے



آج کل ایسی ناتوانی ہے
بار سر سے بھی سرگرانی ہے

میرا خط اُسکو دے کے کہدینا
تیرے عاشق کی یہ سنانی ہے

کیون نہ آجائے دل حسینون پر
زاہدا عالم جوانی ہے

مجھ مصیبت زدہ کا حال نہ پوچھ
ایک قصہ ہے اک کہانی ہے

آج ہی مار ڈال اے ظالم
آخر اکدن تو جان جانی ہے

خاک اے چشم تر تھمین آنسو
دل ہے سینے مین پانی پانی ہے

کیا گنہ میرا ہاگئی جو مجھے
تیری صورت ہی غم دُہانی ہے

کہین چھوڑے سے چھوٹتی ہے
ناصحا چاہ اُستخوانی ہے

کیون نہو جائین چھلنی چھلنی پانون
تیرے کوچے کی خاک چھانی ہے

یا الٰہی بھرے نہ زخم جگر
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

حیف دل اسپہ آگیا انجم
جو کہ ظلم و ستم کا بانی ہے

۲۴۶ ۷

کرے جو چپ مجھے بلبل ہزار بن تیرے
کھلے نہ غنچۂ دل زینہار بن تیرے

یہ بیخودی ہوئی اے شہسوار بن تیرے
چھٹی عنان شکیب و قرار بن تیرے

مثال خار رہا لالہ زار بن تیرے
خزان ہوئی مجھے فصل بہار بن تیرے

قطعہ

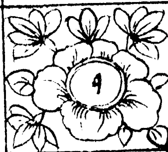
تڑپتے گذری شب انتظار بن تیرے
نہ نیند آئی کسی طرح یار بن تیرے

کلیجہ تھام کے ہاتھوں سے یا علیؑ کہکر
مین چیخ چیخ اُٹھا بار بار بن تیرے

مریض ہجر کی جلدی خبر لے اے عیسیٰ
لبون پہ آگئی ہے جان زار بن تیرے



ہر ایک پھول بھی انجم کو اپنے بستر کا
مثال خار ہے اے گلعذار بن تیرے



رہ نجائے کوئی دلمین مرے ارمان باقی
وہ بھی ہو جائے ابھی جو ہو مری جان باقی

کیون ستانیکو مرے وصل کی شب بول اُٹھا
ہے ابھی رات بہت مرغ خوش الحان باقی

اپنے بیمار کا کیا خاک کیا تو نے علاج
درد دل ہی کا اگر رہگیا درمان باقی

اُف زبان سے نہین کرتے نہین کرتے لیکن
دلمین تو ہے خلش ناوک مژگان باقی

کردیا دست جنون نے مجھے بالکل عریان
نہ رکھا نام کو بھی تار گریبان باقی

سر مرا کاٹ کے قاتل نے سبکبار کیا
تا قیامت رہا گردن پہ یہ احسان باقی

نہ بچیگا ترا بیمار ذرا دیکھ آ کر
بات رہجائیگی اے عیسیٰ دوران باقی

سب چھٹے پر نہ چھٹا دوری جانان کا غم
رہگیا اک یہ مری جان کا خواہان باقی

منہ پہ منہ رکھ کے شب وصل یہ بولا وہ ماہ
سچ کہو اب بھی ہے انجم کوئی ارمان باقی

نہ آج تک تو دلا زدربل تفضل کے چلے
ہماری جان چلی لیجیے وہ آکے چلے

ہٹالو چہرے سے ذرا پریشان بال
یہ صبح ہوتے ہوے دوپہر ڈھلا کے چلے

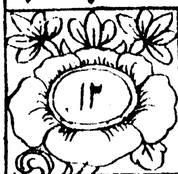
تسلیون مین بھی اُنکی ہے ظلم کا پہلو
کلیجہ تھام لیا جب گلے لگا کے چلے

ابھی تو آنکھ لگی تھی ترے تصور مین
نکیر لیجیے مرقد مین بھی جگا کے چلے

بھلا یہ چوری ہے صاحب کہ سینہ زوری ہے
لڑا کے آنکھ نگاہو نمین دل چُرا کے چلے



یہ ڈر رہا ہون کہ اندھیر کچھ نہ ہوا انجم
الٰہی خیر ہو آنکھون مین وہ سما کے چلے



زبان کس طرح باز آئے فغان سے
فغان کو اُنس ہے میری زبان سے

جلا دل شعلۂ ہجرِ بتان سے
شرر اُٹھنے لگے ہر استخوان سے

مرا نام و نشان گر پوچھنا ہو
تو پوچھو بلبلِ بے خانمان سے

نہین شکوہ ترا آتا زبان پر
کہون مین حال اپنا کس زبان سے

اگر سر چھوڑنا ہی ٹھہرا اسے جان
تو پھر کیا کام تیری آستان سے

یہ آزارِ محبت سے کیا زار
نہ اُٹھا ناز تک مجھ ناتوان سے

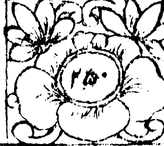
مین ہون شوریدہ سر اُلجھے نہ جلاد
قدم اپنا اُٹھا لے درمیان سے

مجھے بھی ساتھ لیلو جانے والو
رہا جاتا ہون پیچھے کاروان سے

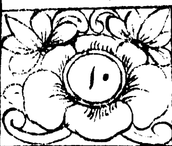
نہ شرماؤ ذرا آنکھین ملاؤ
یہ بتلاؤ کہ آتے ہو کہان سے

تمھارا دل تو پتھر ہے مری جان
مین ایسا دل بھلا لاؤن کہان سے

بھلا او سنگدل کیا پوچھتا ہے	ترڑپنے کا مزا مجھ نیم جان سے



جو سر کاٹا مرا قاتل نے انجم
سبکباری ہوئی بار گران سے



حیا و شرم کے صدقے ہنسی مُنھ پر نہین آتی
یہان آ بیٹھو بھر دیکھون تو ین کیونکر نہین آتی

مرے ہی واسطے اندھیر ہے یہ اے مہ تابان
وگرنہ چاندنی راتون کو کس کے گھر نہین آتی

بھروسے پر تری رحمت کے کرتا ہون گنہ لاکھون
ذرا بھی میرے دل مین دہشت محشر نہین آتی

بیان کرتا ہون جب حال شب فرقت تو کہتے ہین
تمھاری سی مجھے بیکار کی ٹرٹر نہین آتی

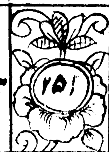
کراہت تھی سبب جسے روز نخستین اندر آنے مین
وہی ہے روح جو اب جسم سے باہر نہین آتی

ترے دیوانے بستی سے گئے صحرا کی جانب کو
بہت مدت ہوئی آواز شور و شر نہین آتی

مین خود اپنے دل وحشی کی نادانی کا قائل ہون
حقیقت مین ابھی اُسکو محبت کر نہین آتی

نہین معلوم کب شمشیر کھینچے ہم پہ وہ قاتل
ہمیشہ سنتے آتے ہین قضا کہکر نہین آتی

نہا کر بال سکھلاتے ہین وہ اور دیکھتا ہون مین
یہ کیسی ہے بلا یا رب جو میرے سر نہین آتی



وہ پوچھین یا نہ پوچھین تم تو چاہے جاؤ اے انجم
تمھین نام خدا غیرت تو رتی بھر نہین آتی



کوچے مین گر جگہ نہ ملیگی مزار کی
مٹی خراب ہو گی ترے خاکسار کی

صورت کوئی نکلتی نہین وصل یار کی
تسکین ہو کس طرح سے دل بیقرار کی

گلشن مین بلبلون نے کیا آکے پھر ہجوم
پلٹی ہوا رت آگئی فصل بہار کی

جاتا رہے یقین ہے مراد رد سر ابھی
ملجائے یار و خاک اگر پائے یار کی

پردا اُٹھا دیا ہے یہ کس بے حجاب نے
برچھی نگہ کی کسنے مرے دل کے پار کی

ہرگز نہ اُسنے صحبت اغیار ترک کی
حالانکہ مین نے یار کی منت ہزار کی

عاشق پٹک کے سر پس دیوار مر گیا
دل تو دیا تھا جان بھی تم پر نثار کی

اصرار اُنسے جب کیا اقرار وصل پر
سو بار گر نہین کی تو ہان ایک بار کی

آسان نہین مقابلہ دندان یار سے
بنجائے آبرو پہ دُر شاہوار کی

ایک ایکدن برس کے مقابل ہے اے صنم
اک اک گھڑی پہر ہے شب انتظار کی

انجم مری مدد کو ہین مشکل کشا علی
پروا نہین ہے کچھ مجھے روز شمار کی



اُمید مہر پر اک حسرت دل ہم بھی رکھتے تھے
تمنا وصل کی اے ماہ کامل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی گلزار داغ عشق سے دل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی اک تازہ گلشن اے عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کسی دن تو وہ بحر حسن آکر زیب بر ہوتا
کہ آغوش تمنا شکل ساحل ہم بھی رکھتے تھے
الگ تو بزم سے اُٹھکر جو سن لیتا تو کہدیتے
کہ کچھ کچھ التجا اے زیب محفل ہم بھی رکھتے تھے
ہمیں بے موت کیوں مارا اجل تو کس لیے آئی
ہوائے بوسۂ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے
ہمارے دل کا عقدہ کیوں نہ اے غنچہ دہن کھولا
ہوس بوسے کی تھی تھوڑی سی مشکل ہم بھی رکھتے تھے
کروں اب کیا کہاں ڈھونڈھیں گنوایا کوئے گیسو میں
کبھی یا دش بخیر اے ہمدمو دل ہم بھی رکھتے تھے
ہمارا امتحان بھی او قدر انداز لازم تھا
دل مجروح و مضطر جان بسمل ہم بھی رکھتے تھے
کیا پامال اُسکو کیوں نہ تم نے ساتھ سبزے کے

تمھارے زیر پا ایجان جہان دل ہم بھی رکھتے تھے

نہین اب کثرت داغ جنون سے لائق ہدیہ
کبھی دل پیشکش کرنے کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

حقارت سے نہ دیکھو آج ہم کو اے پری رویو
کبھی تم سا کوئی زہرہ شمائل ہم بھی رکھتے تھے

عجب ہے کیا ہوئی اُلفت دا یجان دونون جانب کی
یہی دل تم بھی رکھتے تھے یہی دل ہم بھی رکھتے تھے

یونہین شب بھر جلا کرتے تھے یاد شعلہ رُخ مین
یہی سوزش کبھی اے شمع محفل ہم بھی رکھتے تھے

۲۵۴
لب جان بخش پر کیا فوق دیتے چشم فتان کو
کہ انجم کچھ تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

عفو تقصیر جو ہوتی تو بڑی بات نہ تھی
تجکو منظور اگر ہم سے ملاقات نہ تھی

سر بسر دور ہوے رنج و الم فرقت کے
خاک ہوتا تر و تازہ مرا نخل اُمید

بیوفا تم ہوے کی ترک محبت مین نے
کوئی مشکل تو یہ اے قبلۂ حاجات نہ تھی

ترک الفت ترے نزدیک تو کچھ بات نہ تھی
اور کیا تھا یہ اگر تیری عنایات نہ تھی

میرے اشکون کی جھڑی تھی کوئی برسات نہ تھی
عشق بازی مرا شیوہ تھا مری ذات نہ تھی

۵۵ کیون نہ اظہار کیا حال دل اپنا انجم
آج تھا حشر کا دن وصل کی تو رات نہ تھی ۱۴۶

نالون کا اذن دے دل ناچار کے لیے
اس درجہ قید تازہ گرفتار کے لیے

کچھ مختصر سا حال نہین میرا لے خدا
دو چار حشر ہون مرے اظہار کے لیے

چھلا بھی قول کا نہ مجھے آپ نے دیا
اقرار نامے سو مرے اقرار کے لیے

مجھ ناتوان کے قتل پہ کیون کھینچتے ہو تیغ
کافی ہے اک اشارہ تو دو چار کے لیے

اپنے ہی کوچے مین مجھے دفنانا بعد مرگ
مرتا ہون تیرے سایۂ دیوار کے لیے

قدمون کی تیرے خاک جو آجائے میرے ہاتھ
سرمہ بناؤن دیدۂ بیدار کے لیے

بوسہ دے تو دے مجھے دو چار گالیان
اکسیر ہے یہی ترے بیمار کے لیے

اے آرزوؤ اتنا تو لازم نہین ہجوم
تھوڑی جگہ تو دل مین رہے یار کے لیے

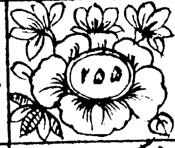
جانِ حزین و لختِ جگر پارہ ہائے دل
لایا ہون نذر دینے کو سرکار کے لیے

پچھلے سے مستعد ہین وہ جانے کے واسطے
سوتے سے اُٹھ کے بیٹھے ہین تکرار کے لیے

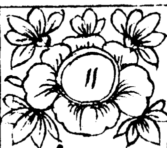
محشر مین کام کچھ ترے دیوانے کا نہ تھا
بلوا لیا ہے رونق بازار کے لیے

چر کے ہزارون دل پہ لگے تیغ ناز کے
بوسے لپٹ لپٹ کے جو تلوار کے لیے

ظالم خدا کے واسطے آنا جو ہو تو آ
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے



انجم ذرا دکھائیے نازک خیالیان
تشبیہ ڈھونڈھیے کمر یار کے لیے



چشم کہتی ہے کہ شرمندہ ہے بارش مجھ سے
آہ کہتی ہے خجل رہتی ہے آتش مجھ سے

جان دیتے ہے مجھے پاس رضا جوئی کا
آپ کیون ہوتے ہین ناحق متوحش مجھ سے

جان دیدوں پس دیوار تڑپکر لے دل
اس سے بڑھکر نہین ہو سکتی ہے کوشش مجھسے

خال رخسار کے بوسے پہ بگڑتے ہین حضور
اتنی سی بات پہ لازم نہین رنجش مجھسے

کج ادائی سے کیا قتل مجھے پہلے تو
کتنے دمباز ہو اب کرتے ہو سازش مجھسے

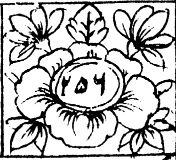
حال دل سنکے تجاہل سے وہ فرماتے ہین
مین نہ سمجھا تھا کہ ہوتی ہے گذارش مجھسے

سال بھر دیدۂ گریان سے بہائے جو اشک
اب کی برسات مین شرمندہ ہے بارش مجھسے

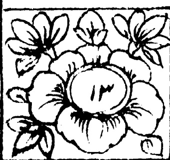
اک نظر دیکھنے پر کرتے ہو یہ جور و ستم
یا کوئی اسکے علاوہ بھی ہے کاوش مجھسے

بندگی کا نہین کچھ خاک ادا ہوتا حق
ان بتون کی نہین ہو سکتی پرستش مجھسے

جذبۂ عشق نے اتنا تو اثر دکھلایا
ابتو خود ملنے کی رکھتے ہین وہ خواہش مجھسے



نام لے دونگا دلِ زار کا اپنے انجم
حشر کے دن جو کریگا کوئی پرسش مجھسے



دیکھا نہین جب سے تجھے اے ماہ لقا ہے
بیتابیِ دل درد جگر حد سے سوا ہے

معلوم نہین کوے صنم کونسی جا ہے
مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون نہین لگ سکا پتا ہے

بیمار محبت ہون مین بیکار دوا ہے
خاک در جانان ہی مجھے خاک شفا ہے

بکھری ہوئی چہرے پہ ترے زلف دوتا ہے
یا چاند پہ چھائی ہوئی یہ کالی گھٹا ہے

گھبرا گیا دم مجھکو بتاؤ تو یہ کیا ہے
یارو یہ شب ہجر ہے یا کالی بلا ہے

یہ بندہ تو ہر بات مین راضی برضا ہے
بیجا بھی کہو تم تو مری جان بجا ہے

وہ حسن خداداد ترا نام خدا ہے
جسنے کہ تجھے دیکھا کہا صل علیٰ ہے

کیون مجھ سے چھڑایا مرے دلدار کو تو نے | بیداے فلک پیر مجھے تجھ سے گلا ہے

وہ طرز ملاقات و عنایات و محبت | سب بھول گئے یاد فقط جور و جفا ہے

بیتابیِ دل اپنی بیان کرتا ہون جب مین | وہ ہنسکے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے

کسواسطے روٹھے ہوے بیٹھے ہین حضور آپ | بتلائیے تو کونسی بندے کی خطا ہے

لادے خبر یار رہیگا ترا احسان | تجھ سے یہی مطلب مرا اے باد صبا ہے

۲۵۷ — انجم تجھے کچھ خوف نہین روز قیامت | حامی ترا ہر وقت رسولؐ دوسرا ہے — ۱۳

رقیبونکا تری محفل مین کسدن تھا گذر پہلے | عنایت کی نظر اپنپر کہان تھی اسقدر پہلے

تڑپتا تھا کہان سینے مین دل شام و سحر پہلے | نہ تھے عاشق کسی پر ہم نہ تھا درد جگر پہلے

بڑھایا تھا جو لے دل اسقدر رسم محبت کو | انھین شاید نہ تھی ترک وفا مد نظر پہلے

ترا احسان بھی ہوتا ہماری جان بھی بچتی | قضا سے اے مسیحا تو چلا آتا اگر پہلے

نہ دیتا دل کبھی تمکو بلا سے جان ہی جاتی | نہ تھی مجھکو تمھاری بیوفائی کی خبر پہلے

بتو دل لیکے اب کرنے لگے بے اعتنائی تم | وہی آخر کو پیش آیا مجھے تھا جسکا ڈر پہلے

گلا میرا کبھی کٹجائے نہ بازو بھی ترا دکھے | ذرا خنجر کو قاتل تو لگا لے سان پر پہلے

کیا شکوہ جو مین نے اگلی باتونکا تو وہ بولے | فقط وہ امتحان تھا ہمکو منظور نظر پہلے

اگر اس شاہ خوبان کی حضوری مجکو حاصل ہو | تو دونین نذر جا کر درہم داغ جگر پہلے

بنایا کرتا ہے تو اب لاکھون جھوٹ سچ فقرے | کہان آتی تھین یہ باتین تجھے او فتنہ گر پہلے

تمھین معلوم ہوتا کچھ بڑا کیا حادثہ اس پہ
کبھی رہتی نہ تھی آنکھون پہرون چشم تر پہلے

پریشان کرتے تھے کب آگئے مجا بصد گیسو
اُلجھ پڑتے نہ تھے اس طرح تم ہر بات پر پہلے

(۲۵۸) (۵)

اگر ملک عدم کا قصد تم رکھتے ہو اے انجم
مناسب ہے کرو تیار سامان سفر سے پہلے

نہ کرنا ذبح اے ظالم مجھے شمشیر سے پہلے
مجھے آگاہ کر دینا مری تقصیر سے پہلے

ازل کے روز سے آشفتۂ گیسوئے لیلی ہون
نہ کیونکر سلسلہ ہوتا مجھے زنجیر سے پہلے

اثر دکھلایا کیسا جذبۂ شوق شہادت نے
چھری گردن پہ میری پھر گئی تکبیر سے پہلے

نہ کیونکر بعد عارض خط جانان کا تصور ہو
معین درس ہے قرآن کا تفسیر سے پہلے

(۲۵۹) (۱۲)

فروغ اپنا نظر آئیگا انجم روز محشر مین
جو ہوگا عشق صادق حضرت شبیر سے پہلے

تمھین خیال ہمارا اگر نہین نہ سہی
ہمارے حال کی تمکو خبر نہین نہ سہی

مین اب کبھی نہ کہونگا نہ ملیے غیرونسے
نباہ آپ کو مد نظر نہین نہ سہی

جو آپ آئے یہان آپ ہی کا احسان ہے
ہماری آہ کا صاحب اثر نہین نہ سہی

مری طرف سے تمھین ہے خیال کھوٹ کا
چلو مین عاشق شیدا اگر نہین نہ سہی

ہم اپنی روح کو قاصد بنا کے بھیجینگے
ترا گذر جو وہان نامہ بر نہین نہ سہی

خدا کے واسطے عاشق سے کچھ ہنسو بولو
دہن تو رکھتے ہو صاحب کمر نہین نہ سہی

جفا و ظلم کا ایجاد کون مانع ہے
تمہارا اسمین اگر کچھ ضرر نہین نہ سہی

کبھی تو نخل محبت بھی بارور ہوگا
جو آج او چمن آرا ثمر نہین نہ سہی

ہم اپنے سر کو کہین اور جا کے پھوڑینگے
تمھارا اگر سنگ در نہین نہ سہی

ہوائے حسرت دیدار لے اُڑیگی مجھے
مثال مرغ اگر بال و پر نہین نہ سہی

بہت بجا ہے جو وحشی خطاب مجھکو ملا
حضور خیر جو بندہ بشر نہین نہ سہی

(۲۶۰) رسائی آہ جگر سوز کی تو ہے انجم
جو اُنکے کوچے مین اپنا گذر نہین نہ سہی (۲۵۰)

نہ تو گل کوئی نہ بوٹا نظر آتا ہے مجھے
گلشن دل مرا اُجڑا نظر آتا ہے مجھے

دیکھکر کہتا ہے عالم ترے دیوانے کو
کسی دیوار کا سایا نظر آتا ہے مجھے

ملک الموت نہین ہے سر بالین آیا
قاصد اے جان تمھارا نظر آتا ہے مجھے

اُس مسیحا سے جو ظاہر مرض عشق کیا
ہنسکے بولا تجھے سودا نظر آتا ہے مجھے

پھر رقیبون پہ عنایت کی نگاہین ہین وہی
پھر مزاج آپ کا بدلا نظر آتا ہے مجھے

بعد مدت کے جو آئینۂ عارض دیکھا
اپنا بگڑا ہوا نقشا نظر آتا ہے مجھے

اپنے رونے کا تصور جو کبھی کرتا ہون
ایک اُمڈا ہوا دریا نظر آتا ہے مجھے

دیکھنے میرا جنازہ وہ لب بام آئے
اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے

ہے یقین اب دل عاشق تہ و بالا ہونگے
کان مین یار کے بالا نظر آتا ہے مجھے

چاندنی مین جو نکلتا ہے مرا مہ پارہ
چاند کا نور سوایا نظر آتا ہے مجھے

بوسے کے دینے مین تو آج ہے ایسی تکرار
وصل مین وعدۂ فردا نظر آتا ہے مجھے

دل مین ہے عشق صنم پر ہے یہ جوشِ وحشت — عین آبادی مین صحرا نظر آتا ہے مجھے

دوڑ جاتا ہون سوے در وہین ہو کر بیتاب — خواب مین بھی جو وہ آتا نظر آتا ہے مجھے

بیٹھے ہین آج جو خلوت مین وہ بیباکانہ — اُسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

تپش مہر درخشان پہ جو کرتا ہون نگاہ — زخم دل کا مرے پھاہا نظر آتا ہے مجھے

میرے لاشے پہ تجاہل سے وہ فرماتے ہین — کسی بیرحم کا مارا نظر آتا ہے مجھے

آج زلفونکے بنانے مین ہین مصروف حضور — دل کہین آپکا اُلجھا نظر آتا ہے مجھے

لب جان بخش سے قُم کہکے جلایا مجکو — تو تو کچھ رشک مسیحا نظر آتا ہے مجھے

کون کہتا ہے فلک پر یہ شفق پھولی ہے — خون عشاق کا دھبا نظر آتا ہے مجھے

نقد دل نذر جو دیتا ہون کبھی مین جاکر — ہنسکے فرماتے ہین کھوٹا نظر آتا ہے مجھے

مجھ سے فرماتے ہین وہ تذکرہ عشق نہ کر — آج دفتر ہی یہ اُلٹا نظر آتا ہے مجھے

حال کیا پوچھتے ہو درد جگر کا میرے — آج کچھ کل سے زیادہ نظر آتا ہے مجھے

اُنسے خلوت مین جو اظہار کیا اُلفت کا — ہنسکے کہنے لگے فقرا نظر آتا ہے مجھے

کچھ نہ کچھ کی ہے مرے نالۂ دل نے تاثیر — آج مُنھ آپ کا اُترا نظر آتا ہے مجھے

۲۶۱

کہہ گئے تھے وہ ہم آئینگے بشرط فرصت
انجم اس وعدے مین دُگدا نظر آتا ہے مجھے

۸

ایک تیری نگاہ کیا بدلی — سارے عالم ہی کی ہوا بدلی

یہی دو تین ہین جنون انگیز — سبزہ دریا شفق ہوا بدلی

قول جتنے کیے تھے بھول گئے — لے گئے دل بات دلربا بدلی
اُنکے آئینہ کیون خلل ڈالا — ستیاناس ہو ترا بدلی
دل کے بدلے گئی ہماری جان — کیون ادا تونے کج ادا بدلی
تیرے زخمی کی لاش پہ قاتل — روئی آ آ کے بارہا بدلی
تھوپ لی ہمنے دلکے زخمونپر — اُسنے تلوون کی جب حنا بدلی

۲۶۰ — ۷

آسمان ہل گئے طبق ساتون — ہمنے کروٹ جو اک ذرا بدلی

نہ کرنا کوئی چارہ تو کہ یہ درد جگر جاے — تجھے کیا کام اے عیسیٰ جیے کوئی کہ مر جاے
چھکی ہے کنگھی چوٹی اک قیامت ڈھائی اُسنے ہے — بپا اندھیر ہو کاکل جو چہرے پر بکھر جاے
چڑھائے بیٹھے ہو کیون آستین ایذا رسانی پر — ابھی سے ہے زخم دل آ لا ذرا دم لو کہ بھر جاے
مجھے روتے ہوے دیکھا شب وصلت تو وہ بولا — بھلا ایسے برستے مین کوئی کسطرح گھر جاے
گیا جو ڈر کے مارے راستے ہی سے پلٹ آیا — تمھارے کان تک صاحب مری کیونکر خبر جاے
وہ کمسن ہے ابھی کیا جانے مرتا ہے کوئی کیونکر — نہ آئے میری میت پہ نادان کردہ ڈر جاے

۲۶۲ — ۸

تقاضا وصل کا انجم زیادہ نامناسب ہے — کہین ایسا نہو وہ آج پھر انکار کر جاے

خدا نے وہ صورت بنائی تمھاری — کہ عاشق ہے ساری خدائی تمھاری
کوئی صورت وصل جلدی نکالو — بہت شاق ہے اب جدائی تمھاری

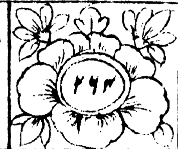
لیا مین نے بوسہ توکیون اتنا بگڑے — یہ اچھی نہین ہے رکھائی تمھاری

مرے دل پہ بس ہو گئی نقش ایجان — وہ اُس دن کی بے اعتنائی تمھاری

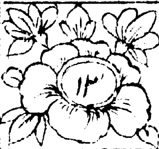
نہ تھی مجھکو اُمید قسمت سے اپنی — خدا ہی نے صورت دکھائی تمھاری

نہ مارو مجھے پھینک کر پھول ایجان — نہ دُکھ جائے نازک کلائی تمھاری

تمھین بے طلب دیدیا دل جو مین نے — یہ ہے میری جان رونمائی تمھاری



وہ بوسے شب وصل جنجھلا کے انجم
یہ اچھی نہین ہاتھا پائی تمھاری



صنم ہے یا خدا کیا جانے کیا ہے — ہمارا دلربا کیا جانے کیا ہے

نہ سنبل ہے نہ کالا ہے نہ ناگن — تری زلفِ رسا کیا جانے کیا ہے

کسی پہلو نہین آرام تجھکو — تجھے اے دل ہوا کیا جانے کیا ہے

نہین معلوم کعبہ ہے کہ قبلہ — خمِ ابرو ترا کیا جانے کیا ہے

مرا دل لوگے تم یا جان لوگے — تمھارا عندیہ کیا جانے کیا ہے

جفاؤن سے تری بھرتا نہین دل — تڑپنے مین مزا کیا جانے کیا ہے

نہین تو اُس سے ہے اُمید بخشش — مگر اُسکی رضا کیا جانے کیا ہے

نظر پھیری نہین تو نے تو ہم سے — یہ پھر عشوہ نما کیا جانے کیا ہے

تصور مین جو کی ہین بند آنکھین — دکھائی دے رہا کیا جانے کیا ہے

بھلا تو آشنا ہوگا کسی کا — ارے ناآشنا کیا جانے کیا ہے

قیامت ہے قد بالا تمھارا
نگاہ فتنہ زا کیا جانے کیا ہے

نکلتا ہے دھوان جو آہ کے ساتھ
یہ اسے دل جل رہا کیا جانے کیا ہے

۲۶
بھلا مین کیا اسے بتلاؤن انجم
وہ مجھ سے پوچھتا کیا جانے کیا ہے
۱۲

درد دل بھی سنا نہین سکتے
اُنسے اُلفت جتا نہین سکتے

ذکر اُلفت بھی لا نہین سکتے
ہم زبان تک ہلا نہین سکتے

ضبط کی تاب لا نہین سکتے
راز اُلفت چھپا نہین سکتے

چار آنکھین جو ہون تو کیونکر ہون
شرم سے سر اُٹھا نہین سکتے

کون پہلو سے اُٹھ گیا اے دل
آپ مین ہم جو آ نہین سکتے

آہ و زاری تو ہے خلاف وفا
ہم تمھین مُنھ دکھا نہین سکتے

ہم تو اُنکے لیے جہان سے گئے
وہ لحد تک بھی آ نہین سکتے

ستیاناس ہو محبت کا
نام قاتل بتا نہین سکتے

عیب تجھکو لگا نہ دے کوئی
اسلیے دل لگا نہین سکتے

بڑھ گئے اسقدر مرے ارمان
دلمین بھی اب سما نہین سکتے

خوف یہ ہے نہ محو ہو جاؤن
نام میرا مٹا نہین سکتے

۲۶۶
ذبح وہ کس طرح کرین انجم
ہاتھ مجھ سے اُٹھا نہین سکتے
۱۱

جنون ابھی تو گریبان مین تار باقی ہے
رُکے نہ ہاتھ کہ فصل بہار باقی ہے

شب فراق کی گھڑیان تو گن چکا اے دل
خدا بچائے کہ روز شمار باقی ہے

اُڑاتی پھرتی ہے بیکار خاک گلیون کی
صبا ابھی تو ہمارا غبار باقی ہے

نہین ہے دیر یہان اپنی جان جانے مین
تمھارے آنیکا بس انتظار باقی ہے

ہوئی ہین اور تو سب دلکی حسرتین پوری
بس ایک حسرت دیدار یار باقی ہے

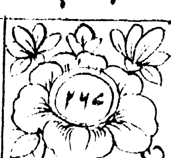
خطِ غبار مین لکھا جو خط ہوا ثابت
کہ دلمین یار کے اب تک غبار باقی ہے

ہزارون گالیون پر بھی نہ نکلی دلکی بھڑاس
یہ دلمین آپ کے کب کا بخار باقی ہے

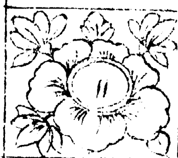
ذلیل و خوار ہمین کر چکا زمانے مین
ابھی کچھ اور دل بیقرار باقی ہے

لپٹ لپٹ کے نہ کسطرح سوؤن مرقد سے
کہ دلمین آرزوے وصل یار باقی ہے

براے پنجتن پاک وہ بھی پوری ہو
جو آرزو مری پروردگار باقی ہے



نصیب تھا ہمین جو کچھ وہ نذر یار کیا
بس انجم ایک دل داغدار باقی ہے



جو واقف ہو تم دلکے حالات سے
دُکھاؤ نہ پھر یون ہر اک بات سے

زیادہ جو ہے اپنی اوقات سے
وہ ہے آپ ہی کی عنایات سے

سہے کون ہر روزکا رنج و غم
مین باز آیا ایسی ملاقات سے

نہین مین مسلمان کافر سہی
مگر آپکو کیا مری ذات سے

مرا حال دل تو جو سنتا نہین
بھرے ہین ترے کان کسن بات سے

نہ ہوگا میسر کبھی وصل یار
دلا باز آ ان خیالات سے

شب وصل دُگھدا جو تھا صبح کا کھٹکا
وہ جاگا کیے دو گھڑی رات سے

دیا دل تو اُس بے وفا کو مگر
خدا ہی بچائے گا آفات سے

چلے جوش وحشت مین صحرا کو ہم
جو نکلے بھی کُنج خرابات سے

ہٹا دو جو زلفون کو چہرے سے تم
نکل آے دن دوپہر رات سے

۲۶۸

رکھا آسمان اُنکے قدمون پہ سر
لیا بوسۂ پا اسی گھات سے

۱۱

مری آہ بھی پُر اثر ہو گئی
کہ اُس بے خبر کو خبر ہو گئی

گلے پر مرے پھیری قاتل نے تیغ
تلافیِ دردِ جگر ہو گئی

نہ احسان قاصد گوارہ کیا
مری روح خود نامہ بر ہو گئی

وہ آنے لگے جب مری قبر پر
مری خاک خود راہ بر ہو گئی

وہ کاجل لگاتے ہین آنکھون مین اب
اگاوٹ جو مدنظر ہو گئی

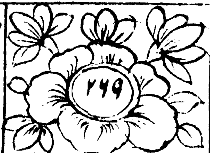
پس مرگ بھی جوش وحشت رہا
مری خاک بھی دربدر ہو گئی

نہ آیا ابھی تک وہ وعدہ خلاف
سر شام کی دوپہر ہو گئی

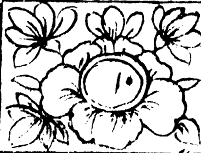
لگا پھر ٹپکنے مرا زخم دل
خدا جانے کسکی نظر ہو گئی

مین سمجھا تھا مر جاؤنگا ہجر مین
خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی

تری بھولی باتون نے بسمل کیا
یہ میٹھی چھری کارگر ہو گئی



نکل جائینگی حسرتین آسمان
جو امداد خیر البشر ہو گئی



تم جو وعدہ نہ کر گئے ہوتے	ہمتو مدت کے مر گئے ہوتے
پھول رکھنا نہ تھا جو تربت پر	کاش پتھر ہی دھر گئے ہوتے
در گذر تم نہ کرتے گر صاحب	جان سے ہم گذر گئے ہوتے
آہو دن کو جو تم دکھاتے آنکھ	نشئے سب کے اُتر گئے ہوتے
خیر گذری نہ روئے ہجر مین ہم	ورنہ جل تھل تو بھر گئے ہوتے
ابھی کیون تم نے پھیری جھپنے نگاہ	زخم دل اور بھر گئے ہوتے
قہر تھا وہ جو آتے محشر مین	حشر ہوتا جدھر گئے ہوتے
کھولدی دلکی چوری آنکھون نے	ورنہ وہ تو مکر گئے ہوتے
تم جو آتے تو کیا نہ مرتا مین	مگر اپنی سی کر گئے ہوتے



دل کو گھر ہی مین چھوڑ جاتے تم
آسمان جب اُدھر گئے ہوتے



بطرز دلبری بیداد کیجے	جفاؤن مین ادا ایجاد کیجے
ہماری عاجزی اعجاز ہو جائے	پیمبر ہون اگر آزاد کیجے
یہ کیسا عالم بالا کا جھگڑا	اجی پہلو مرا آباد کیجے
لہو ملکر شہیدونین سے ملے ہین	ہمارے نام پر بھی صاد کیجے

تمنا بڑھ نجاے حد سے زائد
ہمیں شاہ نجف اب یاد کیجے
ہماری خاک سے صحرا بھرے ہین
جہان تک چاہیے برباد کیجے
اشارون نے تو لیلی جان صاحب
ذرا منہ سے بھی کچھ ارشاد کیجے
پریشان ہے بہت انجم خدارا
شہید کربلا امداد کیجے

۲۷۱ — ۷

مزاج یار رہو جاے نہ برہم
نہ اے انجم بہت فریاد کیجے

اُسنے آنیکا جو وعدہ کیا جاتے جاتے
دم مرا سینے مین رُکنے لگا آتے جاتے
خاک مین مجھکو جو تم نے نہ ملایا نہ سہی
لاش ہی میری ٹھکانے سے لگاتے جاتے
تیرے دیوانوںکا دیکھے تو کوئی جوش و خروش
سوے محشر بھی ہین اک شور مچاتے جاتے
ہمتو سمجھے تھے کہ نالونسے تسلی ہوگی
یہ تو ہین درد مین درد اور بڑھاتے جاتے
ساتھ لینا تھا ہمین بھی تجھے او پیک صبا
ہم بھی ہمراہ ترے ٹھوکرین کھاتے جاتے
تم نے کاندھا نہ دیا لاش کو میری نہ سہی
ایک ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاتے

۲۷۲ — ۱۷

یون نہ جانا تھا اُنھین پاس سے اُٹھکر انجم
کوئی آفت ہی مرے سر پہ وہ ڈھلتے جاتے

عبث وہ تندخو مجھ سے خفا ہے
کوئی پوچھو تو میری کیا خطا ہے
جہان مین ایک آفت سی بپا ہے
بھلا یہ کونسی تیری ادا ہے
بُرا ہو اس محبت کا الٰہی
کہ عاشق کے لیے یہ بھی بلا ہے

حسین تمکو بنایا ہے خدا نے ۔ جو ہم عاشق ہوئے تو کیا خطا ہے
کیا کرتے جو ہین ہر وقت فریاد ۔ سُنا ہے آہ کو ہم نے رسا ہے
نہ پوچھا اُس مسیحا سے کسی نے ۔ ترے بیمار کی بھی کچھ دوا ہے
کبھی سنتے ہین گر وہ میری آواز ۔ تو ہنس کر کہتے ہین دیکھو تو کیا ہے
ہمارے دل نے ہم پر قہر ڈھایا ۔ تری جلاد اِسمین کیا خطا ہے
نہین سُنتا جو میرا حال دل تو ۔ کسی نے تجھ سے کیا کچھ کہدیا ہے
ہماری مشکلین آسان کردو ۔ تمھارا نام تو مشکلکشا ہے
لگا دی ہے جو دلمین آگ اُسنے ۔ تو پانی چشم ترمین بھر دیا ہے
جو بلبل کر رہی ہے چہچہے آج ۔ چمن مین کوئی تازہ گُل کھلا ہے
عبث مرتا ہے اُس بیرحم پر تو ۔ دل نادان یہ تجھکو کیا ہوا ہے
کھڑے ہین چپکے چپکے پٹ کی آڑمین وہ ۔ ہمارے دلمین اک کھٹکا لگا ہے
کرون کیون دل نہ مین رو رو کے خالی ۔ کہ آنکھون مین مری دریا بھرا ہے
کیا کرتا ہے گردش رات دن کیون ۔ ترا اے آسمان کیا سر پھرا ہے



پیوے خوب جی بھر بھر کے انجم
قیامت تک درِ توبہ کھُلا ہے



ہمین زاہد جو کافر جانتا ہے ۔ تو پھر پتھر کو تو کیون مانتا ہے
نہ پوچھا اُسنے مجھکو کون ہے تو ۔ ہوا ثابت کہ وہ پہچانتا ہے

نہ مجھ سے پھیر مُنھ کافر خدا را / ارے قرآن کیون گردانتا ہے

کہون کس سے کہ کیا ہے پاس میرا / اُسے کچھ میرا جی ہی جانتا ہے

بہت چاہا نہ بولون یار تجھ سے / مگر ظالم یہ دل کب مانتا ہے

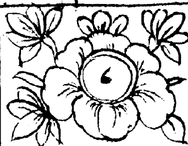
نہین چھلنی ہمارا دل نہو گا / ہماری بات کیون تو چھانتا ہے

نہ دینگے جان ہم کہنے پہ اُسکے / رقیب روسیہ کیون تانتا ہے

بھلا کیونکر اُسے سمجھائے کوئی / وہ کافر کب کسی کی مانتا ہے



غضب ہے چھیڑنا اُس فتنہ گر کو / یہ انجم دلمین کیا تو ٹھانتا ہے



چل بسے جو کہ تھے جانے والے / اب نہین پھر کے وہ آنے والے

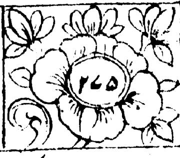
مجھکو دکھلا دے مرا اختر بخت / چاند سورج کے بنانے والے

لوگ کہتے ہین تمھین راحت جان / تم تو ہو دل کے دُکھانے والے

ہم سے اور بار مصیبت اُٹھے / ہم تو ہین ناز اُٹھانے والے

تیری رحمت ہے غضب پر غالب / روز محشر کے ڈرانے والے

کبھی بھولے سے ادھر بھی آجا / سوتے فتنے کے جگانے والے



دل بھی مل ڈال کبھی انجم کا / ارے مہندی کے لگانے والے



ترے ہی سر کی مجھے قسم ہے بیان زیادہ نہ اسمین کم ہے

بیان

کہان یہ سنبل مین پیچ و خم ہے جو تیری زلفون مین اے صنم ہے
نہ نکلی اسپر بھی جان مضطر کہ تو نے پھیرے ہزارون خنجر
یہ دل مین اپنے سمجھ سمجھ کر ابھی تلک باقی ابھی دم ہے
جفائین تیری اٹھائین لاکھون کبھی نہ شکوہ زبان سے نکلا
نہ تو نے اسپر بھی قدر جانی یہ کیا ستم ہے یہ کیا ستم ہے
ہوا یہ ثابت مری طرف سے ہے اسکے دلمین غبار باقی
غبار کے خط مین اسنے اے دل جواب نامہ کیا رقم ہے

۲۷۶
کسی کو خط لکھ رہے ہو کیا تم تمھارے ہوش و حواس ہین گم
یہ آج کیا فکر ہے جو انجم جھکا ہے سر ہاتھ مین قلم ہے

باعث ترک ملاقات بتاؤ تو سہی
چاہنے والا کوئی ہمسا دکھاؤ تو سہی
کیسی ہوتی ہے محبت نہین معلوم تمھین
ایک دو دن کہین دل تم بھی لگاؤ تو سہی
بیوفائی کی ہے تہمت چلو مانا ہم نے
ہان بھلا ہم سے ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی
جان دیدونگا مگر تمکو نہ جانے دونگا
اٹھ کے پہلو سے بھلا تم مرے جاؤ تو سہی
نہین ملنے کی جو مرضی ہے نہ ملنا ہمسے
بات کرنا کہ نہ کرنا مگر آؤ تو سہی
دیکھ لو جیتے ہین یا مرتے ہین مشتاق صدا
اپنی آواز ذرا انکو سناؤ تو سہی

۲۷۷
بیطرح بگڑے ہوے بیٹھے ہین جانیکے لیے
آسمان آج کوئی بات بناؤ تو سہی

آسمان باغ بھی ہے یار گل اندام بھی ہے
ے بھی ساقی بھی ہے شیشہ بھی ہے جام بھی ہے

تجھکو چاہا تو بتا کونسی تقصیر ہوئی
ظلم کے واسطے ظالم کوئی الزام بھی ہے

ہجر مین تیرے کسی نے نہ خبر لی آکر
ایک نالہ وہی جو صبح بھی ہے شام بھی ہے

روز تم بیٹھے کھلاتے ہو شگوفے تازے
یہ تو بتلاؤ تمھین اور کوئی کام بھی ہے

کیون تڑپتا ہے دلا آٹھ پہر سینے مین
ارے کمبخت گھڑی بھر تجھے آرام بھی ہے

کوئی تقصیر بھی بتلاؤ کہ ناحق ناحق
ل بھی ہے تیورو نپر منھ پہ دشنام بھی ہے

۲۷۸

آپ کو چاہیے انجم پہ ترحم کرنا
چاہنے والا بھی ہے آپکا بدنام بھی ہے

۹

خدا جانے وہ یار آئے نہ آئے
لحد مین بھی قرار آئے نہ آئے

نہ آئے دو گھڑی کو ایک دن تم
بلا سے دو ہزار آئے نہ آئے

محبت اس لیے ظاہر نہین کی
کہ تمکو اعتبار آئے نہ آئے

نہ آئے تم عیادت کو ہماری
تمھین کیا اور چار آئے نہ آئے

یہ صورت اور یہ بھولی بھولی باتین
تمھین بتلاؤ پیار آئے نہ آئے

تری محفل مین او قتال عالم
یہ تیرا دل فگار آئے نہ آئے

اڑائین خاک تیرے در کی اغیار
مرے دلمین غبار آئے نہ آئے

خزان ہی مین دکھا دے جوش وحشت
جنون فصل بہار آئے نہ آئے

۲۷۹

ہوے تم عشق مین بدنام انجم
اسے ملنے مین عار آئے نہ آئے

۷

باغ عالم کا یہی اسلوب ہے
کوئی طالب ہے کوئی مطلوب ہے

کون کہتا ہے جفاؤن کو بُرا
جو ادا ہے تیری خوش اسلوب ہے

کسطرح عاشق اُنھین راضی کرے
کوئی کیا جانے کہ کیا مرغوب ہے

کیون نہ آنکھون سے گرا شکون کے ساتھ
اور رے دل اُفتادگی ہی خوب ہے

بیخودی مین ہوگئین گستاخیان
مین ہون شرمندہ تو وہ محجوب ہے

ابتو ہم سے رنج وغم اُٹھتے نہین
دم نکلجائے تو ایدل خوب ہے

خاک انجم رنگ دیوےگی غزل
یہ زمین سرتا بہ پا مرطوب ہے

درد سے مملو ہے جو آواز ہے
ہر صدا مین اک طرح کا ساز ہے

خندہ زن مجھپر خلائق کیون نہو
کوئی کیا جانے کہ یہ کیا راز ہے

جور پر جور اسلیے کرتا ہے وہ
اُسکو اپنے ناز پر بھی ناز ہے

کسکا جلوہ دیکھا وقت جانکنی
مرنے پر بھی چشم حیرت باز ہے

اُسکے آتے ہی چلے ہم جان سے
لیجیے انجام کا آغاز ہے

حال دل اُنسے چھپا سکتا نہین
میری حیرت آپ ہی غماز ہے

دم ہی دم مین دم ہمارا لے لیا
آسمان کیا یار بھی دمباز ہے

دل آفت رسیدہ پر مرے بیداد کسنے کی
مجھے بھولا ہوا تھا کون کسکی یاد کسنے کی

دکھا دی کسنے صورت تجھکو تیگی اُڑ سے اپنی | جفا تجھپر یہ در پردہ دل ناشاد کسنے کی
قیامت کس لیے آئی یہ محشر کیون ہوا برپا | کلیجہ تھام کر ظالم تری فریاد کسنے کی
تجھے او دل محبت کا مزا بتلا دیا کسنے | تری مٹی خراب و خانمان برباد کسنے کی
کسے تھی جان دوبھر اپنی ایسا کون بیدل تھا | خدا جانے جہانمین عاشقی ایجاد کسنے کی
نہین آیا سرِ بالین جو وہ عیسی نفس میرا | بوقت جان کنی پھر یہ مری امداد کسنے کی

۲۸۲
مرے دلمین ارے انجم بنایا کسنے گھر اپنا | مری اُجڑی ہوئی بستی یہ پھر آباد کسنے کی
۱۰

پانون ہم اُنکے ایک بار پڑے | کوسنے ہم پہ دو ہزار پڑے
دل سے نے بندہ بنا دیا بت کا | ایسے دل پر خدا کی مار پڑے
چل بسے اور ساتھ والے سب | رہ گئے ہم نحیف و زار پڑے
کرے وعدہ نہ جب وہ کوئی ٹھیک | دلکو کس طرح پھر قرار پڑے
دیکھکر اپنے در پہ کہتا ہے | ایسے رہتے ہین دو ہزار پڑے
کام سلجھا نہ میرا صورت زلف | پیچ پر پیچ بے شمار پڑے
اُسکے کشتون مین ناتوان ہو نمین | اُڑ کے کیونکر لہو کی دھار پڑے
ہم نہ چھوڑینگے اس ادا کا عشق | دل پہ چھریان لگین کٹار پڑے
دم مرا گھٹتا ہے اُٹھا ناصح | یہ گریبان کے ہین جو تار پڑے

۲۸۳
مختصر کر پیام وصل انجم | کہ صبا پر نہ کوئی بار پڑے
۹

غضب لائی ہماری ناتوانی
ہوئی مشکل زبان تک بات آنی

ذرا محشر تو ہولے دیکھ لو نگا
دھری رہجائیگی سب لن ترانی

محبت کے لیے سن کی نہین قید
ضعیفی کیسی اور کیسی جوانی

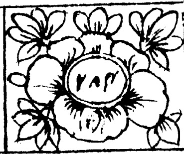
نہین کسطرح جو کچھ دلمین آئے
ہماری تو نے کسدن بات مانی

نہین تیری ادا او بانی جور
کوئی تلوار ہے یہ اصفہانی

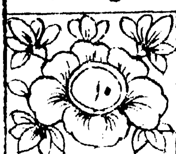
مرے دل نے ترا نقشہ وہ کھینچا
کہ حیران رہ گئے بہزاد و مانی

نہین آنکھون پہ یہ پلکین تمھاری
لکھے ہین بیت ابرو کے معانی

رہیگی سرد مہری گر تمھاری
جگر ہو جائیگا گھل گھل کے پانی



لگا اُس بیوفا پر جان دینے
یہ تو نے آسمان کیا دلمین ٹھانی



سرخرو ہوتے مری جان ہم تمھارے سامنے
گر نکل جاتا ہمارا دم تمھارے سامنے

اور تو اچھا ہے سب عالم تمھارے سامنے
ہان بُرے گر ہین تو بس اک ہم تمھارے سامنے

دوستی سے کب ہمارا حال سکتے ہین رقیب
ہان تمھارے ہونے کو بر ہم تمھارے سامنے

بیگناہی کا تو اپنی مجھکو دعوےٰ ہے مگر

ہوا ہی جاتا ہے مرا سر خم تمھارے سامنے

مین ہی کیا ہون اور میری گریہ وزاری ہے کیا
کچھ نہ تھا جب گریۂ آدم تمھارے سامنے

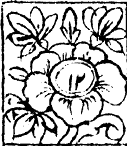
وائے قسمت جو کہ ہین محرم وہ نامحرم سبنے
اور نامحرم سبنے محرم تمھارے سامنے

تم سے مارا ہے جسے دیکھون جلائے تو سہی
آئے تو کوئی مسیحا دم تمھارے سامنے

سچ تو کہتے ہو بھلا کیونکر نہ تم جانو غلط
جب غلط ہو جائے دلکا غم تمھارے سامنے



تمکو خالق نے دیا نور ولائے اہلبیت
کیا ہے انجم نیر اعظم تمھارے سامنے



بیان جو اُسنے بھی دلکا مدعا کرتے
سوائے جور و ستم آسمان وہ کیا کرتے

ہمارے ہاتھ نہ تھے کاٹنا تمھین لازم
کہ ہم انھین سے تمھارے لیے دعا کرتے

ہمارے دلکے عوض کیون نہ رکھدی چنگاری
کہ عمر بھر تری فرقت مین ہم جلا کرتے

ہمارے ساتھ ہی سویا نہ تو کبھی آکر
تمام رات بلائین تری لیا کرتے

گناہ کھولدیے ہمنے سب ترے آگے
کہ شرم آتی تھی تجھسے ہمین حیا کرتے

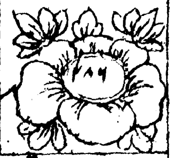
رسائی ہوتی ہماری اگر ترے در تک
تو ہم بھی شکر کا سجدہ کوئی ادا کرتے

بہا دیے مرے دیدے بُرا ہو گریہ کا
یہ کم تھا آنکھون کے پردے مین وہ پھرا کرتے

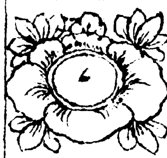
ترا مین چاہنے والا نہ تھا تو ہی بتلا
ترا جو نام نہ لیتا نکیر کیا کرتے

ہزار شکر کہ محشر کا چُک گیا جھگڑا
یونہین وہ سر پہ قیامت بپا کیا کرتے

کسی کا نام زبان پر ضرور ہی رہتا
صنم صنم جو نہ کرتے خدا خدا کرتے



نہ دیکھا یار کو خنجر بکف کبھی انجم
کہ بڑھ کے اونکے سرا پنا ہم دیا کرتے



یہ بھی نہ پوچھا تم نے انجم جیتا ہے یا مرتا ہے
واہ جی واہ عاشق سے کوئی ایسی غفلت کرتا ہے

نئی جوانی سنئے نویلے نادان الڑھ اور البیلے
سچ پوچھو تو تمکو صاحب دل دیتے جی ڈرتا ہے

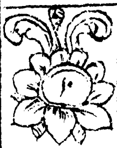
پوچھتے کیا ہو حال ہمارا جینے کا ہے کون سہارا
رو لیتے ہین جی بھر بھر کر جب غم سے جی بھرتا ہے

اُنسے نہین کچھ شکوہ ہمکو اُنسے نہین کچھ رنج وملال
کس سے اے دل عشق کیا کس سے چاہ کو برتا ہے

روتے روتے ہجر مین کیونکر جینے سے دل سیر نہو
کہتے ہین تالاب بھی صاحب چھینٹون چھینٹون بھرتا ہے

مجھکو تو دل دینے مین کچھ عذر نہین اے جان جہان

سچ تو یہ ہے دل ہی خود کچھ آگا پیچھا کرتا ہے


سیل سرشک غم سے انجم خانۂ دل برباد نہو
دیکھو دیکھو کعبہ کی بنیاد مین پانی مرتا ہے


یہ خون جگر رایگان ہو رہا ہے
کہ آنکھون سے اپنی روان ہو رہا ہے

ستم کے اُٹھانیکی طاقت نہین ہے
ابھی تو یہ دل ناتوان ہو رہا ہے

ابھی تو نہین آئی فصل بہاری
گریبان یہ کیون دھجیان ہو رہا ہے

الٰہی یہ کیا ہے دیا تھا جسے دل
وہ اب اپنا خواہان جان ہو رہا ہے

کہان روز محشر کہان کسکی پرسش
ابھی تو مرا امتحان ہو رہا ہے

چھپائے سے چھپتی نہین دلکی چوری
نگاہون سے تیری عیان ہو رہا ہے

وہ ملجائے تو سر سے سر کو اُتارون
کہ اب سر یہ بار گران ہو رہا ہے

کہان مین کہان تو کہان تیری الفت
عبث مجھ سے تو بدگمان ہو رہا ہے

ہوا ہے شاید کہ خون تمنا
کہ دامن ترا خونچکان ہو رہا ہے

۲۸۸ یہ کہتے ہین انقلاب زمانہ
کہ غیر اب مرا راز دان ہو رہا ہے


ولہ

اثر آہ کا اب عیان ہو رہا ہے
وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے

پھرے اب مرا دل نہین مجھکو باور
جہان یہ گیا ہے وہان ہو رہا ہے

نکیرین پوچھین تو بتلاؤنگا کیا
ترا نام ورد زبان ہو رہا ہے

تصور ترا ہے احاطہ سے باہر
مکان اب مرا لامکان ہو رہا ہے

الٰہی سنینگے وہ کیا کان دھر کر
یہ کیون دلمین جوش فغان ہو رہا ہے

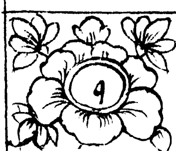
کہان کی یہ ہے گرمی سوز فرقت
کہ اخگر ہر اک استخوان ہو رہا ہے

ہوا تیرہ و تار سارا زمانہ
یہ آہون کا اپنی دھوان ہو رہا ہے

فرشتون نے کیا میری فریاد سُن لی
یہ کیون الامان الامان ہو رہا ہے



کہین بھر بھرا سے نہ دل تیرا انجم
کہ پھر ذکر تاب و توان ہو رہا ہے



اگر دم بھی نکل جاسے نہ حسرت دل سے نکلیگی
نہ انجم بات تسکین کی لب قاتل سے نکلیگی

نہین اچھی یہ وقت نزع باتین صلح کی ہم سے
ہماری جان اسے عیسیٰ نفس مشکل سے نکلیگی

نہ پوچھو مجھسے کوئی کچھ وفا پر مین تو مرتا ہون
شکایت بھی تمنا بنکے میرے دل سے نکلیگی

شب فرقت بلا کیا ہے اگر دم بھر کو آجا تو
تڑپ کر حسرت وصلت دل بسمل سے نکلیگی

مجھے آب بقا سے کیا وہ بدقسمت ہون مین تشنہ
نہ کوئی بوند ہرگز خنجر قاتل سے نکلیگی

جو اپنی ضد پہ تو آجا نہین کچھ بات جان بخشی

اجل تھامے ہوے دامن تری محفل سے نکلیگی

سمجھ لینا عزیزو تم کہ نکلین حسرتین دل کی
اگر میت ہماری کوچہ قاتل سے نکلیگی

مری آہ سحر کا سا کوئی نالہ تو کر مجنون
کلیجہ تھام کر لیلیٰ ابھی محمل سے نکلیگی

۲۹۰

جو لینا ہے تو لے لے جان انجم اپنی دیتا ہے
یہ شہرت تیر ہی بنکر تری محفل سے نکلیگی

۴

کسیکا نام بڑا ہو کسی کی ذات بڑی
بڑائی جسکو خدا دے اُسکی بات بڑی

مقابلہ شب فرقت کا روز حشر سے کیا
کبھی سے کے دن بڑے صاحب کبھی کی رات بڑی

ہم اپنی جان تلک تمپہ صدقے کرتے ہین
ہمارے سامنے دل کیا ہے کائنات بڑی

۲۹۱

لگا کے غیر سے دل اُسکو اپنے بس مین کیا
یہی تو آپ نے انجم سے کی ہے گھات بڑی

۱۸

جسپر اپنی جان جاتی ہے وہ دلبر اور ہے
جسکا مائل دل ہے اپنا وہ فسونگر اور ہے

جام میرا اور ہے میکش کا ساغر اور ہے
ساقیِ مے اور ہے ساقیِ کوثر اور ہے

کیون نہ پھیر ا باڑھ رکھکر تو نے گردن پر مری
کام جو بے باڑھ کرتا ہے وہ خنجر اور ہے

جان جانے مین نہین کچھ دیر کیون گھبرا گئے
آپکی فرصت مین باقی ایکدم بھر اور ہے

آگ الفت کی اگر چہ نکلیگی بھی تو ایک دل
طور کو جسنے جلایا ہے وہ اخگر اور ہے

آپکی جادو نگاہی کا نہین قائل کوئی
جسکے سینمین دل ہے میرا وہ فسونگر اور ہے

لوگ دلکو کہتے ہین ہمکو تو یہ باور نہین
آپکا جسجا گذر ہوتا ہے وہ گھر اور ہے

سنگ خارا سے کوئی تشبیہ دلکو دیگا کیا
پوجتا ہے جسکو اک عالم وہ پتھر اور ہے

آسمان تمکو برا سمجھے یہ ناحق ہے گمان
کیا زمانہ مین کوئی تمسے بھی بہتر اور ہے

آپکے در سے اُٹھائین ہم بھلا ممکن ہے یہ
آپکا سودا ہو جس سر مین وہ سر اور ہے

ہو مبارک آپکو الماس و یاقوت و گہر
جس سے آرائش ہو عاشق کی وہ زیور اور ہے

کیون لگا کرنے عداوت مین رقیبون سے بھلا
میری قسمت اور ہے اُنکا مقدر اور ہے

مسجد و بتخانہ و دیر و حرم سے ہمکو کیا
سجدہ گاہِ عام کہیے جسکو وہ در اور ہے

اے شب فرقت شب وصلت کا جھگڑا چک گیا
اب ترا بیمار فرقت کوئی دم بھر اور ہے

نامہ و پیغام میرے اور ترے کیونکر بنے
تیرا مرسل اور ہے میرا پیمبر اور ہے



ایک ٹھوکر مین تو لے لی جان تو نے اے مسیح
جان آنیکے لیے بس ایک ٹھوکر اور ہے



تیری الفت عجب بلا کی ہے
ابتدا ہی مین انتہا کی ہے

ہم نہین چاہین تم کرو اغماض
یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

حشر ہے لے چلا وہین دل زار
اک قیامت جہان رہا کی ہے

تمکو ہم چاہین اسے معاذ اللہ
سچ تو یہ ہے بڑی خطا کی ہے

دل پسند آئے یا جگر اُسکو
مرضی اُس تیغ آزما کی ہے

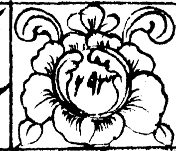
دل ہے حسرت مین کعبہ سے زاہد — اسکی خود آپ نے بنا کی ہے

حسرتین دلمین ہو رہی ہین شہید — سیر کعبہ مین کربلا کی ہے

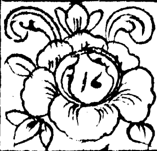
کون باقی ہے عاشقون مین اب — کیون قیامت بھلا بپا کی ہے

رنگ جمتا نہین محبت کا — یہ بھی شوخی تری حنا کی ہے

لیکے دل ہم کو کر دیا بیکار — واہ کیا خوب چیز تا کی ہے



اک ادا تو نہین ہے اُس بت کی
کیون نماز آسمان قضا کی ہے



جس ادا کا زمانہ شاکی ہے — آپ کی چشم سرمہ سا کی ہے

خوب وعدہ کیا تھا وعدہ خلاف — حشر تک دوپہر ڈھلا کی ہے

تھام کر دل کو رہ گئے ہین ہم — آنکھ سے آنکھ جب ملا کی ہے

لاش پر تیرے کشتۂ غم کی — مدتون آرزو ہنسا کی ہے

بت پرستی وہان سے چلے کیونکر — ساری خلقت جہان خدا کی ہے

دل ہی پہلو سے لے گیا میرے — واہ کیا خوب چیز تا کی ہے

جسکو کہتے ہین لوگ جان پرور — نکہت اُس گیسوے رسا کی ہے

ہے یہ حسرت نگہ کو کیا کہیے — دلمین کس طرح اسنے جا کی ہے

آج کیا روئین شام فرقت کو — عمر اپنی یونہین کٹا کی ہے

جان سے بڑھکے کیون نہو دل کو عزیز — اسمین الفت تری رہا کی ہے

کام آیا نہ واے ناکامی ‏— دل پہ اُلٹی چھری پھرا کی ہے

موت پھر پھر گئی ہے آ آ کر ‏— جب نظر آپ کی پھرا کی ہے

ہمکو بندہ بنا لیا تم نے ‏— یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

جسکو کہتے ہین آنکھ کی پتلی ‏— صورت اُس صورت آشنا کی ہے

ٹھوکرین کھاے فتنۂ محشر ‏— وہ ادا میرے دلربا کی ہے

مرتے دم بھی کھلی رہین آنکھین ‏— آرزو کسکے خاک پا کی ہے

۱۹۴ ‏— ۷

تم نے جب آسمان کیا نالہ ‏— دل تو کیسا زمین ہلا کی ہے

دیکھ لو صاحب ادھر ناز و ادا سے ‏— آج ہے جوبن عجب نام خدا سے

ہم نے یہ مانا نہین آپ مسیحا ‏— ٹالتے ہین آپ کیون دیکے دوا سے

مین نے کہا ہجر مین مر رہا ہوئین ‏— ہنسکے لگے کہنے وہ مری بلا سے

کیون نہ لہو ہوکے دل آنکھون سے بہتا ‏— تیر نگہ تھے تیرے خون کے پیاسے

مجھکو شکایت نہین ظلم و ستم کی ‏— آپ اُٹھاتے ہین کیون ہاتھ جفا سے

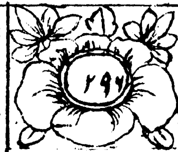
کشمکش آرزو کچھ نہ ہوئی کم ‏— اتنی شکایت رہی آہ رسا سے

۲۹۵ ‏— ۵

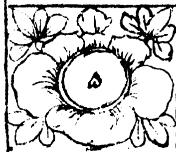
جب نہ تھے تیرے حواس آسمان بجا ‏— تیری شکایت نہین کوئی بھی جا سے

بات تھی وہ کونسی جو بہر موسیٰ رہگئی ‏— اک فقط دیدار کی تیرے تمنا رہگئی

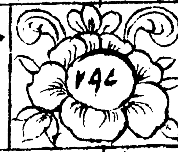
کہتے جاتے ہیں خوشی سے آؤ ملجاؤ گلے
ہم نے گر لپٹا لیا تو آپ کی کیا رہگئی
دلبری دلربا تو نے کچھ بھی نہ کی
ولہ
ہم سے او بیوفا تو نے کچھ بھی نہ کی



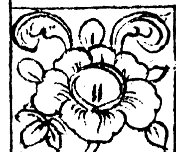
ہم ہوے جان بلب انکا بگڑا نہ کچھ
یہ تو ناز و ادا تو نے کچھ بھی نہ کی



شاید از لطف کند یار نگاہے گاہے
با دل چاک نشینم سر راہے گاہے
نامرادی زمراد آمدنت مارا نیست
چون تمناے دل آئی ولے گاہے گاہے
ترسم اے یار کہ گوید کسے غفلت پیشہ
نظر انداز کن جرم گناہے گاہے
چون کنم قطع ترحم ز دل پرارمان
تو ئی جانا و توئی پشت پناہے گاہے



حالت زار بدان یار چسان شرح کنم
میشود بخت سیہ چشم سیاہے گاہے



دلم بردی نگار من چہ کردی
بگو صبر و قرار من چہ کردی
چو یار آمد برون رفتی تو از تن
چہ کردی جان زار من چہ کردی
ندادی توتیای خاک پایش
علاج انتظار من چہ کردی
فشاندی بر سر راہ حسینان
صبا تو با غبار من چہ کردی
مرا مدہوش کردی از مئی عشق
چہ کردی بادہ خوار من چہ کردی
چہ در محشر ز تو امید دیدار
بوقت احتضار من چہ کردی
کجا اندا ختی اے جان دلم را
چہ کردی ہمکنار من چہ کردی

از دست ظلم تو فریاد فریاد / خزان باغ و بهار من چه کردی
اسیر زلف خوبانم نمودی / دل بے اختیار من چه کردی
مزاج یار برهم شد صد افسوس / چه کردی اضطرار من چه کردی

۲۹۸

شده انجم ز بوئے مست و مدہوش / نسیم زلف یار من چه کردی

۱۱

لی خبر تو نے نہ قاتل میری / روح تڑپی صفت دل میری
تیغ کھینچی نہ ستمگر تو نے / ہوئی آسان نہ مشکل میری
جوش وحشت نہ اٹھا لینا قدم / کھوٹی ہو جائے نہ منزل میری
مین تو سر دینے پہ بھی حاضر ہون / مانتا ہی نہین قاتل میری
پھر محبت نے اثر دکھلایا / پھر طبیعت ہوئی مائل میری
مین تو اس بت سے اٹھا بیٹھون ہاتھ / لیک سنتا نہین یہ دل میری
غرق بحر غم الفت ہو نہین / ہوتی تربت لب ساحل میری
میری وحشت سے جو گھبراتی ہے / شور کرتی ہے سلاسل میری
حسرت اے دل نہ نکلنے پائے / اس سے ہے رونق محفل میری
میری پابندی سے گھبرا گھبرا / پانون پڑتی ہے سلاسل میری
اٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار / رہگئی آرزوئے دل میری
مین ترے ہجر مین مر ہی جاتا / موت بھی مجھسے ہی غافل میری

تیغ چلتی نہین گردن پہ مری
سخت جانی کی ہے قائل میری

وعدۂ وصل پہ وہ چپ ہی ہین
بات ہو جائیگی حاصل میری

دل تڑپتا ہے جو سینے مین مرا
روح بھی ہوتی ہے بسمل میری

تو جو سنتا نہین میری فریاد
سُن ہی لیگا کوئی عادل میری

دل سے حسرت جو نکلجائیگی
خالی رہجائیگی محمل میری

روز محشر سے ڈراون کیا خاک
کوئی سنتا ہے وہ جاہل میری

۲۹۹

شب غم ہجر مین تیرے آفت
ہو گئی جان یہ قاتل میری

۸

مانا تو کیا کر ستم ایجاد کسی کی
سنلے گا کبھی تو کوئی فریاد کسی کی

بے وجہ مکدر نہین یہ چرخ ستمگر
مٹی نہ ہوئی ہو کہین برباد کسی کی

خود صورت آئینہ رہا کرتا ہون حیران
آجاتی ہے صورت جو کبھی یاد کسی کی

ہر روز نئے صدمے اُٹھائے نہین جاتے
اچھی نہین اُلفت دل ناشاد کسی کی

کیون دلکو نہ سمجھون ترے کعبہ کے برابر
ڈالی ہوئی ہے یہ بھی تو بنیاد کسی کی

آتی ہے بہار اور تڑپتی ہین عنادل
سُنتا نہین افسوس وہ صیاد کسی کی

ہر وقت کلیجہ کا دُکھانا نہین اچھا
پڑ جائے نہ آہِ دل ناشاد کسی کی

۳۰۰

کیون دے لگے عوض ہو متحمل جگر انجم
کیا وجہ اُٹھائے کوئی افتاد کسی کی

۳

مرے درد کی تمھین کچھ خبر نہین نہسین سہی
مری آہ نے کچھ کیا اثر نہین نہسین سہی
مرے چاہنے کا یقین اگر نہین نہین سہی
چلو میری طرف سے دلمین گھر نہین نہین سہی

۳۰۱
سبھی بُری بھلی جو ہو سکی اُٹھائی ہم نے
رہی اسیر بھی اگلی سی نظر نہین نہسین سہی
۹

دم بھر مری تسکین وہ کر جاتے ہین کیسے
بیکار کے احسان دہ دھر جاتے ہین کیسے
ہم آٹھ پہر دے سے لڑائے ہین نگاہین
چھپ چھپکے وہ نظرونسے گذر جاتے ہین کیسے
زخمونکا نشان تک نہین ہم پلتے ہین کوئی
یہ تیر نگہ دلمین اُتر جاتے ہین کیسے
مشہور ہے دنیا مین کہ دل چور کا کتنا
دیکھون تو وہ دل لیکے مکر جاتے ہین کیسے
اللہ رے عاشق سے حسینونکا تلون
دو دن کی جوانی پہ بکھر جاتے ہین کیسے
دل تھام کے اظہار محبت مین ہون کرتا
کمسن جو ابھی ہین تو وہ ڈر جاتے ہین کیسے
کیا اُنکو مزا ہے تری تلوار کا قاتل
یہ زخم جگر آنمین بھر جاتے ہین کیسے
سر رکھکے ہتیلی پہ ترے طالب دیدار
سر دینے کو بیخوف و خطر جاتے ہین کیسے

۳۰۲
تم آؤ تو انجم ابھی جان صدقے کریگا
تم بھی تو ذرا دیکھلو مر جاتے ہین کیسے
۴

مجھی پر کچھ نہین موقوف کوچہ سے تری قاتل
پکڑ کر دل کلیجہ تھام کر عالم نکلتا ہے

نہ سمجھو چاہنے والا مگر اتنا تو تم سمجھو
کسیکی جان جاتی ہے کسیکا دم نکلتا ہے

سوا تیرے نظر بھر کر کسی کو بھی نہ دیکھا تھا
سبب کیا ہے جو پھر آنکھوں کے رستے دم نکلتا ہے

یہ مانا جان دینے والے ہوتے ہین بہت لاکھوں
جو سچ پوچھو تو مرنے بھر نیوالا کم نکلتا ہے

۳۰۲ ولہ ۳۰

کہو تو انجم تجھے ہوا کیا ہے
دل لگا کے نیسے مدعا کیا ہے

حال اُلفت سے ہم نہین واقف
ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے

عمر کو کاٹتا ہے تو دم مین
تیرے آگے مرا گلا کیا ہے

حسرت و یاس درد و کرب و بیتابی
ایک الفت مین لطف کیا کیا ہے

تیری زلفین ہین اک بلاے بد
انکے آگے بھلا بلا کیا ہے

گر نہین پھر دل یہ دام فریب
پھر تری کاکل رسا کیا ہے

نہ گیا اُسکے کان تک نالہ
کوئی بتلاؤ تو رسا کیا ہے

حشر ہوتا نہین قیامت ہے
میرے مرنے پہ اُٹھ رہا کیا ہے

ظلم سے ہاتھ کیون اُٹھاتے ہو
جان جانی ہین اب رہا کیا ہے

کیون ہون منت کش خلایق ہم
جب خدا ہے تو ناخدا کیا ہے

جان دینے پہ آئے عزرائیل
کوئی پوچھو تو اب دھرا کیا ہے

تم کشیدہ جو ہمسے رہتے ہو
تو یہ آنکھوں مین پھر رہا کیا ہے

وصل مین تم جو کرتے ہو تکرار
اور پھر میری التجا کیا ہے

حال تقدیر کچھ نہین کھلتا — اے خدا تونے لکھدیا کیا ہے

جان لینے کو بس ہین وہ نظرین — موت کیا چیز ہے قضا کیا ہے

ہم تو کرتے ہین شکوہ تقدیر — آپکے جور کا گلا کیا ہے

خلش ناوک نگہ کا تری — کس زبانسے کہون مزا کیا ہے

بات سیدھی بھی تم نہین کرتے — یہ تو بتلاؤ عندیہ کیا ہے

دلکو پہلو مین کیون قرار نہین — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

آپنے خود لبھا لیا دل کو — اسمین صاحب کی خطا کیا ہے

نہین بھرنیکا جی ستم سے ترے — او ستم کیش سوچتا کیا ہے

تمکو دل دیکے مول لین ہم غم — یہ تو بتلاؤ فائدہ کیا ہے

دل لگانا اگر نہین اچھا — ناصحا یہ بتا برا کیا ہے

ہاتھ مجھسے اٹھا ارے ظالم — تجھکو پابندی وفا کیا ہے

ہم تو قائل قصور کے ہین مگر — جان لینے کے لیے سزا کیا ہے

بے پڑھے خط کے آگیا غصہ — دیکھ تو لیجیے لکھا کیا ہے

جان دیکر ابھی بتا دین ہم — بیوفا پوچھ تو وفا کیا ہے

پردہ داری سے ہے علت شہرت — پردہ در ہے تجھے حیا کیا ہے

وہ تو یکتائے دہر ہے یارو — اس جفا جو کا پوچھنا کیا ہے

نہ کھلا حال داغ دل سے ترے — آسمان تونے یہ بکا کیا ہے

دل دینے مین اُسکو ہمین کچھ عُذر تو نہین ہے ہمدم یہ بتادے وہ ستمگر تو نہین ہے

او باد صبا خاک ہوا جسکے لیے مین وہ یار مرا مجھسے مکدر تو نہین ہے

اُٹھ اُٹھکے بھلا کس لیے آنکھونپہ قدم لون قاصد ہے ترا میرا پیمبر تو نہین ہے

کیون بوسے کے لینے مین مجھے جانکا ڈر ہو ابرو ہے تمھارا کوئی خنجر تو نہین ہے

نالے مرے دکھلاوینگے تاثیر کسی روز دل سخت ہو صاحب کوئی پتھر تو نہین ہے

کہتا ہے جو تو تیغ پڑے تجھپہ علیؑ کی عاشق ترا جبریل کا شہپر تو نہین ہے

رہ رہکے اسے آپ جو پھڑکاتے ہین ہربار صاحب یہ مرا دل ہے کبوتر تو نہین ہے

ضد ہے اُنھین لینے کی تو لے لین وہ خوشی سے دل ہی تو ہے کچھ میرا مقدر تو نہین ہے

اُٹھتے ہی نگاہونکے اُتر جاتی ہے دلمین ظالم یہ نظر بھی تری نشتر تو نہین ہے

پھرتی ہے جو کاندھے پہ لیے خاک ہماری او باد صبا کچھ تجھے دوبھر تو نہین ہے

اغیار کو جینے پہ مرے رشک ہے ناحق ساعت کوئی مرنیکی مقرر تو نہین ہے

بیجرم و خطا کاٹتا ہے سرکو ہمارے قاتل یہ کوئی لفظ مکرر تو نہین ہے

دلمین جو مرے آتا ہے آنکھونسے ہی آ اتنا تو مگر دیکھلے ٹھوکر تو نہین ہے

بے تیرے ستمگر جو اسے کل نہین پڑتی دل تیری جفا کا کہین خوگر تو نہین ہے

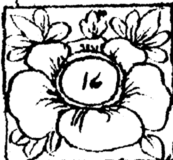
تو کاٹ کے سر میرا ہوا آپ سبکدوش قاتل ترا احسان مرے سر پر تو نہین ہے

رو دیتے مرے آپ جو گھبراتے ہین صاحب آنسو ہین مرے کوئی سمندر تو نہین ہے

اک جرعۂ مے کے لیے دل توڑ نہ میرا ساقی یہ کوئی شیشہ و ساغر تو نہین ہے



دل لے کے ہمارا جو لگا توڑنے ساقی
او توبہ شکن یہ کوئی ساغر تو نہین ہے



تم آئے تو کچھ درد سے مہلت تو نہین ہے
کچھ فرق ہے ہان کل کی سی شدت تو نہین ہے

حیران ہے عبث تو مری ثابت قدمی پر
ہین پانون مرے تیری طبیعت تو نہین ہے

آزردہ ہوئے آپ عبث سنکے مرا حال
اغیار کی کچھ اسمین شکایت تو نہین ہے

مین عبد ہون معبود ہے تو اے مرے غفار
تقصیر مری مانع رحمت تو نہین ہے

پتلی مین سمجھتا ہون جسے آنکھ کی اپنی
وہ یار کہین تیری ہی صورت تو نہین ہے

ششدر ہی وہ رہتا ہے ترے سامنے ہردم
آئینہ پہ چھائی ہوئی حیرت تو نہین ہے

اے عیسی تمھارا بھی مسیحا ہے کوئی اور
کچھ تم مین جلا لینے کی قدرت تو نہین ہے

کیون گال پہ تل آپنے کاجل کا بنایا
کچھ عیب لگا لینے مین صنعت تو نہین ہے

دھڑکا سحر وصل کا لیتا ہے مری جان
یہ دغدغۂ صبح قیامت تو نہین ہے

کیون جان کے جانیکا مجھے رنج بھلا ہو
مرنے سے مرے تجھکو ندامت تو نہین ہے

کیون ہٹ گئے اغیار مجھے دیکھکے آتے
منظور نظر آپ کو خلوت تو نہین ہے

تو ہم سے تعلی کی عبث لیتا ہے قاصد
یہ نامہ بری کوئی نبوت تو نہین ہے

کیون آئے ہین اغیار تسلی مجھے دینے
ڈرتا ہون کہ میری شب فرقت تو نہین ہے

تشہیر جو کرتے ہین مری لاش کو صاحب
منظور کہین آپکو شہرت تو نہین ہے

ہم جان بھی دیتے ہین مگر تم نہین دیتے
اک بوسہ بھی کوئی بڑی دولت تو نہین ہے

مخلوق کہا کرتی ہے جسکو شب معراج | یارب یہ کسی کی شب وصلت تو نہین ہے

(۳۰۶) مشہور ہے ناحق ہی یہ خورشید جہانتاب (۱۶)
انجم ترے دلکی سی حرارت تو نہین ہے

درد ہو تو دوا کرے کوئی | عشق گر ہو تو کیا کرے کوئی
ہے جو آنا تو اے اجل جلد آ | راہ کب تک تکا کرے کوئی
تم نہ مانو تو دلکو سمجھا لے | دل نہ مانے تو کیا کرے کوئی
وہ مسیحا نہ آئیگا اے دل | جان اپنی دیا کرے کوئی
تم جو دلمین رہو تو پھر ناحق | دربدر کیون پھرا کرے کوئی
کچھ کہانی نہین مرا قصہ | تم سنو اور کہا کرے کوئی
اپنی قسمت ہی کو برا نہ کہے | آپکا کیون گلا کرے کوئی
مجھپہ جو ہجر مین گذرتی ہے | اُس سے کہدے خدا کرے کوئی
دل تو تمکو دیا خدا کو جان | فیصلہ اور کیا کرے کوئی
کیون بگڑتے ہو گر کہا معشوق | تمکو کیا ہے کہا کرے کوئی
تم تو نظرون مین پھرتے رہتے ہو | دلمین کسطرح جا کرے کوئی
با وفا سے سبھی نباہتے ہین | بیوفا سے وفا کرے کوئی
دکھ اٹھائیگی جان بھی سے ظالم | رنج کب تک سہا کرے کوئی
زندہ ہی بھی تجھے نہین آتی | جان کیونکر فدا کرے کوئی

آپکی چال تو قیامت سے ہے | یون ہی کب تاک مٹا کرے کوئی

۳۰۷ — ۹

بت بھی انجم کہین ہوے ہین خدا
کہنے کو یون کہا کرے کوئی

داور حشر کے انصاف سے ڈرنیوالے | تم سلامت ہو الزام کے دھرنیوالے
کون کہتا ہے کہ ہے راہ محبت مسدود | جان دیدے کے گذرتے ہین گذرنیوالے
تم جوانی پہ اگر بھر دو تو ہو سکتا ہے | ہم نہین اپنی محبت پہ بپھرنیوالے
میرے مرقد سے ہے وہ شو قیامت برپا | ہاتھ رکھ لیتے ہین کانونپہ گذرنیوالے
حشر مین کیسے گنہگار کہان اہل ثواب | جتنے ہین سب ہین ترے نام پہ مرنیوالے
کوئی موسیٰ نہین جو آے ہمین غش پہ غش | ہم تو عاشق ہین ترے نام پہ مرنیوالے
چاہی جنت مین بھرے جائین کہ دوزخ مین حضور | ہم بہر حال ہین دم آپکا بھرنیوالے
واہ رے میرے مقدر کہ عداوت سے مری | چڑھ گئے نظرونپہ نظرونسے اُترنیوالے

۳۰۸ — ۸

بحر عصیان مین ہوے غرق تم ایسے انجم
غیر تائید علیؑ کب ہو ابھرنے والے

دکھاتا ہے مرا دل سیے الف رے | ہوا ہون رنج سے مین نیے الف رے
اُڑائین دھجیان بھی تو نے لیکن | چھٹا دامن نہ تجھسے خے الف رے
گریبان گیر ہے یہ جوش وحشت | نہ رکھا نام کو بھی تے الف رے
خوشی سے کاٹ لے قاتل مرا سر | ہوا ہے اب تو مجھکو بے الف رے

لگا ہون کو کھون کیونکر نہ برچھی
کہ سینے سے ہوئی ہین پے الف رے

الٰہی نے الف رے تو ہوا ہون
پہ چشم غیر مین ہون نئے الف رے

لیا ہے دل تمہارا اُسنے انجم
کرے آنکھین وہ کیونکر چے الف رے

(۳۰۹)
تصور گلرخون کا آسمان کیون
گلے کا ہو گیا ہے سے الف رے
(۱۱)

بتا تو دل کے بچانیکی کوئی راہ بھی ہے
تری نگاہ کی ناوک فگن پناہ بھی ہے

سزا کے واسطے اقرار بھی گناہ بھی ہے
اور ایک تمسا کوئی دوسرا گواہ بھی ہے

خدا کا گھر بھی ہے دلمین بتونکی جا بھی ہے
صنم کدہ بھی ہے دل اپنا خانقاہ بھی ہے

عجیب حال ہے دنیا پرست لوگونکا
معاد کا بھی خیال اور فکر جاہ بھی ہے

الٰہی خضر کہون عشق کو کہ غول طریق
کہ راہ بر بھی یہ ہے اور سدّ راہ بھی ہے

اُسی پہ مرتے ہین ہم اور اُسکو چاہتے ہین
وہی ہے عالم و دانا وہی گواہ بھی ہے

گلے سے آکے لپٹ جا خدا کو مان او بُت
ہے آج تجھپہ بھی جوبن عروج ماہ بھی ہے

مراد تجھسے نہ مانگون تو کس سے مانگون مین
مگر گدا ترے در کا گدا بھی شاہ بھی ہے

اگرچہ دلسے ہون بندہ بتونکا مین لیکن
زبان پہ کلمہ تحریم لا الآہ بھی ہے

گناہ بخشدے انجم کے اے رحیم و کریم
کہ پُرگناہ بھی ہے اور عذر خواہ بھی ہے

(۳۱۰)
دکھائیگا کسے محشر مین اپنا منہہ انجم
سیاہ کار بھی ہے اور روسیاہ بھی ہے
(۷)

کسطرح دیکھینگے اُسکو بیحجاب آتے ہوے
خواب مین بھی وہ اگر آئے تو شرماتے ہوے

آپکے ثابت قدم کی بندھ چلی ہے وہ ہوا
کوہ بھی اُڑتے ہین شل کاہ تپاتے ہوے

حال دلکا کیا کہے تجھسے ترا دل سوختہ
پھول کو بھی دیر کچھ لگتی ہے کُمھلاتے ہوے

کیا قیامت کر گئے ایجان جان جاتے ہوے
سانس بھی رُکنے لگی سینے مین آتے ہوے

کشتنے اور دل الٰہی دیکھیے کب ہو بری
عمر گذری یان جھڑی آنکھوں سے ساتے ہوے

کچھ نہین معلوم ہوتا دلکی اُلجھن کا سبب
کسکو دیکھا تھا الٰہی بال سلجھاتے ہوے



جان سے لے تو یہ کہ نادم ہین خطا پر اپنی ہم
ہاتھ جوڑے تیرے آگے آئے تھرّاتے ہوے



مثال چرخ رہا آسمان تو سر گردان
پر آج تک نہ کھلا یہ کہ جستجو کیا ہے

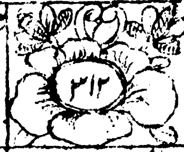
یہان تو کام تمنا ہی مین تمام ہوا
مگر اُنھون نے نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے

یہ بحث کثرت و وحدت کی ہمسے کیون واعظ
ہماری آنکھون سے تو دیکھ چارسو کیا ہے

کوئی تو چاہیے رخنہ اُمیدواری کو
برائے چاک جگر حاجت رفو کیا ہے

مثل حبابِ نہین ہے مشتے نمونہ از خروار
جو ہٹ دھرم نہین تم ہو تو تمکی خو کیا ہے

گواہ ہین یہ تری بہکی باتون کے
یہ جام کیا ہے یہ مے کیا ہے یہ سبو کیا ہے



تمھارے دانت نہین ہیرکی ہین یہ کنیان
تمھارے سامنے موتی کی آبرو کیا ہے



اُڑینگے ہوش ساقی کے شراب ناب کی صورت
الٰہی خیر باد اذکر نوشا نوش ہوتا ہے

جو ہوئے صاحب دل وہ ڈرے فصل بہار سے
اسے کہتے ہین خود مطلب اسے ہشیار کہتے ہین
یہ ہمسے پردیکا باعث یہ چھپنا بے سبب کیا
ہمارے قتل پر کیا جانے کب تلوار کھینچوگے

یہان عین خزائین بھی جنونکا جوش ہوتا ہے
ہمارا سا جو کوئی خود غرض مدہوش ہوتا ہے
چرایا ہے ہمارا دل جبھی روپوش ہوتا ہے
جو سر گردن پہ بھاری ہو تو بار دوش ہوتا ہے

۳۱۳

کتنا ہو نکا ہمارے حال اب تک کبکا کھل جاتا
مگر ستار کا دامن بھی پردہ پوش ہوتا ہے

ہمارے خواب مین آیا نہ کیجے
حجاب آلودہ آنکھین ہین قیامت
ہمارے دلکی بڑھجاتی ہے الجھن
دکھاکر عارض تابان کا جلوہ
اگر آنا نہین منظور صاحب
نہ کیجے آسمان اظہار الفت

یہ در پردہ ستم ڈھایا نہ کیجے
خدارا ہم سے شرمایا نہ کیجے
یہ بکھرے بال سلجھایا نہ کیجے
لگی کو دل کی بھڑکایا نہ کیجے
تو پھر وعدہ بھی فرمایا نہ کیجے
اگر قابو مین دل پایا نہ کیجے

۳۱۴

سبھی معشوق انجم بیوفا ہین
محبت کرکے پچھتایا نہ کیجے

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
چھڑایا خون جو دامن سے کیا ہوا قاتل
الٰہی کیا مرے نالے کرینگے حشر بپا

زبان پہ آیہ رب الفلق ابھی سے ہے
دلیل خون شہیدان شفق ابھی سے ہے
کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

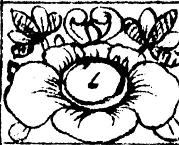
سنا تھا حشر کی گرمی آفتاب کا حال
یہان تو آتا عرق پر عرق ابھی سے ہے

سنا ہے آکے وہ حسرت نکالینگے دلکی
الٰہی خیر کلیجہ تو شق ابھی سے ہے

حساب لینگے وہ روز حساب لیکن یان
کتاب عقل کا الٹا ورق ابھی سے ہے



یہ کیسی روز جزا پر اٹھا رکھی بخشش
گناہگار ترا مستحق ابھی سے ہے



اسی امید پہ دیدون کو فرش راہ کیا
جو آپ آتے تو آنکھون پہ ہم قدم لیتے

الٰہی نخل محبت جو بار ور ہوتا
کبھی تو سایہ مین اسکے ٹھہر کے دم لیتے

ہماری خاک کو ناحق ابھی کیا برباد
نسیم تخم محبت ذرا تو جم لیتے

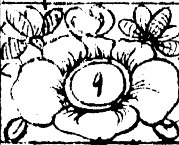
ابھی سے آپنے جانیکا کردیا سامان
ہمارے دیدۂ گریان ذرا تو تھم لیتے

سمجھ لیے ہین کہ ہے جان دینا کفارہ
کہ اپنے ملنے کی ہمسے وہ ہین قسم لیتے

یہ نام لوح پہ کس بیقرار کا ہوگا
فرشتے کانپتے ہین ہاتھ مین قلم لیتے



ہم ایک کو وہ ہین عہد وفا سے کب ٹلتے
ہزار سینے پہ رنج و غم و الم لیتے



اس سفلہ روزگار مین آنکھین کھلی ہوئی
رہتین تو تھین شمار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھون پہ ہاتھ رکھکے مجھے ذبح کیجیے
یہ ظلم اور چار مین آنکھین کھلی ہوئی

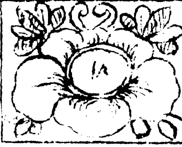
دو دن کی یہ جوانی ہے دو دن کا یہ شباب
رکھ حسن مستعار مین آنکھین کھلی ہوئی

سونے مین بھی انھین کا بندھا رہتا ہے خیال
رہتی ہین انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھوں کے بند ہونے پہ بھی ہے وہی خیال | تھیں موسم بہار میں آنکھیں کھلی ہوئی
سنتے ہیں بعد مرگ وہ بالیں پہ آئینگے | یارب رہیں مزار میں آنکھیں کھلی ہوئی
اللہ ری احتیاط چرانے لگے وہ آنکھ | دیکھیں جو انتظار میں آنکھیں کھلی ہوئی
کیف اسکو کہتے ہیں کہ زمانی سے کھینچ سکیں | تصویر بادہ خوار میں آنکھیں کھلی ہوئی



بھایا نہ پھوٹی آنکھوں سے کوئی ترے سوا
حالانکہ تھیں ہزار میں آنکھیں کھلی ہوئی



جو بیدرد ہے اسپہ شیدا ہوا ہے | ارے آسمان یہ تجھے کیا ہوا ہے
جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا تو سمجھو | تمہارے لیے کوئی رسوا ہوا ہے
کرشمے بتوں کے جو چھپ کیا نظر میں | تماشا خدائی کا دیکھا ہوا ہے
جسے چاہیے کہنا قتّال عالم | وہ مشہور رشک مسیحا ہوا ہے
جو چاہے سجھے پھر وہ پوچھے تو انکو | خدا جانے کیا دلمیں سمجھا ہوا ہے
مجھے تو نہیں خونکا اپنے دعوی | یہ کس واسطے حشر برپا ہوا ہے
کلیجے میں کیا جانے کیوں درد اٹھا | ابھی تو وہ پہلو میں بیٹھا ہوا ہے
وہ خنجر کو اب کیوں نہیں آزماتے | کہ یاں سر ہتیلی پہ رکھا ہوا ہے
جو آتا ہے آمیرے رشک مسیحا | دم اُنکا کے ہونٹھو نپہ آیا ہوا ہے
حکایات قلب حزیں کیا سناؤں | یہ دفتر کا دفتر ہی الٹا ہوا ہے
میں اپنے تڑپنے پہ سو جانسے صدقے | کہ دل اُس ستمگر کا بہلا ہوا ہے

یہ بیہوشی ہے ہوشیاری سے بہتر
ترا ہاتھ سینے پہ رکھا ہوا ہے

جہنم سے عاشق کو کیا بحث واعظ
کہ یہ تو بتون کا جلایا ہوا ہے

خیال کے پیرو نمین آیا ہوا ہے
وہ کچھ اور ہی رنگ لایا ہوا ہے

اُٹھائین جفاؤن سے وہ ہاتھ کیونکر
محبت ہی سے ہاتھ اُٹھایا ہوا ہے

گذر جائے فصل بہاری تو جانین
کہ سودا مرا حد سے گذرا ہوا ہے

شب وصل مین دل نہ دھڑکے تو کیا ہو
سحر کا تو پہلے ہی دھڑکا ہوا ہے

۳۱۸ — ۶

یہ عظمت ملی بت پرستی مین انجم
خدا کی نظر مین سمایا ہوا ہے

ہم نے مانا کہ ہزارون مین تمھارے شیدا
چاہنے والا کوئی ہمسا مگر ہو تو سہی

دیکھ لینگے تری عیاری و بے پروائی
جذب نالون مین محبت مین اثر ہو تو سہی

جوش دل عقدہ کشاے شب فرقت ہوگا
اے جنون چاک گریبان سحر ہو تو سہی

دیکھ لونگا تجھے او ماہ شب چاردہم
میرے پہلو مین مرا رشک قمر ہو تو سہی

مدعا اور ہے یان شرق و غرب سے کیا
روے خورشید جہانتاب ادھر ہو تو سہی

۳۱۹ — ۹

تو تو رہتا ہے سدا دلمین یہ کہا ہے گا ہے
ہم بھی آنکلینگے دلمین ترے گھر ہو تو سہی

نکہت صبا تمھاری کبھی لائی بھی نہ تھی
اُلفت کی بو تو ہم نے کبھی پائی بھی نہ تھی

کیون آپ میرے دل کو جلاتے ہین بے سبب
اسمین تو کچھ حضور کی رسوائی بھی نہ تھی

کیا جانے میرا آپ پہ دل آیا کس طرح
مجھکو تو شکل آپنے دکھلائی بھی نہ تھی

بسمل کو اپنے دیکھ کے تو کیون بھڑک گیا
دلکی تڑپ تو رنگ ابھی لائی بھی نہ تھی

توڑا جو تو نے دل مرا کیا تجھکو پھل ملا
دلکی کلی صبا ابھی مرجھائی بھی نہ تھی

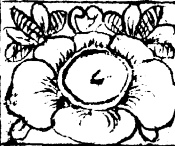
کیونکر یقین لاؤن کہ تم نے کیا تھا یاد
ہچکی تو مجھکو کوئی کبھی آئی بھی نہ تھی

بھڑ چلتی تیری زلفون سے ایسی تو کچھ صبا
دیوانی بھی نہ تھی کوئی سودائی بھی نہ تھی

قاصد کے ہاتھ پہونچے سے ہوتے ہین کیون جدا
اُسنے ابھی خبر کوئی پہونچائی بھی نہ تھی



جب آپ اُٹھ کھڑے ہوے جانیکے واسطے
ہم نے پلک تلک ابھی جھپکائی بھی نہ تھی



خود بخود عشاق بے مارے ترے مرجاتے ہین
کیا ہے جلاد فلک سفاک تیرے سامنے

تیری ادنی بات مین بھی کاٹ ہے تلوار کا
کون آوے اُدبت بیباک تیرے سامنے

تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا
کیا ہے ظالم گردش افلاک تیرے سامنے

تو نے پہلے ہی جلا کر خاک کر ڈالا مجھے
اب کہون مین حال دل کیا خاک تیرے سامنے

دل کی بیتابی سے آتا اور بھی دم ناک مین

شرح غم کرتا جو مین غمناک تیرے سامنے
ماہِ نو سے تیرے ابرو کو اگر تشبیہ دون
وہ بھی ہوا اک مصرع کا داک تیرے سامنے

۳۲۱ ۴

چاک ہو جائے گا تیرا دامن صبر و قرار
آؤنگا مین جب گریبان چاک تیرے سامنے

جان عاشق ہجر مین گھبرا گئی
غم کی بدلی میرے دل پر چھا گئی
کس پری رو پر طبیعت آ گئی
کونسی تھی وہ ادا جو بھا گئی
میرے دلکا حال کچھ پوچھو نہ تم
اک کلی تھی پھول کی مرجھا گئی

۳۲۲ ۲

سامنے تیرے نہ نکلی میری جان
پہلی پہلی بات تھی شرما گئی

تم جو ایجان نہین آتے جاتے
دلمین ارمان ہین سماتے جاتے
آنکھ ہم سے نہ لگائی نہ سہی
ایک برچھی ہی لگاتے جاتے

ولہ تاریخ

دوشش انجم زپیر فرزانہ
گفت اے مرد زیرک و دانہ
شرح احباب واقربا فرما
گفت ہر کس زخویش بیگانہ
گفتم این عیش و عشرت دنیا
گفت خواب و خیال دافسانہ ۱۹۵۴

دیگر تاریخ

زعقل وز فہم وز ادراک روزے نمودہ سوالے سوالے سوالے

ز دولت ز دنیا ز عمر دو روزہ چہ باشد مآلے مآلے مآلے

چو انجم پس از غور و فکر و تامل بگفتا خیالے خیالے خیالے

۱۹۰۳

دیگر تاریخ

آسمان روزے ز عقل و فہم خود کردہ خطاب

چیست حال زندگانی وائے گفتہ در جواب

این حیات چند روزہ ہست مانند حباب

باد تا کے باد تا کے باد تا کے فرش آب

۵۸۴ ۴۳۸ ۴۴۸ ۴۴۸

۱۳۱۴

مجموعہ ۱۸۹۷ء



تقریظ از نتائج افکار جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی حال مقیم بکسر ضلع آرہ



تصرف در مزاج عالم از فیض سخن دارم
چراغی کردہ ام روشن کہ در ہر انجمن دارم



حمد وسپاس بیقیاس اُس فصیح بلیغ البیان کو ہی جو ناظم کلیات ہی جسنے صرف ایک لفظ کن سے مسدس زمین وسبع افلاک معشر عقول مثلث ارواح مخمس حواس رباعی عناصر کو ساتھ ایسی صنعت عجیب وغریب کے پیدا کیا جسکا معما آجتک کسی حکیم وفلسفی کی سمجھ مین ہزار کوشش بلیغ کرنے پر بھی نہ آیا خیمہ چرخ برین کو بدیدۂ رفعت وبچشم بصیرت دیکھیے تو ضرور کہیگا کہ اسکو باین رفعت وسعت باوصف اس فاصلہ کبیری بے ستون کیونکر استادہ کیا مطلع کو نین مین وہ وہ مضامین حکمیہ وفلسفیہ نظم فرمایے کہ جنکا ایک نقطہ بھی کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال ودبیر عدیم المثال کے ذہن رسا مین نہ آیا سبکا قافیہ تنگ ہی ہر دانشمند اہل شعور اسکے عجائب وغرائب کرشمہ قدرت کو دیکھکر دنگ ہی گویا گونگے کا خواب ہی ہر ایک لاجواب ہی سخن پر تاثیر کی شہرت اور زینت نعت اُس شہنشاہ بیت نبوت کی ہو کہ جو اس بیت دارین کا وہ مصرعہ برجستہ ہی کہ جسکا ثانی مثل ذات معبود ہاتھ آنا غیر ممکن الوجود ہی ہم کیا ہماری تعریف کیا اُس اشرف کائنات حبیب خدا ختم رسل سید المرسلین کی صفت وثنا قرآن مجید فرقان حمید مین موجود ہی۔ انک لعلی خلق عظیم آپ ارشاد معبود ہی

وہ ہزار ہزار تعریف سخن منقبت آئیں مطلع دیوان خلافت کو ہو جو مصرعۂ ثانی بیت خدا
کالاثانی ہو جسکے ثبوت شرافت و فضیلت مین یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فرمان ربانی ہو ۔ علی و نبی ہر دو
نسبت بہم ۔ دو تا ویکی چون زبان قلم ۔ اما بعد نالمبر راہ سخندانی خاک بیابان نادانی
تراب اقدام شعرائے صاحب فہم و دانش سید یوسف علی کاہش خدمت جوہریان
بازار معانی و سخن سنجان دار العیار سخندانی مین عرض پرداز و گذارش طراز ہو کہ اندنون
ایک معشوق شوخ چنچل اچپل رشک معشوقان فرخار و چگل سراپا ناز ہو جسکے حسن کی
تعریف محض فضول و بیکار ہو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر با ناز و ادا عنقریب رونما
ہونے والا ہے لاریب عجیب نئے اہد فریب دلدار ہو کہ جسکا ثانی مرقع ذہن و خیال شعرائے
باکمال مین دشوار ہو آجتک ایسا دلبر ہوش ربا ہمنے تو کیا کسی نے بھی نہ دیکھا نہ سنا بلکہ
پیر فلک بھی باین پیرانہ سالی بدیدۂ مہر و ماہ نظر غور سے دیکھتا ہو اور اسکے لاثانی ہونیکا دم
بھرتا ہو خورشید رخسار گلرو طرحدار مست مخمور نشہ مین چور حور پیکر جادو نظر دل فریب غارتگر
شکیب برق وش ماہ لقا مہر سیما حسن کی صورت نور کی مورت نازنین مہ جبین جوانی کی امنگ
شراب کی ترنگ غنچہ دہن یاسمین بدن خروش آفت خیزی جوش بلا انگیزی دل آرام
نازک اندام غیرت آفتاب حاضر جواب شاہد سخن کا سرتاج شوخ مزاج سرو قامت
معدن الفت دریائے محبت بحر لطافت عشوہ گر نازک کمر حشر رفتار گلشن خوب صورتی
کی تازہ بہار تندخو عربدہ جو رشک پری غیرت حور مست بادۂ غرور یوسف جمال آئینہ

تمثال یاقوت لب گہر دندان آہو چشم ابرو کمان ؎ مرا چشمی ست خون افشان ز چشم
آن کمان ابرو ✦ جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم وازان ابرو ✦ عضو عضو مین چلبلا پن
بھرا ہی ہر ادا سے جوبن ٹپکا پڑتا ہی بی مثالی کی خود نظیر ہی دل عاشق اسکا اسیر ہی ؎
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم ✦ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا این جاست ✦ یہ کون محبوب
دل نواز سراپا ناز ہی جسکی تعریف مین یہ تحریر بلا تشبیہ صورت اعجاز ہی نام اُس غارتگر کشور
دل کا کیا ہی کانون نے ابھی نہین سنا ہی خنجر عشق اگر مین اُسکو کہون تو بجا ہی یہ دیوان اُس
آفتاب سخندانی و پادشاہ اقلیم معانی کا ہی جسکی شان و شوکت و بلاغت و فصاحت کی شہرت
ملک سخن مین مدت سے ہی وہ کون سیاح بحر عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی سخنور بیمثال
شاعر باکمال غیرت فردوسی و انوری و خاقانی فخر شعراے ماضی و حال رشک سعدی شیرازی
خلاق معانی عدیم المثال رنگین طبع نازک خیال بلبل گلشن خوش بیانی عندلیب حدیقۂ
الفاظ معانی مطلع قصیدۂ سخنوری مقطع صحیفۂ نکتہ پروری مجموعۂ سخندانی سرنامۂ معانی نقطۂ
دائرۂ نثر پردازی دائرۂ نقطۂ نظم طرازی شمع شبستان بلاغت نیر مضامین فصاحت معلی القاب
قدر قدرت عالی مرتبت سکندر حشم فریدون خدم خلیل کعبۂ دل برجیس منزل اریکہ آراے
حشمت و اقبال مسند پیراے ابہت و اجلال فلک بارگاہ پرنس آسمان جاہ بہادر تخلص
بہ انجم دام اقبالہ خلف سلطان محمد واجد علی شاہ مرحوم مغفور خلد آشیان بادشاہ اودھ
جنکے کلام بلیغ کے طالب قدردان عالی فطرت و شعراے بلند طبیعت ہین فی الحقیقت
یہ دیوان لطافت عنوان مرغوب جہان ہی ہر بیت بسان ابروے خوبرویان ہر مصرعہ

برنگ مصرعۂ قامت خوشخطان ہی دسواد حروف سرمۂ چشم سیاہ چشمان ہی بیاض سطور پر زیور
بیاض گردن خوبان کا گمان گذرتا ہی یا کہکشان فلک وحسینونکی مانگ کا شبہہ کیا جاے تو
بجا ہی نقش مسطر پہ ہر اسطرح سے لفظونکی نشست + بیٹھے ہون تکیہ گاے ہوے جسطرح
حسین + الفاظ مفرد و مرکب سے ہجر و وصل کی صورت پیدا ہے گویا ہر جگہ پہ عاشق و معشوق
کا نقشا کھینچا ہی ہر نقطہ مانند خال خوب رویان نقطۂ انتخاب ہی جو دائرہ ہی مثال دائرۂ چہرۂ
شاہدان نایاب غیرت بدر رشک وہ آفتاب ہی جو غزل ہی ہر عیب سے پاک بے نظیر ہر
جو مضمون ہی با اثر پر تاثیر ہی ہر بیت مثال ابروے معشوق شوخ و شنگ ہی دیوان ہمہ حالی
مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ و ڈھنگ ہی صدہا دیوان دیکھے ہزارون شعر سنے مگر اسکی
ترکیبین جدید و مضمون نفیس رعایت لفظی بلند پروازیان سنے تو ہوش جاتے رہے
خاموش ہو گئے دیوان کا ہر شعر پورے سانچون ڈھلا پایا سچے کانٹون تلا پایا بیساختہ یہ
شعر زبان پر آیا ہے ترے کلام کی انجم مین کیا کرون تعریف + اسی سے چپ ہون کہ گویا
زبان دہن مین نہین —

قطعات تاریخ طبع دیوان سخنور عدیم المثال فخر شعراے ماضی و حال حضور پرنور شہزادہ مرزا آسمان جاہ بہادر ادام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم

قطعات تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب قاضی محمد علیم الدین صاحب علیم سررشتہ دار محکمۂ پنچایت رزیڈنسی جے پور

وصف این دیوان چه بنویسم علیم | هست خوب و نادر و نغز و ملیح

کلک من تاریخ ہجری بہر طبع | زود رقم منظر انجم فصیح

۱۳۲۲


ایضاً


چاپ شد چون بفضل ایزد پاک | این کتاب مسرت افزائی

گو بہجری علیم تاریخش | سخن بے مثال زیبائی

۱۳۲۲ ھ

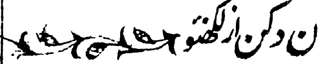
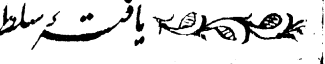

ایضاً در عیسوی


چون به الطاف ایزد این دیوان | طبع شد بہر فرحت مردم

بمسیحی علیم گفتم سال | سخن نغز جلوۂ انجم

۱۹۰۵ع

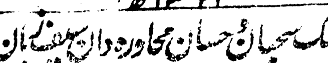
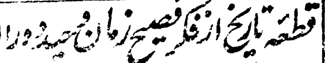
قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما جناب منشی کھنولال صاحب نائب سرفرازی یافتۂ سلطان دکن از لکھنو

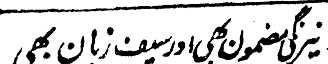
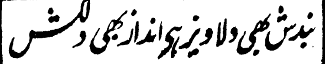
دیدے اسکی نہ ہر ایک ہو کیون مالامال | شعر ہیں سلک گہر نقطہ ہر اک دُردانہ

طبع کا سال بدیہہ یہ لکھا نائب نے | کہ ہے شہزادۂ انجم کا جواہر خانہ

۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فصیح زمان وحید دوران رشک سحبان حسان محاورہ دان بلیغ زبان سحر بیان کرم فرمائے نیازمندان منشی محمد نور خان سلمہ الرحمان از جاورہ ملک مالوہ

بندش بھی دلاویز ہے انداز بھی دلکش | نیرنگی مضمون بھی اور سیف زبان بھی

ہر لفظ مین اعجاز ہی = ہر شعر مین جادو
دل باختہ بیاختہ سن لے جو روانی
یہ نظم ہی وہ نظم فلک رتبہ کہ انجم
یان رنگ نزاکت ہی تو وان شور فصاحت
جائینگی نہ یہ باد بہاری کی فضائین

قربان ہوے جاتے ہین دلہاے تپان بھی
کوکو کہے ہر فاختۂ سرو روان بھی
ہی عقد ثریا بھی فدا کاہکشان بھی
بکھری گل بنگئی بلبل کی فغان بھی
ہو باغ سخن نور اگر وقف خزان بھی

سال انکے یہ دیوان کا ہی جو جان سخن سے
خلاق معانی بھی ہین الہام بیان بھی

۱۹۰۵ع



دیگر

عبث فکر تاریخ واعدا دمین
پرس آسمان جاہ نازک خیال

یہ ہنگامہ ہی جنگ ہی رزم ہی
تخلص بہ انجم اولوالعزم ہی

کہو طبع دیوان کا نور سال
بہار سخن رونق بزم = ہی

۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات بدیع النکات حمید الصفات
شیوناتھ صاحب عاشق ٹریزرر مقیم الوٹ علاقہ دیواس ملک مالوہ

فدا سے جلوۂ دیوان انجم
متاع نقد جان عشقبازان
بہار رنگ اشعار شگفتہ

ز اوج آسمان عقد ثریا
نثار و والہ و مفتون و شیدا
پسند عالم و مرغوب دلہا

نزاکت شوکت الفاظ و بندش
زبان شوخی رعایت استعارا
اگر ای لکھنو برخود بنازی
ترا لاریب نازو فخر زیبا
زگوہر بار آب و تاب شعرش
مضامین اچھوا اندر کوزہ دریا

زعاشق گفت ملہم بہر طبعش
فضائے بوستان شوق افزا
۱۹۰۵

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخنور جناب محمد یوسف صاحب خضر سہانپوری

جناب آسمان جاہ کی فکر سے
سلامت رکھے اُن کو رب قدیر
جو دیوان انجم نے پایا ظہور
اشاعت ہوئی مثل ماہ منیر
ہوا اشتہار اسکے چھپنے کے ساتھ
کہ قطعات درکار ہیں در اخیر
پئے یادگاری تاریخ طبع
بہت کچھ کہینگے صغیر و کبیر

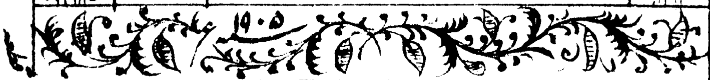
مگر کہہ چکا خضر روز ازل
یہ دیوان ہو آپ اپنی نظیر
۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر عالی خاندان والا دودمان زبدۂ ارباب سخن قدوۂ شاعران زمن جناب سید محمد جلال الدین صاحب حسن خلف شاعر پاکیزہ کلام مولانا سید محمد نظام الدین صاحب نظام مصنف عقل و شعور و آفرینش عالم وغیرہ از جاورہ ملک مالوہ

یہ دلکش و جانفزا ترانہ فسون و اعجاز کا خزانہ
کہ جسکی تاثیر میں زمانہ جناب انجم کا ہے وہ دیوان

خیال نازک مقال رنگین نشاط افزا بہار آگین
وفائے بلبل جفائے گلچین سے گھے بگلشن سے گھے بدا مان
خدنگ مژگان کی چارہ سازی جنون وا غیار و عشقبازی
وصال و ہجران و بے نیازی شراب و گلزار و عہد و پیمان
کلام انجم بہ انجمن خوش فروزش شمع درلگن خوش
ہزار پروانہ ہیچو من خوش نثار و وارفتہ از دل و جان
چو ماہ برج فصاحت آمد چو مہر چرخ بلاغت آمد
بجلوہ آمد بطلعت آمد چہ ماہ انور چہ مہر تابان
وہ موسی طور خوش کلامی نظیر آتش مثال جامی
سخنوروں ہین ہین جو کہ نامی تخلص انجم پرنس ذیشان
سخن کا وہ بحر ہی سکندر ہی اور ہی خضر جسکا رہبر
نہ چشمۂ سلسبیل و کوثر نہ آب زمزم نہ آب حیوان
مشام جان جس سے ہو معنبر مکان تن جس سے ہو منور
دماغ دل جس سے ہو معطر یہی گلستان و سنبلستان

سروش انجم کے شعر سنکر مسیح نظمی ہین مدح گستر
کہ آسمان سے ہون اس سخن پر گہر فشان انجم درخشان



دیگر

کسیکے سینے مین درد اور سوزش | کسیکے لب پہ فریاد و فغان ہی
کسیکی روح پر فرقت کا صدمہ | کسیکی آنکھ سے آنسو روان ہی
کہین ہی الوداع عقل و دانش | کسیکی رخصت تاب و توان ہی
کوئی تیغ تغافل سے کسی کی | حزین مجروح مضطر نیمجان ہی
کوئی ہی ڈوبنے کو بحر غم مین | بھنور مین کشتی عمر روان ہی
کسی کا نزع مین رو کر یہ کہنا | خبر لے راحت جان تو کہان ہی
بلاے بد ہی گیسو کا تصور | شب تاریک یا قید گران ہی
خیال روے تابان قہر محشر | کلیجہ جسکی گرمی سے طپان ہی
مصیبت وہ کہ دل ہی دل مین رونا | نہ شیون ہی نہ چشم خون چکان ہی
پسینا بھی ہی غش بھی ہچکیان بھی | دم وصل خدا سے دو جہان ہی
وہ آتش سرد ہی جسمین ہین شعلے | وہ جلنا خاک ہی جسمین دھوان ہی
علاج اندفاع تلخ کامی | مذاق بوسۂ شکر لبان ہی
یہ ای عشق مجازی و حقیقی | ترا افسانہ تیری داستان ہی
طبیعت این ہمہ آوردہ تست | کہ گاہے دل حزین گاہے چنان ہی
لہذا از پئے تفریح و تسکین | یہی تدبیر تاریخی یہان ہی

دل عشاق سے کہدو یہ نظمی | کلام انجم شیرین بیان ہی

۱۳۲۴ھ

قطعات تاریخ از فکر عالی منزلت والا مرتبت بلبل فصاحت گلبن بلاغت جناب فیاض احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ فیاض مقیم چودھوپور شاگرد حضرت فصیح الملک بہادر داغ مرحوم

بحمد اللہ چھپا دیوانِ انجم
زمانہ پر کھلی شانِ سخن اب

بھرے ہین اسمین دُر ہاے مضامین
حقیقت مین یہ ہو کانِ سخن اب

مزے لوینگے اربابِ معانی
بچھا سبکے لیئے خوانِ سخن اب

کرینگے قدرداں سب قدر اسکی
کہ یہ دیوان ہو جانِ سخن اب

لکھا فیاض نے یہ مصرعِ سال
پھلا پھولا ہو بستانِ سخن اب
۱۳۲۳ھ

دیگر

ہوا طبع انجم کا دیوانِ نو
ہوے شاد اسے دیکھکر اہل فن

لکھا سال تاریخ فیاض نے
ہوئی جلوہ آرا عروسِ سخن
۱۳۲۳ھ

دیگر

کسی سے وصف ہو کیا اس جدید دیوانکا
زبانِ اہل زبان بے زبان وقاصر ہو

لکھو یہ مصرع تاریخ طبع اے فیاض
کلام حضرت انجم یہ واہ نادر ہو
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات جناب سید جہانگیر احمد صاحب خلف اکبر حضرت کاہش لکھنوی رضوی ساکن بکھرہ ضلع آرہ

بتائید غیبی بصد انتظار
جو تھا مدعا دلکا پورا ہوا

بر آئی مرے دل کی پوری مراد	فصیح و بلیغ آج دیوان چھپا ۱۳۲۳

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شمع بزم سخندانی گوہر دریاے معانی جناب سید نظیر احمد صاحب خلف اصغر حضرت کاہش لکھنوی

لکھا دیوان وہ آپ نے انجم	ہر سخن دان ہو مدح خوان جسکا
از سر دل ہو اسکی یہ تاریخ	مخزن عشق یہ کلام ہو گیا

۱۳۱۹ (تدخلہ ۴) ۱۳۲۳ھ

قطعہاے تاریخ - از - عالی خاندان والا دودمان سخن فہم سخن دان یگانۂ آفاق گنجینۂ مذاق جناب محمد تفضل حسین صاحب بیخود شاگرد حضرت کاہش لکھنوی

واہ کیا دیوان انجم کا چھپا	ہر ورق رشک وہ گلزار ہو
دیکھنے سے دل کو آتا ہو قرار	ہو یہ دیوان یا شبیہ یار ہو

مصرعۂ تاریخ بیخود لکھ یہ تو
چھپ گیا وہ دفتر اشعار ہو
۱۳۲۳ھ

دیگر

حضرت انجم کا دیوان جب چھپا	پڑھو گوہر سے دامان سخن
وہ لکھا بے مثل دیوان لاجواب	اوج پر جس سے ہوئی شان سخن

لکھدے اے بیخود سپے تاریخ طبع
آج اب پھولا گلستان سخن
۱۳۲۳ھ

دیگر

واہ کیا ہی کلام انجم کا
جسکی شہرت ہوئی ہی دور و قریب
ہاتفِ غیب سے نے کہا بیخود
اسکی تاریخ = ہی عجیب و غریب
۱۳۱۲ فصلی

دیگر

جودت دکھائی طبع نے انجم کی واہ کیا
ذہنِ رسا خدا نے اُنھین ہی کیا عطا
کن باتونکی کرے کوئی تعریف اور ثنا
لطفِ وصال ہی کہین فرقت کا ہی مزا
کہتے ہین سب تسلسل مضمون دیکھکر
دیوان لکھا یا کہ ہی موتی پرو دیا
تاریخ طبع لکھدی یہ بیخود نے عیسوی
اشعار بینظیر آج انجم کا چھپ گیا
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ - نتیجۂ فکر - سر آمد سخنوران طوطی ہندوستان جناب
محمد تجمل حسین صاحب ہشیار - خلف حضرت بیخود صاحب شاگرد کاہش
ساکن بکسرہ ضلع آرہ

کرون تعریف مین کیا تیری انجم
حقیقت مین تو فخر شاعران ہی
لکھا دیوان تو نے کیا ہی واللہ
کہ جسکی مدح مین قاصر زبان ہی
جو کی تاریخ کی فکر سے ہمنے ہشیار
صدا ہاتف نے دی یہ ناگہان ہی
قلم کر کے قدِ شمشاد لکھ سال
بہار بیخزان یہ بوستان ہی
۱۴۲۷ تخرجہ ۱۴ = ۱۳۲۳ھ

دیگر

یہ لکھا انجم نے دیوان لاجواب
اس سے ملکِ نظم کو ہی افتخار
کہتے ہین سب حُسن مضمون دیکھکر
کھنچ گئی پیش نظر تصویر یار

از سرِ انجم لکھد ے یہ ہشیار تو
راز الفت ہو گیا لو آشکار
۱۳۲۰ (تخرجہ ۳) ۲۴ ۱۳ھ

دیگر

حیرت مین ہون کہ کیا کہون انجم ترے کلام کو
نغمۂ دلکشا کہون یا کہ پیام یار نو
کی فکر سالِ طبع کی جب گلشن خیال مین
بلبل دل یہ بول اُٹھا لکھ = باغ نو بہار نو
۱۳۲۴ھ

دیگر

کیون نہ اس دیوان پر ہو شاعرونکو افتخار
یہ سخن مثل کلام انوری ہی یادگار
لکھ رگ گل سے تو ای ہشیار سالِ طبع کو
خوبی گلزار ہی یہ حسن کی تازہ بہار
۱۶۸۰ (تخرجہ ۲۲۰) ۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر ذوالاحترام دقیقہ رس پاکیزہ کلام جناب منشی شیخ امجد علی صاحب کاوش شاگرد حضرت کاہش از کمبرہ ضلع آرہ

انجم کا چھپ رہا ہی وہ دیوان بے نظیر
خوبی کی جسکی چار طرف دھوم دھام ہی
اُس شاہ نکتہ فہم سخندان کا ہی کلام
ملک سخن مین جسکا کہ ہراک غلام ہی
سعدی و انوری و عراقی و عنصری
ان سب سے بڑھ کے شاعری مین انکا نام ہی
اقلیم شاعری کا یہی کج کلاہ ہی
رکن عروض کا یہی سلطان امام ہی
دنیا مین کون ہی جو انھین جانتا نہین
آگاہ ان سے دہر مین ہر خاص و عام ہی

یہ عندلیب گلشن معانی ضرور ہین	دیوان انکا غنچۂ مضمون تمام ہی

کاوش تو اپنے دم سے یہ تاریخ اسکی لکھ
دیوان ہی کہ بلبل باغ کلام ہی
۱۲۷۹ (نذ خطہ ۴۴) ۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر بےنظیر و بے عدیل - جناب سید علی ابراہیم صاحب خلیل ابن مولانا حکیم سید اصغر حسین صاحب رئیس و انریری مجسٹریٹ قصبۂ شاہ گنج بہادی ضلع جون پور

پرنس آسمان جاہ سلطان نژاد	فلک بارگاہ است انجم سپاہ
بسطوت چو دارا سلیمان بقدر	ثریا نظام ست و آصف بجاہ
چہ دیوان اشعار ترتیب داد	ملوک الکلام است بے اشتباہ
بیاض ورق چون بیاض سحر	سوادش بود کحل بہر نگاہ

نوشت این چنین سال کلک خلیل
زہے نظم عالی عالم پناہ
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر مخزن علم و ہنر معدن دانش و فر معانی گستر جناب محمد قاسم صاحب کوثر خلف جناب مولوی شیخ ذاکر حسین صاحب انصاری متوطن قصبۂ شاہ گنج ضلع بہادی جونپور

آسمان جاہ انجم ذیشان	مہر جاہ لوذعی وحید

یادگار سریر ملک اودھ
وہ چہ ترتیب داد دیوانے
گفت از بندۂ ذلیل وخجل

مثل او آسمان نہ دید و شنید
نوبہار ریاض فکر جدید
سال طبعش چنین سروش سعید

از سر آفرین بگو کوثر
انجم نامی سخن تابید

قطعہاے تاریخ من تصنیف ناظم بلند خیال ناثر بیمثال ذی مرتبت وذی کمال شاعر شیرین بیان نکتہ رس نکتہ دان عالم رموز سخنوری ماہر نکات شاعری جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی اثنا عشری شاگرد حضرت یاس لکھنوی ساکن بکبہرہ ضلع آرہ

سبحان اللہ مرزا آسمان جاہ
چھپا وہ آپکا دیوان ہوا سال
بلند ہین چرخ سے مضمون غزل کے
ہر اک نقطہ ہی مثل خال مہوش
بھرے ہین اس مین گلہاے مضامین
کہین نیرنگئ الفت کا ہی ذکر
پڑھین خوش ہوکے اہل درد اسکو
کلیجے سے لگالین اسکو وہ لوگ

ہر اک کہتا انھین سحر البیان ہی
پسند خاطر پیر و جوان ہی
جو مطلع ہی وہ مہر شاعران ہی
جو بیت ہی مثل ابروے بتان ہی
پھلا پھولا ہوا یہ بوستان ہی
کسی جا حال حسنِ مہوشان ہی
کہ درد دل کی اس مین داستان ہی
کہ جنکو عشق روے خوشخطان ہی

مثال یاد معشوق طرحدار
سپئے تاریخ سال طبع دیوان

کلیجے مین یہ لیتا چٹکیان ہی
نداے غیب یہ گوہرفشان ہی

سر انجم سے کاہش لکھ یہ مصرعہ
کلام شاعر شیرین بیان ہی
۱۳۲۲ھ

دیگر

الحمد رب العالمین دیوان انجم چھپ گیا
اسوقت اسکی طبع کی تاریخ کاہش تو یہ لکھ

سب خوش ہین اسکے طبع سے کوئی نہین اسکے خلاف
یہ گلشن اشعار یہ ہی کلام پاک و صاف
۱۳۲۲ھ

دیگر

نظم دل فراز — ساغر ناب
سنہ ۱۳۱۲ فصلی — سنہ ۱۳۱۳ قدسی
اخفر شاہدان — نشتر حسن
سنہ ۱۹ بکرمی — سنہ ۱۰۶۹ مہدوی

خنجر عشق — باغ فیض طاب
سنہ ۱۳۲۲ھ — سنہ ۱۹۰۵ء
سخن غم بری — بداغ شباب
سنہ ۱۹۶۲ پروسٹ — سنہ ۱۳۱۳ فصلی بنگلہ

دیگر قطعہ در صنعت منقوط بہر مصرعہ تاریخ پیدا است

رقم کرد انجم چہ پرضوادیق
سنہ ۱۰۲۵ مہدوی
خوش اسلوب و عمدہ چہ خوش قاعدہ
سنہ ۱۹۰۵ء
ثنا لیش ہر اک کردہ است بر لسان
سنہ ۱۳۱۲ بنگلہ
و در دہر شور ثنا این بپاست
سنہ ۱۳۱۴ فارسی

کلام خودش راجلیل تمام
سنہ ۱۳۲۲ھ
شدہ طبع در دہر نظم این کلام
سنہ ۱۳۱۲ فصلی
خوشا نظم نیکو پسند عوام
سنہ ۱۹۶۲ بکرمی
خوشش اطوار شد طبع دیوان تمام
سنہ ۱۹۶۲ پروسٹھ

قطعۂ تاریخ در صنعت نادر بہر سال طبع دیوان پرنس آسمان جاہ بہادر انجم دام عنایتکم

بہ از فضل خلاق عالم بہ بہر — شدہ طبع کاہش گلستان انجم
پئے سال در صنعت نادرہ — بگو = بین نایاب دیوان انجم ۱۳۲۳ھ

بین

ب	ی	ن	ن	ا	ی	ا	ب	د	
دو	ده	پنجاه	پنجاه	یک	ده	یک	دو	چهار	
۱۰	۹	۶۱	۶۱	۳۰	۹	۳۰	۱۰	۲۰۹	۴۲۹
ی	و	ا	ن	ا	ن	ج	م	۰	کل ۱۳۲۳
ده	شش	یک	پنجاه	یک	پنجاه	سه	چهل	۰	
۹	۶۰۰	۳۰	۶۱	۳۰	۶۱	۶۵	۳۸	۰	۸۹۴

دیگر

کلام انجم چھپا بصد شان – زفضل خالق پسند دلہا
ہر اک ہی مداح اس سخن کا – ہر اک جگہ پر ہی اسکا چرچا
ہر ایک دم اسکا بھر رہا ہی – ہر اک فدا اسپہ ہو رہا ہی
بسان مجنون ہر اک ہی شیدا – کلام یہ ہی مثال لیلا
ہر ایک تازہ مضامین اسکا – نہین ہی خالی ز لطف واللہ

ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی - دکھا رہا ہی عجب تماشا
فسانہ یہ درد عشق کا ہی ستم رسیدون کا ماجرا ہی
کلیجہ لے تھام پہلے انسان - پڑھے پھر اسکو جو دل ہو رکھتا
کہین یہ اسمین ہی جور خوبان - کہین یہ ہی ذکر صبر عاشق
کہین یہ اسمین ہی حال فرقت - کسی جگہ وصل کا ہی چرچا
یہ سرو گلزار گلرخان ہی - ؤ یا کہ شمشاد خوش قدان ہی
یہ سنبل زلف مہجبین ہی - کہ ہی نسیم سحر کا جھونکا
یہ عندلیب سخن ہی یارب - کہ یا ہی یہ قمری مضامین
گل بلاغت ہی یا یہ دیوان - کہ رشک گلزار طبع فصحا
ہر ایک شاعر بذہن رنگین - برائے تاریخ طبع گلگون
گل مضامین کو چن رہا ہی - چمن مین فکر رسا مین بیٹھا

ہوئی مجھے فکر سال کی جب - برائے تاریخ بولا ہاتف
سر احد سے یہ لکھدے کاہش - بہار باغ کلام زیبا
۱۳۲۲ (مدخلہ) ۱۳۲۲ھ

دیگر

بحمد اللہ یہ اچھا ہی دیوان	تعالی اللہ کہ اعلی ہی دیوان
سبب سے ہر اک کہتا ہی کاہش	گل باغ سخن یہ کیا ہی دیوان

۱۹۰۵ء



مداح زمانے مین ہر اک ہو اسکا — دیوان یہ بے مثیل ہو اسے اعلےٰ یکتا

تاریخ تو اسکی لکھدے کاہش ہجری — مقبول ہو یہ ریاض انجم اچھا

در صنعت نادر قطعۂ تاریخ طبع دیوان انجم جناب مرزا آسمان جاہ بہادر دام اقبالہ وجلالہ

رقم کرد انجم چہ دیوان خود را — ثنا خوان ہستند برنا و پیرے

و در وصف ہر شعر قاصر زبانم — بشکل محقق مثالِ دبیرے

و ہر مصرعش چون قد مہوشان ست — و ہر صفحہ تصویر شوخِ شریرے

شدہ طبع صد شکر پروردگارا — منور شدہ مثل ماہِ منیرے

سنے سال کاہش مکن جستجو

بگو۔ نادری وصف بے نظیرے

۱۹۰۵ع

ن	ا	د	ر	ی	و	گ	ل
پنجاه	یک	چهار	دوصد	ده	سس	ست	سی
۶۱	۳۰	۳۰۹	۱۰۳	۹	۶۰۰	۴۶۱	۳۰
ی	ب	ی	ن	ظ	ی	ر	ی
ده	دو	ده	پنجاه	نهصد	ده	دوصد	ده
۹	۱۰	۹	۶۱	۱۴۹	۹	۱۰۴	۹

نتیجہ

۱۵۲۵

۳۸۰

۱۹۰۵ ع

قطعۂ تاریخ۔ از فکر عالی خیال بلند فکر۔ مہاراج سہاے صاحب متیر ملازم محکمۂ رزیڈنسی ریاست جےپور

ای سخن سے معلّے مرحبا صد مرحبا
آفرین صد آفرین ای شاعر شیرین دہن
جسنے دیکھا اک نظر سو جان سے مفتون ہوا
کیا کلام پاک ہی اور کیا طبیعت ہی رسا
کس فصاحت کس بلاغت سے ہی یہ دیوان لکھا
دلربائی مین ہی یکتا یہ کلام دلربا

مصرعۂ تاریخ برجستہ کہا یہ متیر نے
حضرت انجم کا ہی دیوان نادر چھپگیا
۱۹۰۵ع

دیگر

فکر طبع جناب انجم سے
سال ہجری کہا یہ ہاتف نے
آج دیوان طبع ہوا ہی عجیب
متیر لکھ = بے بہا کلام غریب
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر معظم رؤسا محترم اُمرا۔ افصح الفصحا اکمل الکملا۔ جناب ٹھاکر گجودھر بخش صاحب شیدا رئیس سجولیا ضلع سیتاپور۔

شہرۂ انجم ہی تا چرخ برین
رنگین مضمون سُنکے شیدا نے لکھا
شاعر خوشگو و خوش الحان ہے
دفتر حسرت نیا دیوان ہے
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ از فکر۔ شاعر بےنظیر و بے عدیل۔ مولوی منشی محمد نوح صاحب نوح۔ خلف خان بہادر مولوی محمد عبد المجید صاحب ساکن

قصبۂ نارہ ضلع الہ آباد - شاگرد فصیح الملک حضرت داغ

اک زمانے کو تھا جسکا اشتیاق
اب ہو وہ دیوان انجم زیر طبع

فکر ہو گر تمکو اسکے سال کی
نوح تم لکھدو - عروس شوخ طبع
۱۳۲۲ھ

دیگر

چہ دیوان رشک خورشید درخشان
چہ دیوان غیرت انجم بشد چاپ

بگوش نوح ہاتف گفت تاریخ
کلام حضرت انجم بشد چاپ
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر - بلبل بوستان سخن شمع شبستان انجمن سر آمد شاعران زمن جناب سید ابو الحسن صاحب حسن ساکن موضع چھاتا بختیار ضلع سارن

آسمان جاہ پور شاہ اودھ
مہر شوکت رئیس ابن رئیس

فکر سے آپ کی ہی شرمندہ
فکر سودا و میر درد و انیس

طرفہ نشتر ہی آپ کا ہر شعر
سنکے ہوتی دل عدو مین ہی ٹیس

خلوت غم مین آپکا دیوان
دل کا غمخوار جان کا ہی انیس

سال طبع اسکا یہ حسن نے لکھا
نظم - انجم چھپی ہی آج نفیس
۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر - چراغ ہندوستان واقف اردو زبان فردوسی زمان مقتدائے سخنوران - حکیم رمضان علی خان صاحب حمید شاگرد

جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان بہادر اسیر ساکن اودئی پور

طبع شد دیوان خوش اسلوب از زبان نجم
ای دوبالا گشتہ است اسم رفیع و شان نجم

می نماید غنچہاے معنے رنگین بہار
ہر کہ گلگشت چمن خواہد درین بستان نجم

گفتہ شد نظمیکہ با ترکیب نحو آراستہ
کرشود قاطع دلیل حاسد از برہان نجم

کاوش فکر سخن را از سخنگویان بپرس
نقطہ ہر یک قطرۂ خون مصرع ہر یک جان نجم

گوہر مقصد بدست ہر کہ و مہ آمدہ
موجزن گردید بحر طبع بے پایان نجم

گر قبول افتد ازین یک بیت در درگاہ حق
از جزایش باد ور خلد برین ایوان نجم

سال تاریخش رقم گردید از کلک حمید
سرمہ بہر چشم منصف جلوۂ دیوان نجم

۱۳۲۳ھ

دیگر

صاحب تقویٰ ہو گر انسان تو ہی ایمان کا حسن
جیسے آرایش کے باعث چہرۂ جانان کا حسن

جسطرح ہوتا ہی افزون برق سے باران کا لطف
آہ سوزان سے ہی ویسے گریۂ ہجران کا حسن

انقیاد حکم تھا تاریخ کیون لکھتا نہ مین
فرض ہی مجکو بڑھانا انجم کے فرمان کا حسن

چونکہ ہی فرمایش تاریخ تو لکھدو حمید
طبع کے زیور سے کتنا بڑھ گیا دیوان کا حسن

۱۳۲۳ھ

قطعہاے تاریخ من تصنیف۔ سر آمد سخنوران فصیح اللسان معجز بیان آتش زبان
جناب رستم علیخان ادیب مصنف دیوان ادیب۔ ساکن شہر فرخ آباد

طبع شد دیوان انجم بے نظیر
کرد نامی خالق بالا و شیب

گفت ہاتف سال تاریخش ادیب
طبع گردیدہ خوشا دیوان زیب

۱۳۲۳ھ

دیگر

وہ چھپا دیوان انجم نور کا
جس سے ہوتے ہیں خجل خورشید و ماہ
طبع کی تاریخ یہ ہے ای ادیب
نظم انجم ہے کمال حسن وجاہ ۱۳۲۳ھ

دیگر

آسمان جاہ بہادر کا چھپا دیوان جب
شاعران نکتہ دان را پسند طبع شد
مصرعِ سال مسیحی گفت ای ادیب
رشک مہر اوج شرف دیوان انجم طبع شد ۱۹۰۵ء

دیگر

چھپگیا دیوان انجم جس گھڑی
دیکھکر شادان ہر اک شاعر ہوا
عیسوی تاریخ اُسکی ہے ادیب
شکر ایزد دفتر حسرت چھپا ۱۹۰۵ء

دیگر

جسگھڑی دیوان انجم دفتر حسرت چھپا
غنچۂ دل کھلگئے مانند گلہاے بہار
مصرع تاریخ فصلی یہ کہا دلنے ادیب
خوب نادر کیا چھپا دیوان انجم یادگار

قطعۂ تاریخ دیوان حسرت از جناب شنکر دیال متخلص بہ شاد ناظر عدالت ضلع شیو پور

ہوے محو نظارہ اہلِ نظر
جو دیوان حسرت کا دیکھا جمال
وہ ہے شاہد دلرباے سخن
فدا ہین دل و جان سے رنگین خیال
زبس شوخیِ شاہدِ نظم پر
خجل ہوتی ہین چشمہاے غزال
ہر اک صفحہ رشکِ رخِ مہوشان
ہر ایک بیت ہے ابروے خوش جمال

ہر اک دایرہ رشکِ رخسارِ حور | ہر اک نقطہ ہے گویا عارض کا خال
عجب دلفریب اسکا حسنِ بیان | عجب روح افزا ہے اسکا خیال
وہ معشوق و عاشق کے راز و نیاز | ملال شبِ ہجر و لطفِ وصال
وہ جورِ حسینان وہ عاشق کا دل | وہ تیر نگہ اور وہ سینہ کی ڈھال
وہ بانکی ادا اور وہ ترچھی نظر | وہ نازک کمر اور وہ مستانہ چال
وہ گفتار شیرین بصد دلبری | وہ دام محبت وہ زلفون کا جال
وہ معجز نمائی لب و چشم کی | چلا کر کبھی جان لینا نکال
غرض ہین قلمبند اسرار عشق | کبھی صورتِ عاشقِ خستہ حال
یہ دیوان ہے آپ اپنا نظیر | فنِ شاعری کا ہے بدر کمال
نہ کیون آسمان ہو زمین غزل | ہے فکرِ رسا جبکہ عالی خیال
رقم تو بھی کر شاد تاریخ وہ | کہ دلشاد ہون جس سے اہلِ کمال
بحمد اللہ ہے کتنی شستہ زبان (۱۳۲۹) | زبانِ قلم وصف مین جسکے لال
رقم اور بھی ایسی تاریخ کر | پھڑک جائین شعراء نازک خیال
سن ہجری و عیسوی بکرمی | یہ سب ایک مصرعہ کے سانچہ مین ڈھال

کہا دل نے دلشاد ہو کر وہین
لکھا خوب یہ مخزن بیمثال
۱۳۲۹ھ ۵۸۴
۵۶ ۰۳ ۱۹ ع
۵۹ ۱۹ بکرمی